صدائے ارض وسماء

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسول، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

فی سبیل اللہ

NOT FOR SALE

Marfat.com

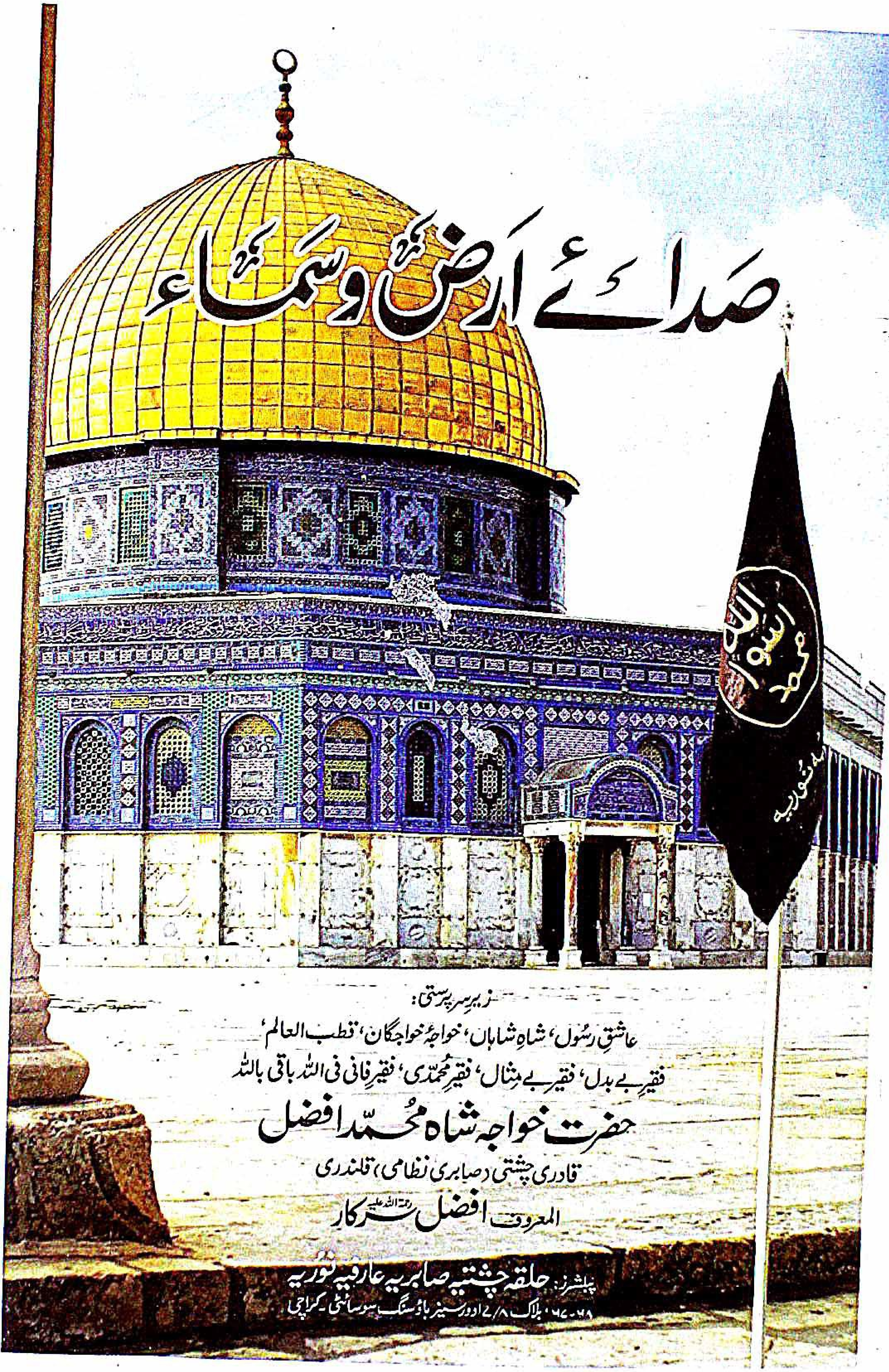

صدائے ارض و سماء

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،
فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمّد افضل

قادری چشتی (صابری نظامی)، قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز: حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ نوریہ
۶۹-۶۷، بلاک ۸/۷ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی

Marfat.com

نام کتاب ـــــــــ صدائے ارض و سماء (جلد ۷)

ترتیب و پیشکش ـــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ـــــــــ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تعداد	تاریخ اشاعت
۳۰۰۰	ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ مارچ ۲۰۱۳ء

297.62

۱۱۵۵۲

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

214658
ENTERED

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پکارا، تو نے ہماری پکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "صدائے ارض وسماء (جلد ۷)" کے عنوان سے اس موضوع پر اپنے مرشد شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم، فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدی، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ، حضرت خواجہ شاہ محمد افضل قادری، چشتی (صابری، نظامی)، قلندری المعروف "افضل سرکار" رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سرپرستی یہ کتاب پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللّٰہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالِمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرکے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صَلّی اللّٰہ عَلیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صَلّی اللّٰہ عَلیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہوجائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنہوں نے دامے، درمے، سخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل و کرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلائے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر و فکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	باب نمبر	تاریخ	عنوان	صفحہ نمبر
1	باب (۱۵۰)	۷؍جنوری ۲۰۱۱ء	سچّا عشق	9
2	باب (۱۵۱)	۱۴؍جنوری ۲۰۱۱ء	توہینِ رسالت	24
3	باب (۱۵۲)	۲۱؍جنوری ۲۰۱۱ء	حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	42
4	باب (۱۵۳)	۲۸؍جنوری ۲۰۱۱ء	وقت کا خاتمہ	61
5	باب (۱۵۴)	۴؍فروری ۲۰۱۱ء	وقت کا خاتمہ۔ دجّال	76
6	باب (۱۵۵)	۱۱؍فروری ۲۰۱۱ء	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	93
7	باب (۱۵۶)	۱۶؍فروری ۲۰۱۱ء	۱۲؍ربیع الاوّل	111
8	باب (۱۵۷)	۱۸؍فروری ۲۰۱۱ء	حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ	129
9	باب (۱۵۸)	۲۵؍فروری ۲۰۱۱ء	حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ	148
10	باب (۱۵۹)	۴؍مارچ ۲۰۱۱ء	حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ	167
11	باب (۱۶۰)	۱۱؍مارچ ۲۰۱۱ء	(والد صاحب): حضرت شاہ محمد غزن رحمۃ اللہ علیہ	185
12	باب (۱۶۱)	۱۸؍مارچ ۲۰۱۱ء	گیارہویں شریف: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	200
13	باب (۱۶۲)	۲۵؍مارچ ۲۰۱۱ء	حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ	215

Marfat.com

نمبر شمار	باب نمبر	تاریخ	عنوان	صفحہ نمبر
14	باب (۱۶۳)	یکم اپریل ۲۰۱۱ء	خوف	232
15	باب (۱۶۴)	۸ اپریل ۲۰۱۱ء	ذمہ داری میں عبادت	247
16	باب (۱۶۵)	۱۵ اپریل ۲۰۱۱ء	زندگی گزارنے کا صحیح طریقہ	262
17	باب (۱۶۶)	۲۲ اپریل ۲۰۱۱ء	حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	275
18	باب (۱۶۷)	۲۹ اپریل ۲۰۱۱ء	دل ۔ ذکرِ اللہ ہو	292
19	باب (۱۶۸)	۶ مئی ۲۰۱۱ء	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	307
20	باب (۱۶۹)	۱۳ مئی ۲۰۱۱ء	دادا پیر حضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی رحمۃ اللہ علیہ	323
21	باب (۱۷۰)	۲۰ مئی ۲۰۱۱ء	حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ	336

Marfat.com

۷۔ جنوری ۲۰۱۱ء باب (۱۵۰)

سچّا عشق

شروع اللہ جلّ جلالہٗ کے بابرکت نام سے جو تمام جہانوں کا سُلطان ہے، جو روشنی اور تاریکی کا خالق ہے۔ وہ واحد و تنہا جس کی رسّی دراز ہے اور جس وقت بھی چاہے اُس رسّی کو کھینچ لیتا ہے۔ بے شک ایسا کوئی بھی نہیں ہے جو اس رسّی کے کھینچنے کے عمل کو روک سکے۔ وہ ان تمام چیزوں کا پروردگار ہے جو اب تک گزری ہیں اور ان سب کا بھی جو گزریں گی۔

درود و سلام اللہ کے حسین محبوبؐ پر، ان پر جو تمام دلوں کے رکھوالے ہیں۔ اور جو اپنی اُمّت کے بھی محافظ ہیں۔

—— ○ ——

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی اُن سب کے لئے بھی جن کی نسبت اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ اور یہ نسبت اُن کی زندگیوں کا سب سے قیمتی خزانہ ہے۔

فضاؤں میں محبّت ہے۔ یہ ہے وہ کیفیت جسے آپ لوگ

Marfat.com

محسوس کرتے ہیں جب محفل شروع ہو جاتی ہے۔ یہ ہے وہ مہک جو اللہ کے عاشق محسوس کرتے ہیں۔ محبّت کی اس مہک سے وہ کبھی باہر نہیں نکلتے اور اس پر بات کرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔ کوئی واقعہ یا واردات ان کے دلوں پر اثر نہیں کرتا، کیوں کہ اُن کی دُنیا میں کوئی غم و الم نہیں ہے۔

اُن کی دنیا میں سوائے محبّت کے کوئی جذبہ ہی نہیں ہے یعنی عشق کے احساس اور پیار کے احساس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہی وہ محسوس کرتے ہیں اور یہی وہ سب کو محسوس کرانا چاہتے ہیں۔ آپ آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے عاشق وہ معصوم لوگ ہیں جو فقط محبّت کے لئے جیتے ہیں۔ اور دوسروں سے بھی زندگی میں یہی کروانا چاہتے ہیں۔

اللہ کے عاشق معصوم اس لئے ہیں کہ وہ جو چیز چاہتے ہیں' وہ دوسری دنیا کا احساس ہے۔ وہ دُنیا جو اس دُنیا کے بعد موجود ہوگی' یہ اللہ کی جنت ہی ہوگی، جہاں عشق کے سوا کوئی دوسری بات نہیں ہوگی۔ یہ وہ طریقہ ہے جس سے ہر ایک وہاں رہے گا۔ ان کا ہر ایک لمحہ جامِ عشق سے لبریز ہوگا۔ وہاں ہر قسم کی نعمتیں ہوں گی۔ خوبصورت مکانات، آسائشی لباس اور حسین ساتھی ہوں گے۔ ایسا ممکن ہی نہ ہوگا کہ آپ وہاں کوئی خواہش کریں اور وہ فوری

Marfat.com

طور پر پوری نہ ہو۔ جنت اللہ کے عاشقوں کے لئے انعام ہے۔ لیکن وہاں کا حتمی انعام عشق کا احساس ہوگا۔

وہ عشق جو بہت پاک ہوگا، بہت معصوم ہوگا۔ وہ عشق جو وہاں ہر وقت موجود رہے گا جو خوشی اور انبساط کی انتہا ہوگی۔ جو جذب و مستی کی انتہا ہوگی۔ جس کی تمنا ہر ایک کو ہوگی۔ وہ انہیں ملے گا مگر وہ اس کی مزید طلب کریں گے۔ یہی وہ عشق ہوگا جو کبھی کافی نہیں ہوگا۔ چاہے کوئی اس میں سے کتنا ہی پالے۔

جو عشق براہِ راست آپ کے رب کی طرف سے آتا ہے، وہ عشق کی وہ قسم ہے جو آپ کو ہر دم پیاسا ہی رکھے گا۔ چاہے آپ محبت کے اس ساغر سے کتنا ہی پیتے جائیں۔ یہ ہے وہ جنت۔ یہ آغوشِ رحمت ہے۔ یہ آپ کے محبوب کی باہیں ہیں۔ اس کے بعد کون ہے جو کچھ طلب کرے؛

تو آئیے آج عشق کی بات کرتے ہیں۔ عشق ہے کیا؟ عشق دراصل ایک نہایت لطیف احساس ہے۔ اک نازک احساس جو دل کے اندر محسوس ہوتا ہے۔ عشق جمال ہے۔ یہ حُسن ہے۔ اللہ کا حُسن۔ اللہ کا عشق جب مخلوق کو عطا ہوتا ہے تو یہ ان کے لئے ایک نعمت ہوتی ہے۔

سچی محبت اور سچا عشق کبھی ختم نہیں ہوتے۔ وہ ہمیشہ قائم

Marfat.com

رہتے ہیں۔ چاہے حالات کچھ بھی ہوں۔ جب آپ کہتے ہیں کہ "میں تمہارا ہوں"، تو یہ بیان ابد تک وقت کے دھارے میں منجمد ہو جاتا ہے۔ سچے عشق کے لئے وقت بہترین چیز ہے۔ جب آپ جوان ہوتے ہیں اور آپ اپنے دل میں لہو کی حدت کو محسوس کرتے ہیں، پھر آپ بڑی آسانی سے اپنے ہی احساسات سے گمراہ ہو سکتے ہیں۔ عام طور سے یہ وہ زمانہ ہوتا ہے کہ الفاظ آپ کے منہ سے آسانی سے نکلتے ہیں یہ جانے بغیر کہ ان کے اثرات کیا ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ایسے نوجوان اور بالغ لوگ ملتے ہیں جو لفظ عشق یا پیار بڑی آسانی سے بولتے ہیں۔

یہ ان کی نظر میں ایک کھیل کی طرح ہے۔ یعنی لفظوں کا غلط استعمال یا سمجھے بغیر ان کا استعمال۔ انہیں سمجھنا چاہیئے کہ ان الفاظ کے بڑے گہرے معنی ہیں۔ اور ان کی ادائیگی میں بڑی ذمہ داری ہے۔ عشق دراصل کسی گلشن کا ایک خوبصورت پھول ہے۔ جب آپ لفظ عشق کہتے ہیں تو یہ پھول ایک کلی کی طرح ابھرتا ہے۔ نہایت ہی نازک اور بہت ہی کمزور۔ اب یہ آپ کی نگہداشت، حفاظت اور آپ کا عزم ہے۔ جو اس کونپل کو دھیرے دھیرے ایک جوان خوبصورت اور تازہ گلاب میں بدلنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ مگر یہ بھی کافی نہیں۔ اس پھول کو ہر آن، ہر لحظہ آپ کی توجہ درکار ہے۔

Marfat.com

آپ خواہ کتنی ہی توجہ دیں یہ پھر بھی آپ سے زیادہ ہی توجہ چاہے گی۔ اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ عشق ایک ہمہ وقتی عہد ہے۔ اور آپ کی طرف سے معمولی سی غلطی بھی اس پھول کو چند لمحوں میں مرجھانے کا باعث بن سکتی ہے۔

اس طرح نازک ہوتے ہیں یہ معاملات۔ ایسا ہونا ہے سچا عشق۔ ایسی ہوتی ہے جنت میں عشق کی کیفیت، اور یہ ہوتا ہے عشق کی حفاظت کا طریقہ۔

عشق کو تو فقط وہ دل سمجھ سکتے ہیں جو سچے اور پاک ہوں، جس میں کوئی دنیا موجود نہیں، جس میں کسی دنیاوی خواہش کا دخل نہیں، اور جس میں کوئی خودغرضانہ مقاصد جنم نہیں لیتے۔ یہ ہوتے ہیں سچے دل، کامل بے غرض (مخلص) اور مکمّل معصوم۔

ایک بار اگر عشق کو ایسی زمین مل جائے تو وہ فوراً ہی اپنے بیج وہاں بو دیتا ہے۔ ابتدا میں تو اس شخص کو، جس کے پاس ایسا دل موجود ہوتا ہے، اسے تو اس بیج کی موجودگی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ (کیونکہ) عشق کا بیج بڑی خاموشی اور آہستگی سے نمو پاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ محبت ہمیشہ کامل عقیدت طلب کرتی ہے۔ اگر اس نشوونما کو خاموشی اور آہستگی سے نہیں ہونے دیا گیا تو پھر دوسرے اس عقیدت میں رکاوٹ ڈال سکتے ہیں۔ اور اگر توجہ میں فرق آ گیا تو پھر محبّت کے

Marfat.com

پودے کی نشو ونما رک سکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محبّت سے متاثرہ شخص کو یہ تک پتہ نہیں چلتا کہ اس کے دل میں اٹھنے والا یہ درد کیسا ہے، اور کیوں اچانک یہ چاند اور آسمان اتنے خوبصورت نظر آنے شروع ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے کہ جس طرف آنکھیں جاتی ہیں، وہاں کسی شخصیت کی شبیہہ نظر آتی ہے جو نہایت انمول ہے؟ یہ ایسا کیوں ہے کہ دل نے اپنی دھڑکنیں چھوڑنا شروع کر دی ہیں؟ یا پھر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ کبھی لبوں پر تبسم کھیلتا ہے اور کبھی آنکھیں اشکبار ہونا شروع ہوتی ہیں؟ ایک عام آدمی کو ہر چیز ایک جیسی لگتی ہے، لیکن ایک محبّت کے ڈسے ہوئے شخص کے لئے ہر چیز بدل جاتی ہے۔

دھیرے دھیرے وہ شخص سمجھنا شروع کرتا ہے کہ یہ بے خواب راتیں کیوں ہیں؛ اور اس طرح کے دردِ دل کیوں ہوتے ہیں، وہ آہستہ آہستہ اپنے محبوب کی شبیہہ کو پہچاننا شروع کرتا ہے، جو ہر وقت اس کے دل کے نہاں خانے میں موجود ہے۔

جب اس محبّت کا علم ہو جائے تو عام طور سے اس کا دوسرا قدم یہ ہوتا ہے کہ محبوب کا ردِّ عمل کیسا ہے۔ اگر عاشق اس دنیا میں رہتا ہے، اور وہ انسان ہے، تو ہو سکتا ہے کہ یہ دوسرا قدم کچھ مشکل نہ ہو لیکن فرض کیجئے کہ عاشق لامکاں میں رہتا ہو اور نظر بھی نہ آتا ہو،

Marfat.com

خاص طور سے اس شخص کو جس نے ابھی اس جام سے صرف ایک قطرہ ہی پیا ہے، تو پھر کیا کرنا چاہیئے؛

یہی وقت ہوتا ہے جب اس شخص کو بھی عشق کی دشواریوں کا احساس ہوتا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ احساسات کا کس طرح اظہار کیا جائے اور اس کا ردِ عمل کیسے جانا جائے۔ یہ عشق کا ابتدائی مرحلہ ہے جس میں کوئی معصوم عاشق اس راہ پر اپنا پہلا قدم اٹھا سکتا ہے جس کی نہ تو شروعات ہے اور نہ ہی خاتمہ۔

ہم جرمِ محبت کے گنہگار ہیں یارو
پکڑے ہیں کہ اپنے کو، لو گردنیں مارو
مشکل ہے، جو چپ رہتے ہیں، جی ہوتا ہے بیکل
وہ یار بُرا مانے ہے، گر رو رو پکارو
گر راحت و آرام گیا، جانے دو اے دل
ثابت رہو ٹک عشق میں ہمت کو نہ ہارو

یہ وہ وقت ہے جب عشق کی ننھی سی چنگاری زیادہ شدت سے جلنا شروع کرتی ہے۔ اور محبوب کے چہرے کی ہر سُو تلاش شروع ہوتی ہے۔ اب دنیا اپنا رنگ کھونا شروع کرتی ہے۔ اور اب اسے اپنے اطراف کے لوگ ساتھی ہونے کے بجائے پریشان کرنے والے لگتے ہیں۔

Marfat.com

ایک عجیب سی تمنّا اس عاشق کے سارے وجود کو بدلنا شروع کرتی ہے جن کی بے خواب راتیں طویل اور اکیلی ہیں اس کو سرکاری طور پر اس کے محبوب کے سالکین کی فہرست میں شامل کرتی ہیں ۔ یہ وہ وقت ہے جب اس سالک کو یہ احساس ہوتا ہے ۔ اب دن کے چند وہ لمحات آئے ہیں جب ان پُر درد دلوں کو کچھ سکون اور کچھ آرام ملے گا ۔ یہ وہ وقت ہے جب سالک اپنی جائے نماز پر کھڑے ہوکر اپنے محبوب کی بارگاہ میں داخل ہوگا ۔ اس کے دل کی مسرت اسے یہ اطمینان بخشے گی کہ، جی ہاں! کوئی اس کی حالت سے باخبر ہے ۔ کوئی اس کی آنکھوں کی تڑپ اور اس کے دل سے نکلنے والی خاموش آہوں سے واقف ہے ۔

شروع میں اس کی وہاں دربار میں موجودگی کی خوشی ہوتی ہے ۔ پھر دھیرے دھیرے اسے ایسا لگے گا کہ نماز کے ہر رکن کا خاص معنیٰ اور مقصد ہوتا ہے ۔ اسے ایسا لگتا ہے کہ آپس میں رابطے کا ایک دروازہ کھُل گیا ہے ۔ یہ رابطہ دراصل عاشق اور اس کے محبوب کے درمیان کا رابطہ ہے ۔ مصلّیٰ پر کھڑے رہنا درحقیقت آپ کے رب کے رُوبرُو حاضری ہے ۔ ذرا سوچئے تو کہ کوئی کیسا محسوس کرے گا جب اسے یہ معلوم ہو کہ وہ جس ہستی کے سامنے کھڑا ہے وہی ہے جو اس سے سب سے زیادہ محبّت کرتی ہے ۔

Marfat.com

تو اس طرح بیشتر سالکوں کے لئے اپنے محبوب کی تلاش کبھی ختم نہیں ہوتی، وہ اسے پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں، وہاں، ہر جگہ، جب کہ حقیقت میں وہ ان کے بالکل قریب ہے، اتنا قریب جتنا کوئی اور اس دنیا میں نہیں ہو سکتا ہے۔ (یہی وجہ ہے کہ یہ ایک بد نصیبی ہے کہ آپ میں سے بیشتر لوگوں کی نمازیں جذبات اور احساسات سے عاری ہیں)۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے آپ ایک معمول کا کام کر رہے ہوں۔ ایک ایسا کام جو عادتاً کیا جاتا ہو جس کی اہمیت آپ کے لئے کچھ نہیں۔ جس کے لئے آپ کے دل میں کوئی ذوق وجذبہ نہ ہو، جس کے الفاظ میں کوئی معنے نہ ہوں۔ اور جس سے آپ کی آنکھوں میں کوئی چمک پیدا نہ ہو۔ نماز اس بے دلی سے ادا کی جاتی ہے جیسے وہ آپ کے کاندھے پر ایک بوجھ ہو جسے آپ کوئی کام نمٹانے کی خاطر جلدی کر رہے ہوں۔

لیکن ایک سچے عاشق کے لئے نماز ایک قطعی مختلف شے ہے۔ اس کا پورا دن اپنے محبوب کی سوچ میں گزرتا ہے، اپنے اللہ کی سوچ میں۔ اس کا تمام دن اس کے دل میں درد کے ساتھ گزرتا ہے کسی گم گشتہ چیز سے ملنے کی تڑپ میں۔ ایسے ہوتے ہیں ابتدا میں اللہ کے سچے عاشق۔ ان کے ہاتھ پاؤں تو دنیا کے کاموں میں لگے رہتے ہیں لیکن ان کی خوشی کا باعث صرف اللہ

Marfat.com

ہی ہے۔

پھر رفتہ رفتہ انہیں احساس ہونے لگتا ہے کہ یہ خوشی اس وقت بہت بڑھ جاتی ہے جب انہیں آذان کی آواز سُنائی دیتی ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے کہ جب دنیا کے تمام شور وہنگامے اِن کے لئے بے معنی ہو جاتے ہیں۔ اب اِن کے لئے صرف یہ احساس اہم ہے کہ "میرا اللہ مجھے پکار رہا ہے، اور اب مجھے اس کے پاس جانا ہی پڑے گا"

اللہ کے ایک سچے عاشق کیلئے نماز محبوب سے وصل کا وقت ہوتا ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے کہ جب آپ حقیقتاً اس سے پیاری پیاری باتیں کرتے ہیں۔ وہ وقت جب آپ اس کی حمد کر سکتے ہیں اور اس کی شان وشوکت بیان کر سکتے ہیں۔ جب آپ کو اس کی عظمت و بڑائی کا احساس ہو سکتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کے دربار میں ہونے کی خوشی تحسین واحترام کے ایک احساس میں بدل جاتی ہے۔ اب کہا جانے والا ہر لفظ ایک گہرے معنے لئے ہوئے ہوتا ہے۔

اب آپ چاہیں گے کہ اللہ جانے کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نمازیں کبھی الفاظ نرم لہجے میں کہے جاتے ہیں، کبھی عالم خوف میں ادا کئے جاتے ہیں۔ کبھی اس سے

Marfat.com

گڑگڑاتے ہیں۔ اور کبھی آپ کے الفاظ کے ساتھ آنسو بھی شامل ہوتے ہیں۔ لیکن ایک بات پکی ہے کہ ہر ایک لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلتا ہے اور جامِ عشق میں شرابور۔

آپ کے رکوع وسجود محض جسمانی حرکات نہیں ہیں۔ آپ کے پورے وجود میں ایک کامل عاجزی ہے۔ جب آپ رکوع میں جاتے ہیں تو آپ کو یہ احساس ہوتا ہے کہ آپ کے کندھے واقعی گناہوں کے بوجھ تلے جھک گئے ہیں۔ اب آپ کس طرح سیدھے کھڑے ہو سکتے ہیں اتنے بھاری بوجھ کے ساتھ۔ یہی سبب ہے کہ آپ کی عاجزی آپ کو اور نیچے لے جاتی ہے۔ آپ کی پیشانی فرش کو دباتی ہے۔ اور آپ کا پورا جسم کمالِ عاجزی کی سطح تک آپہنچتا ہے۔ آپ کے بدن کا ایک ایک "پور" معافی کا طلب گار بن جاتا ہے، کیوں کہ اگر وہ آپ کو معاف نہیں کرتا تو پھر آپ زندگی میں دوبارہ سیدھے کس طرح ہو سکتے ہیں، کس طرح اسے مُنہ دکھا سکتے ہیں۔

سینے سے نکلنے والی سسکیاں دراصل اس عاشق کی روح کی گہرائی سے اُٹھ رہی ہوتی ہیں۔ اس کے اشک گو یا خون کے آنسو ہیں۔ اس کی جبین غم وپشیمانی میں زمین کو مَس کر رہی ہے۔ غم اس کے اعمال کی وجہ سے اور پشیمانی اس دنیا کے باعث جو اس کے

Marfat.com

دل میں ہے۔

یہ ہے ایک سچے عاشق کی کیفیت جب وہ اپنے محبوب کے دربار میں داخل ہوتا ہے جب اس کے دل کا حسن اتنا زیادہ ہے جو اُس کے رب کو پیش کیا جا رہا ہے۔ تو کیا اُس کا رب آپ کو اسی طرح کا حسن کیوں نہیں بخشے گا؟

ایک وقت آتا ہے جب وہ آہیں اور ہچکیاں خاموشی سے تھم جاتی ہیں۔ اور ایسا لگتا ہے کہ ایک نادیدہ ہاتھ اُن آنکھوں کو پونچھ رہا ہے۔ یہی وہ وقت ہے جب کوئی بڑی نرمی سے اس عاشق کو سچی محبت میں لپیٹ دیتا ہے۔ لمحوں کے اندر سارے کا سارا غم تحلیل ہو جاتا ہے۔ اور مایوسی کے احساس پر انبساطِ سکینت کے احساسات غالب آجاتے ہیں۔ جیسے کہ سارا بوجھ کسی نے اٹھا لیا۔ جیسے سارا وجود دنیا بن گیا ہو۔ اب عاشق آہستہ آہستہ اپنا سر اٹھاتا ہے۔ اور شکرانے کے الفاظ ادا کرنا شروع کرتا ہے۔ وہ الفاظ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج والے دن بڑی خوبصورتی سے فرمائے تھے۔ اور جن کا جواب اللہ تعالیٰ نے بڑی محبوبیت سے دیا تھا۔

"تمام زبانوں کی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اور بدن کی عبادتیں اور مالی عبادتیں بھی۔ سلام ہو تم پر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی

Marfat.com

رحمت اور اس کی برکتیں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر"۔

پھر فرشتوں نے گواہی دی: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں"۔

جس وقت نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم آتا ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ نماز محبوب کے محبوب کے ذکر کے بغیر ختم ہو۔ تو اس طرح عشق کی باتیں ذکرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ختم ہوتی ہیں۔ یعنی ان پر درود و سلام کے ساتھ۔

اس سے آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک سچا عاشق صرف اپنی عبادت ہی نہیں کرتا، بلکہ یہ اس کی ملاقاتِ محبوب بھی ہے۔ یہ اس کے وصل کا وقت ہے۔ جب دو محبت کرنے والوں کے درمیان راز و نیاز ہوتا ہے، جب محبت بھرے الفاظ کا تبادلہ ہوتا ہے۔ تو گویا نماز ایک یک طرفہ رابطہ نہیں ہے۔ یہ درحقیقت ایک دو طرفہ گفتگو ہے۔ جب ایک عاشق کہتا ہے کہ "مجھے آپ سے محبت ہے"۔ تو کیا محبوب کا جواب یہ نہیں ہو گا کہ "مجھے بھی آپ سے محبت ہے"۔ لیکن ان الفاظ کو سننے کے لئے آپ کو حقیقتاً دربار میں داخل ہونا پڑے گا۔ اس کے روبرو ہونا پڑے گا۔ وہ تو وہاں ہر ایک کے لئے موجود ہے۔ کوئی ایک لمحہ ایسا نہیں گزرتا ہے جب وہ آواز نہ

Marfat.com

دے رہا ہو یا سُن نہ رہا ہو۔

تو آپ کو کون سی چیز اپنے محبوب سے ملنے نہیں دے رہی ہے؟ آپ کو جامِ عشق پینے سے کون روک رہا ہے؟ آپ کو مخمور ہونے سے کون منع کر رہا ہے؟ کیا آپ نے سُنا نہیں جو مولانا رُومی فرماتے تھے۔ "کیا میرے مرنے پر ہی محبت خوش ہوگی؟ کیوں کہ میرا دِل محبّت کا مسکن ہے۔" اگر آپ اپنے ہی گھر کو جلاتے ہیں تو اسے محبّت اسے جلائیے! کس نے کہا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے؟ اس گھر کو مکمل جلائیے! عاشق کا یہ گھر جلنے سے بہتر ہو جائے گا۔ اس کے بعد میں جلانے کو اپنا مقصد بنا لوں گا۔ کیوں کہ میں ایک شمع کی طرح ہوں۔ جلانا مجھے روشن تر کرے گا۔"

میری خاطر آج رات سونا چھوڑ دیں، ایک رات کے لئے جاگئے۔ اے بے خوابی کے ٹھکانوں! ان عاشقوں کو دیکھئے جو نا امید ہو کر مر چکے ہیں۔ اور پروانوں کی طرح محبوب سے یکجا ہو چکے ہیں۔ اللہ کی مخلوق کے اس جہاز کو دیکھئے اور دیکھئے کہ وہ محبّت کے سمندر میں کس طرح غرق ہو گئی ہے۔

اے اُمّتِ محمدی! اے اللہ پہ ایمان رکھنے والو، جو اپنے دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے چکے ہو، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ سب سے بے حد محبّت کرتے ہیں، مقدس

۱۱۵۵۰۲

Marfat.com

اور الو ہی خزانہ کھلا ہوا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیے۔ اللہ کی رضا حاصل کریں۔ سب اچھے کاموں کی طرف بھاگیئے جب کہ ابھی آپ کے پاس موقع ہے اس سے پہلے کہ روح قفسِ عنصری سے نکل کر اُڑ جائے۔ بھوکوں کو کھانا کھلائیے اور برہنوں کو کپڑے پہنائیے۔ پیاسوں کو پانی پلائیے۔ یتیموں کو خوشی پہنچائیے۔ تاکہ اللہ آپ سے راضی ہو جائے۔

جب نماز کا وقت آئے تو اپنی عبادت کو صحیح طور سے ادا کیجئے، اپنے ذمہ کی پوری زکوٰۃ ادا کیجئے۔ اسلام کے ستونوں کی پاس داری کیجئے۔

اے اللہ کریم! آپ نے ہمیں وجود بخشا۔ ہم ننگے تھے، آپ نے ہمیں لباس پہنایا۔ ہم بھوکے تھے، آپ نے ہمیں کھانا دیا۔ ہم بے علم تھے، آپ نے ہمیں علم سے نوازا، آپ نے ہمیں صحت کی نعمت سے نوازا۔ سب حمد و ثناء آپ کے لئے ہیں۔

سلامتی اور رحمتیں ہوں آپکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر، اُنکے اہلبیت پر، اُن کے صحابہ کرام پر، ان کے انصار اور دوستوں پر۔ ہمیں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیے۔ ہمارے غم کو خوشی سے بدل دیجئے۔ ہمارے ملک پر رحمت برسائیے۔ اور ہمیں بہتر مسلمان بنائیے۔ آخری دم تک ہمیں ایمان پر قائم رکھیئے۔ دونوں جہانوں میں ہمیں بخشش ملنے کی بشارت عطا کر دیجئے۔

آمین

Marfat.com

توہینِ رسالت

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کا جاہ و جلال پورے ارض و سماء پر محیط ہے۔ جس کی عظمت کی کوئی انتہا نہیں اور جس کے جاہ و جلال کی کوئی مثال نہیں۔ بے شک وہ رب العالمین ہے۔

درود و سلام اُن پر جو نرم ترین دل اور حسین ترین اخلاق کے مالک ہیں اور جو چلتا پھرتا قرآن ہیں۔

سلام رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن تمام اُمتی کے لئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے سیدنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے باوفا رہنا ہی دین کی اطاعت کی اوّلین شرط ہے۔

جب آپ کہتے ہیں کہ کوئی شے آپ کی ہے تو پھر آپ اس شے کی نگہداشت کس طرح کرتے ہیں؟ فرض کیجئے کہ زندگی بھر آپ کرائے کے مکان میں رہے ہوں جو آپ کے اپنے نہیں تھے۔ لیکن ایک دن آپ اپنے ذاتی مکان میں منتقل ہوتے ہیں، تو آپ اُس

Marfat.com

مکان کا خیال کس طرح کریں گے؟ ظاہری بات ہے کہ آپ اپنے شب و روز اُسے خوبصورت رکھنے اور اس کی حالت برقرار رکھنے میں صرف کریں گے۔

اب فرض کریں کہ اگر آپ نے اُس جگہ کو نظر انداز کرنا شروع کیا تو اس میں زیادہ نقصان کس کا ہوگا؟ آپ کو اپنی چیزوں کی حفاظت خود ہی کرنی ہوتی ہے۔ کوئی دوسرا کیوں اُس کی فکر کرے؛ یا اتنا وقت دے جتنا کہ آپ اس کو دے سکتے ہیں۔ کیا آپ سب کو آپ کے اللہ نے ایک قلعہ عطا نہیں کیا ہوا ہے؟ ایک ایسا قلعہ جو اس دنیا میں ہے، اور جو رات دن آپ کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ قلعہ مضبوط ترین سامان سے بنا ہوا ہے۔ اور آپ کو دُشمن سے بچانے کے لئے اس پر محافظوں کی بھاری نفری متعین ہے۔ جو بھی "لاإلٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ" کہتا ہے، اس قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ بلا امتیازِ رنگ و نسل اور مسلک کے۔ یہ ایمان کے الفاظ اس جگہ کے داخلے کے پاس ہوتے ہیں۔ اور بلاشبہ رہنے کے لئے یہ محفوظ ترین جگہ ہے۔

ایک ایسی جگہ جہاں ہر چیز کے لئے ایک ضابطہ ہے، جہاں ہدایت ہے۔ تاکہ آپ اپنی زندگی بھر پور طریقے سے گزار سکیں۔ اور اس دنیا کی مشکلات سے محفوظ رہیں۔ یہ قلعہ آپ کا دینِ اسلام ہے اور

Marfat.com

آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قلعے کے بہترین رہنما اور حاکم ہیں اور اس جگہ کا بہترین محافظ اللہ تعالیٰ ہے۔

یہ قلعہ ان تمام انسانوں کے لئے ہے جن کا اللہ پر ایمان ہے اور یہ جگہ انسان کے ازلی دشمن ابلیس کے خلاف ایک پناہ گاہ ہے۔ جو اس دنیا کے آغاز سے ہی اس قلعے میں کسی نہ کسی طرح داخل ہونے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے، آخر تک کرتا رہے گا تاکہ اس کو تباہ کرے۔ اس میں تباہی پھیلائے اور ہر ایک کو مار ڈالے، جو وہاں رہتے ہیں۔ تب ہی اس کا انتقام پورا ہو گا اور تب ہی اُس کی خونی پیاس بجھے گی۔

یہ قلعہ ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو صرف کلمۂ شہادت پڑھ کر اس میں داخل ہوں۔ جیسے کہ پہلے عرض کیا کہ جب کوئی چیز آپ کی ہوتی ہے تو یہ آپ ہی کی ذمہ داری ہے کہ اس کی دیکھ بھال کریں اور اُس سے پیار کریں، تاکہ اُسے کوئی نقصان نہ پہنچے۔ آپ کا پہرہ اتنا مضبوط ہونا چاہیئے کہ کوئی بھی بُری نیت والا شخص کبھی اُس میں داخل نہ ہو سکے۔ بلکہ اُس کے قریب بھی نہ آسکے۔ یہ پوری اُمت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر وقت اسلام کے دشمنوں سے خلاف چوکنا رہیں۔ اور ان کی ناپاک چالوں اور حملوں کو ناکام بنا دیں۔ جو یہ دشمنانِ اسلام براہِ راست یا بالواسطہ دینِ اسلام پر کرنے

Marfat.com

کی کوشش کرتے ہیں۔

ابلیس کی اس دین کے خلاف ہونے کی اصلی وجہ کیا ہے؟

اوّل یہ کہ یہی اصلی دین ہے، جو انسانوں کی ہمیشہ سچّی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے۔ یہ بھی شیطان کے حسد اور شر کی سب سے بڑی وجہ ہے کہ یہ مردود' نُورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن ہے۔

یہ اس نُور کے خلاف اس کا حسد ہی تھا کہ وہ ہزاروں سال تک عبادت کرتا رہا۔ یہ اللہ کی محبّت نہ تھی کہ وہ سالوں سال تک اللہ کے آگے سجدہ میں گزارا۔ یہ تو دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف، نُورِ محمدیؐ کے خلاف اُس کا حسد تھا، جس نے اُسے جھکنے پر مجبور کیا، تاکہ اللہ کی محبّت صرف اُسے یعنی ابلیس کو ملتی رہے۔ اور صرف وہی اس کا حبیب رہے۔

یہی وہ غرور تھا جس نے اس ملعُون کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے روکا، کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے آگے جُھکنے کا مطلب نُورِی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے جُھکنا ہے۔ جس کے معنی اُن کی برتری اور فضیلت کو ماننا، اُس دن سے لے کر دنیا کے خاتمہ تک ابلیس کی اصل جنگ اللہ کے حبیبؐ،

Marfat.com

اللہ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اور اُس کے شب و روز اس منصوبہ سازی میں گزرتے ہیں، تاکہ ایسے طریقے سامنے آئیں جن سے وہ اپنے غصے کی آگ کو دُنیا میں کسی نہ کسی طرح عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کر کے ٹھنڈا کر سکے۔

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ کتنا متحرک رہا ہے، خاص طور سے پچھلے چند سالوں کے دوران اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ پاک پر حملہ کرنے کی کتنی سازشیں تیار کی ہیں۔ وہ اپنے شیطانی کارندوں کو بھرتی کرتا ہے جو دنیا کو یہ باور کراتے یا دکھاتے ہیں کہ اس سچے دین اور سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اُن کے دلوں میں کتنی شدید نفرت ہے۔

دنیا میں دوسرے کئی عقائد بھی ہیں۔ دوسرے مذاہب بھی ہیں۔ لیکن ایسا کیوں ہے کہ یہ لوگ فقط اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ اور فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف بناتے ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ اسلام ہی وہ سچا مذہب ہے، جو دنیا کے تمام باطل مذاہب کو ختم کر سکتا ہے۔ اور دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ پاک ہستی ہیں، جن کا نام مبارک تاابد تمام آسمانوں پر ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ تو کس طرح ابلیس یہ سب کچھ برداشت کر سکتا ہے؟

Marfat.com

وہ مسلمانوں کے دلوں میں عشقِ محمدی کو کس طرح دیکھ سکتا ہے؛

اس پر یہ صاف واضح ہے کہ وہ کتنی ہی کوشش کرے پھر بھی وہ امُت کے دلوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مٹا نہیں سکتا۔ اس کے برعکس اس کی ایسی ہر ناکام کوشش اس محبت کو مضبوط تر اور زیادہ گہری بنا دیتی ہے۔

ع ایک کیف، ایک سرور ہے ذکرِ حضورؐ میں
حاصل عجب حضورؐ ہے، ذکرِ حضورؐ میں
قرآں رہنما ہے تو سیرت ہے دستگیر
عاجز اگر شعور ہے ذکرِ حضورؐ میں
قندیلیں عشق کی ہیں جلاتے قلوب میں
یہ خاصیت ضرور ہے ذکرِ حضورؐ میں

سورج کے چہرے پر کون مٹی پھینک سکتا ہے؛ کیا وہ مٹی دوبارہ اس کے اپنے چہرے پر نہیں آگرے گی؟ یہی ہوتا ہے ہر اس شخص کے ساتھ جس نے کبھی بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کچھ کہا ہو۔ چاہے وہ لوگ ہوں جنہوں نے شانِ رسولؐ کے خلاف حضورؐ کے زمانے میں ہی شاعری کی تھی۔ چاہے وہ لوگ ہوں جنہوں نے حضورؐ کے خلاف کتابیں لکھنے کی کوشش کی تھی ۔۔۔ یا چاہے وہ لوگ ہوں جنہوں نے آزادیٔ اظہار کے نام پر خاکے بنانے

Marfat.com

کی کوشش کی تھی۔ یا چاہے وہ لوگ ہوں جو توہینِ رسالت کے قانون میں ترمیم کرنے یا اُسے ختم کرنے کی سرتوڑ کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ جو ایک مومن کے ایمان کا لازمی حصہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری زندگی تحمّل اور برداشت سے بسر کی تھی۔ کیا آپ اُس بڑھیا کو بھول گئے، جو آپؐ کے گھر پر مٹی ڈالتی تھی۔ یا اُن کی راہ پر کانٹے بچھاتی تھی۔ تو آپؐ نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

ایک بار جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو کئی دِنوں تک نہیں دیکھا، تو آپؐ اس کی خیریت دریافت کرنے کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کریمانہ روّیے نے اس عورت کے دل میں تبدیلی پیدا کی اور وہ ایمان لے آئیں۔

یہ برداشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے لئے تھا۔ یعنی آپؐ نے اپنے خلاف کوئی بھی دشمنی برداشت کی تھی۔ لیکن دینِ اسلام کے خلاف دشمنی ایک لمحے کے لئے بھی قابلِ برداشت نہیں کی تھی۔ یہ اس سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک زخمی کیا گیا تو اس کے باوجود آپؐ نے دُعا فرمائی کہ:

''اے اللہ! میرے لوگوں کو ہدایت دے، کیوں کہ یہ جانتے ہی

Marfat.com

نہیں"۔

لیکن جب جنگِ خندق کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز ادا کرنے سے روک دیا گیا تو آپؐ نے دُعا فرمائی: "اے اللہ! ان کے پیٹ میں آگ بھر دے"۔ اس کا مطلب ہے کہ جب آپؐ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوا تو آپؐ نے برداشت فرمایا لیکن آپؐ نے دینِ اسلام کے چہرے کے زخمی ہونے کو برداشت نہیں فرمایا۔

کیا غیر مسلموں کی ان سازشوں سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ آپ کے سچے دین کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں جو اُن کے نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حُرمت و عزت موجود ہے، اُسے اس طرح ختم کیا جائے کہ دین صرف ایک خالی خول بن کر رہ جائے۔

بالکل اسی طرح جیسے دنیا کے دیگر مذاہب بن چکے ہیں۔ کیا کلامِ پاک نے آپؐ کو یہود و نصاریٰ کے اصلی چہرے نہیں دکھائے؟ کیا تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات نہیں ہیں، جس میں انہوں نے مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپ دیئے ہیں؟ اور ان کے عزائم کیا ہیں؟ ابلیس کو صرف ایک چیز کا بے حد خوف ہے۔ اور وہ مسلمانوں میں پایا جانے والا جذبۂ شہادت اور جذبۂ جہاد ہے۔

Marfat.com

وہ یہ کبھی نہیں بھول سکتا کہ جنگِ بدر، اُحد اور باقی تمام جنگوں میں کیا ہوا تھا؟ جو انہوں نے اس بے جگری سے لڑی تھیں صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اللہ کی محبّت میں۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ مسلمان کبھی تنہا نہیں ہیں۔ اللہ کی مدد و نصرت ہر وقت اُن کے ساتھ ہے۔ وہ اُن ہزاروں فرشتوں کو کس طرح بھول سکتا ہے جو لڑنے کے لئے آسمان سے اُترے تھے؟

میدانِ بدر میں ابلیس کو مسلمانوں کی اس قوّت سے خوف آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ہمیشہ سر توڑ کوشش کی ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے یہ شوقِ شہادت کو نکال دے۔ اور یہ ہے وہ کام جو آج کل وہ کر رہا ہے۔ اسی لئے اس کی سر توڑ کوشش ہے کہ:

ے وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
رُوحِ محمّد اُن کے بدن سے نکال دو
فکرِ عرب کو دے کر فرنگی تخیّلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج
مُلّا کو اُن کے کوہ و دامن سے نکال دو

اللہ تعالیٰ نے آپ کو واضح طور سے بتا دیا ہے کہ آپ کے

Marfat.com

دوست کون ہیں۔ اور وہ کون ہیں جو آپ کے ساتھ کبھی مخلص نہیں ہوں گے"۔ اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہاری بُرائی میں کمی نہیں کرتے۔ اُن کی آرزو ہے جتنی ایذا تمہیں پہنچے۔ بَیر اُن کی باتوں سے جھلک اُٹھا اور وہ (غیض و فساد) جو سینوں میں چھُپائے ہیں اور بڑا ہے۔ ہم نے نشانیاں تمہیں کھول کر سُنا دیں، اگر تمہیں عقل ہو تو (اُن سے دوستی نہ کرو) سُنتے ہو یہ جو تم ہو تم انہیں چاہتے ہو اور وہ تمہیں نہیں چاہتے، اور حل یہ ہے کہ تم سب کتابوں پر ایمان لاتے ہو اور وہ تمہاری کتاب قرآن پر ایمان نہیں رکھتے"۔

اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے خاتمے کے بارے میں کی گئی پیش گوئی کو کیوں فراموش کر دیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ "لوگ بہت جلد ایک دوسرے کو پیغام دیں گے کہ وہ آپ پر ایک قوم کے طور سے حملہ کریں جس طرح کھانے پر دوسروں کو دعوت دیتے ہیں"۔ کسی نے پوچھا" کیا یہ اس لئے ہوگا کہ اُس وقت ہماری تعداد کم ہوگی"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ "نہیں! آپ اُس وقت بہت سارے ہوں گے۔ لیکن آپ اُس جھاگ کی طرح ہوں گے جسے ایک طوفانی لہر بہا کر لے جا رہی ہو"۔

کیا آج کل بالکل اسی طرح نہیں ہو رہا ہے؟ مسلمان بے حس

Marfat.com

اور بُزدل ہو چکے ہیں۔ دوسروں کی دولت نے اُن کی آنکھوں کو چکا چوند اور اُن کے دلوں کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ اب آپ میں سے بیشتر مذہب سے محبّت کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ آپ کے ذہن بند ہیں اور دنیا کے حرص و لالچ نے درحقیقت، آپ کی اقدار کو ہڑپ کر دیا ہے۔ اب آپ اسلام کے دشمنوں کی طرح لباس پہننا چاہتے ہیں۔ آپ اُن کی طرح بات کرنا چاہتے ہیں۔ اور آپ اُن ہی کی طرح زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ افسوس ہوتا ہے اُن لوگوں پر جنہوں نے زندگی بھر خود کو دشمنوں کے ہاتھ فروخت کیا ہے۔

جنہوں نے اپنی زندگیاں اُن کے لئے کام کرتے ہوئے گزاری ہیں یہ جانتے ہوئے کہ وہ اُن ہی میں سے ایک ہیں، اُن کے لئے کتنے افسوس کا مقام ہوگا جب میدانِ حشر میں وہ خود کو صرف اُن ہی لوگوں کے ساتھ پائیں گے۔ کتنے دیوانہ وار وہ اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو پانا چاہیں گے، تاکہ آپؐ خوف کے عالم میں اُن کی مدد کریں۔ مگر وہ ان لوگوں میں پھنس چکے ہوں گے جو کبھی بھی اسلام کے دوست نہ تھے۔

آپ تو اُن نام نہاد مسلمانوں کی تباہی کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے اس وقت جب اُمّتِ محمدی کے مسلمانوں کے نام پکارے

Marfat.com

جا رہے ہوں گے۔ لیکن اُن کے ناموں کا پتہ ہی نہیں ہوگا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ صرف اُمّت میں پیدا ہوئے مگر زندگی بھر "غیر" کے ساتھ رہتے ہوئے آپ اُمّتِ محمدی ہونے کے حقدار کہلائیں گے؛ اس اُمّت میں رہنے کے لئے آپ کو اپنے اللہ اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہی زیادہ وفادار ہونا پڑے گا۔ تب ہی آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔ آخر یہی اُمّتِ محمدی ہے جس میں انبیاء کرام بھی شامل ہونے کی تمنّا کیا کرتے تھے۔ اُن لوگوں پر افسوس ہوتا ہے جو اُمّت میں پیدا ہوئے لیکن پھر بھی آخر میں انہیں اُن کی بداعمالیوں کے باعث نکال دیا گیا۔

اور یہی انجام اُن سب لوگوں کا ہوا جنہوں نے کبھی بھی اسلام کو نقصان پہنچایا ہو، یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہو یا شرعی قوانین کے خلاف بات کی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبیؑ کے خلاف اگر کسی نے ارادۃً یا غیر ارادی طور سے ایک لفظ بھی کہا ہو تو اُسے نہ صرف دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا جاتا ہے، بلکہ اُسے مُرتد بھی قرار دیا جائے گا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ کیا قرآن نے آپ کو یہ تعلیم نہیں دی ہے کہ "اس لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ اور رسولؐ کی تعظیم و توقیر کرو۔" (سورۃ الفتح)

Marfat.com

اور اسی طرح سُورۃ الحجرات میں اللہ فرماتا ہے کہ: "اے ایمان والو! نہ بُلند کرو اپنی آوازیں نبیؐ کی آواز پر اور اس کے حضور چِلّا کر نہ بولو، جیسے کہ آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چِلّاتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔"

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ آپ کی نیّت توہین کی نہ ہو مگر بِلا ارادہ بے ادبی بھی قابلِ قبول نہیں اور اسے بھی برداشت نہیں کیا جائے گا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہی تمام صحابہ کرام، تمام مُفتیانِ عُظّام، آئمہ کرام، اور علماء اسلام کا اس پر اِجماع ہے۔ اگر کسی مسلم یا غیر مسلم کسی مرد یا عورت نے توہینِ رسالت کا ارتکاب کیا اور اُسے مکمل طور پر مجرم پایا گیا، تو اس کی سزا صرف قتل ہے۔

جو کوئی ارادے سے یا بلا ارادے سے بہ قائمئ ہوش وحواس یا جھنجلاہٹ، یا جہالت، یا نشے کی حالت میں یا بطورِ ہنسی مذاق خواہ واضح طور پر یا اشارۃً سید الانبیاء والمرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا کسی بھی نبی یا رسول کی شان میں گستاخی کرے، کوئی عیب لگائے، بے ادبی و توہین کرے، ان کی طرف جھوٹی نسبت کرے، یا ان کی طرف ایسی بات یا چیز منسوب کرے جو اُنکے منصب کے لائق نہ ہو یا اُن کی کسی خصلت میں نقص تلاش کرے، یا اُن

Marfat.com

پر کوئی تہمت لگائے، یا کسی بے وقعت ادنیٰ شئے سے اُن کو مشابہت دے، ایسا کلمہ زبان سے کہے جس میں بے ادبی، کم تعظیمی کی بُو بھی ہو تو وہ یقیناً توہینِ رسالت کا مجرم قرار دیا جائے گا اور واجب القتل ہوگا۔

حتّیٰ کہ کسی کو یہ بھی حق نہیں کہ وہ کسی ایسے شخص کو معاف کر دے، یا اُس کی سزا کو ختم کر دے جس نے توہین کا ارتکاب کیا ہو۔ اور اگر کوئی شخص توہینِ رسالت کرنے والے کو تحفظ فراہم کرے، تو وہ شخص بھی اسی طرح توہین کا مرتکب اور واجب القتل ہے۔ جس طرح اصلی مجرم تھا۔

جب کچھ منافق غزوہ تبوک میں جا رہے تھے تو انہوں نے آپس میں (تنہائی میں) کچھ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے خلاف کہے۔ جب اُس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ تو صرف مذاق کر رہے تھے۔ اس پر اللہ نے فرمایا: "تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو؟ بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر"۔

یہ آیت اس امر کی تصدیق کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی بھی قسم کی بے ادبی حقیقتاً کفر اور اس میں کسی کے لئے بھی رعایت نہیں ہے۔ سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

فرماتا ہے کہ: ''یہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے کا حکم) اس لئے ہے کہ: انہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی صریح مخالفت کر کے اُن کی توہین کی''۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی کعب بن اشرف نام کا ایک یہودی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مُسلمانوں کے خلاف نازیبا الفاظ کہا کرتا تھا۔ (اس پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کہ کون تیار ہے کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے جس نے اللہ اور اُس کے رسُولؐ کو ایزا پہنچائی ہے''؟ اس پر ایک صحابی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ''کیا آپؐ چاہتے ہیں کہ میں اُس کو قتل کر دوں''؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں'' تو اس طرح یہ صحابی چار دیگر صحابیوں کے ہمراہ اُس کے گھر گئے اور اس شاتم رسُول کو قتل کر ڈالا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ابنِ خطل نامی ایک اور شیطان کا ساتھی تھا، جو نہ صرف گستاخانہ اشعار کہتا تھا، بلکہ ان اشعار کو گانے کے لئے اُس نے دو کنیزیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ فتح مکہ کے وقت ابنِ خطل کو غلافِ کعبہ کے پیچھے چھُپا ہوا پایا گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مقامِ ابراہیم اور زم زم کے درمیان اُس (بدبخت) کا سر قلم کر دیا گیا۔

Marfat.com

اُس زمانے میں حرمِ مکّہ حرام تھا جس میں خون بہانا حرام تھا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حُرمت و عزت سب پر مقدم تھی۔ گستاخِ رسول کے اس قتل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے لوگ بدترین مرتدین ہیں۔ حتیٰ کہ خلفائے راشدین کے دور میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی بھی قسم کی بے ادبی برداشت نہیں کی جاتی تھی۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ کسی مسلمان کا ایک یہودی سے جھگڑا ہوا۔ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، جنہوں نے اپنا فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ مسلمان کو یہ فیصلہ پسند نہیں آیا اور یہودی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا اور اُن سے فیصلہ مانگا۔

یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے ہی اس کے حق میں فیصلہ سُنا چکے ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سُنا تو انہوں نے مسلمان کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: ”کیا یہ درست ہے؟“ مسلمان نے جواب دیا: ”جی ہاں۔“

یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی نشست سے اُٹھے اور فرمایا: ”اچھی بات ہے اب میں تمہیں اپنا فیصلہ سُناتا ہوں۔“

Marfat.com

انہوں نے اپنی تلوار نکالی اور اُس مُسلمان کی گردن اُڑا دی۔

جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے اس کے بارے میں دریافت فرمایا۔ جس پر حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ "عمر نے کسی مسلمان کو تلوار سے خم آلودہ نہیں کیا، میں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے انکار کر کے اپنا رشتہ اسلام سے توڑ لیا تھا۔ یہ شخص منافق تھا"

عین اُسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام اس مقدمے کے بارے میں اللہ کا فیصلہ لے کر پہنچے کہ "تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک کہ آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو وہ اپنے دلوں میں اس سے سکون نہ پائیں۔ اور جیسے مان لیں"

(سورۃ النساء)

کیا اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ سب کس قدر حساس معاملہ ہے اور آپ سب کے لئے حُرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حُرمتِ دین کے بارے میں جاننا کتنا ضروری ہے۔ یاد رکھیے کہ زمان یعنی وقت کے خاتمے سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور بھی پیش گوئی ہے۔ یعنی آخری وقت سے پہلے تاریک

Marfat.com

رات جیسے دھبوں والے عالم ہوں گے جس میں مبتلا شخص صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو ایمان سے خالی ہوگا۔ یا شام کے وقت مومن اور صبح کے وقت کافر ہوگا۔"

یہ بالکل وہی وقت ہے جس کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ بلا شبہ یہ مشکلات، فساد اور شر کا زمانہ ہے۔ وہ وقت جب فتنے بارش کی طرح برستے رہیں گے۔ یہ وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کو تھامنے کا وقت ہے، بڑی مضبوطی سے۔ کیوں کہ وہ سب لوگ جو ان مقدس ہاتھوں کو نہیں تھامتے وہ یقیناً گمراہی اور تباہی کے سیلاب میں بہہ جائیں گے۔

اے اُمتِ محمدی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی محبت میں اضافہ کریں اور ایسی بات کہنے کی اجازت نہ دیجئے جس کا انہیں علم نہیں۔ کیوں کہ احترام کے معاملات میں جہالت کا عُذر (بہانا) بھی قبول نہیں۔ اللہ سے ہر وقت ہدایت طلب کریں اور ساری اُمتِ محمدی کے لئے حفظ و امان مانگیں۔

آئیے ہم سب مل کر اللہ سے فریاد کریں کہ اے اللہ کریم! اُمت محمدی کو معاف کردیں۔ اے اللہ کریم! اُمتِ محمدی پر رحم فرمائیں۔ اے اللہ کریم! اپنی تحفظ کی چادر اُمتِ محمدی پر ڈال دیں۔ اے اللہ کریم! اُمتِ محمدی میں ایمان، قوت اور اتحاد کو بحال فرمادیں۔ آمین!

Marfat.com

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی نعمتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ اور جس کی رحمت عرش سے نیچے کی تمام چیزوں پر محیط ہے۔ جس کی حمد و ثنا، کائنات کے ہر کونے سے سنائی دیتی ہے۔

درود و سلام ہوں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، اُس کے دلبر نبیؐ پر، جن کی معصومیت نے بے شمار دلوں کو اپنا اسیر بنایا ہے، جن کے پاس اللہ کے تمام خزانوں کی چابیاں ہیں۔ اور بے شک جو اللہ کے ان خزانوں کو اللہ کی مخلوقات میں تقسیم کرنے والے منصفِ کامل ہیں۔

○

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب پر اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار ہیں اور جو جانتے ہیں کہ آپؐ کی ہدایت کامل حقیقت پر مبنی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو، اپنے ولیوں کو اتنی اہمیت کیوں

Marfat.com

دیتا ہے ؛ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نہیں چاہتا کہ ہم انہیں بھلا دیں کیوں کہ وہ ایک ایسی مثال ہیں جو سب کے لئے قابلِ تقلید ہیں۔ یہ ولی ایک خاص وقت یا دور (عرصہ) کے لئے نہیں ہیں۔ اُن کی ولایت ابدی ہے۔ یعنی وہ زمین و مکان پہ محدود نہیں۔ وہ تمام زمانوں اور تمام مقامات کے لئے ہیں۔ اگر کوئی ان کے بارے میں پڑھتا یا گفتگو کرتا ہے، تو انہیں اس شخص کے بارے میں علم ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی درُود کے رنگ میں کوئی ہدیہ بھیجنا چاہے، یا ذکر کے ذریعے، یا کسی ضرورت مند کو خیرات کی صورت میں، تو وہ ہدیہ یقینی طور سے اُن ولی تک پہنچ جاتا ہے اور وہ شخص اُن مقدس ہستی کی توجہ حاصل کرتا ہے۔

اس دُنیا میں رہتے ہوئے، یہ اولیا سب کے لئے کامل رحمت ہوتے ہیں۔ اور عالمِ برزخ میں بھی اُن کی دُعائیں اور توجہ اُن کے پیاروں کے لئے برقرار رہتی ہیں۔ کیا آپ اپنی روز مرّہ زندگی میں اپنے لئے بہترین چیزیں نہیں چاہتے؟ جب آپ باہر نکلتے ہیں اپنا بہترین لباس زیبِ تن کرتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں، تاکہ آپ خوشبو سے مہک اُٹھیں۔ آپ خوشگوار انداز میں گفتگو کرتے ہیں، تاکہ آپ کے بارے میں سب پر اچھا تاثر قائم ہو۔

Marfat.com

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی اپنے لئے کمتر چیز نہیں چاہے گا۔ ہر ایک کو بہترین چیز کی تمنّا ہے۔ یہی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی اُمّت کے ہر ایک فرد کے لئے چاہتے ہیں۔ یعنی اس دنیا میں بھی بہترین اور دوسری دنیا میں بھی سب سے بہترین۔ ایک شخص صرف اس صورت میں بہترین شے حاصل کر سکتا ہے جب اُسے معلوم ہو کہ اُس کے لئے بہترین کیا ہے، وہ ممکنہ حد تک بہترین لباس کیوں پہنتا ہے، یا وہ بہترین مکانات میں قیام کرنے کی کوشش کیوں کرتا ہے؛

اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان تمام چیزوں سے سکون و خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس دُنیا میں بہترین کی طلب دراصل تسکین اور خوشی کا احساس ہے۔ دل کی اس کیفیت کا نام سکینت ہے۔ اگرچہ آپ دُنیاوی چیزوں سے خوشی حاصل کر سکتے ہیں، اچھے لباس سے، اچھے مکانات سے، اور اچھے کھانوں سے، پھر بھی یہ خوشیاں دل کی سکینت کا باعث نہیں ہوتیں۔ سکینت تو صرف اللہ کی عطا سے ملتی ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ آپ کے اللہ کی دی ہوئی ایک نعمت ہوئی۔ یہ سکون اس دُنیا کی بہترین شے ہے جس کی تمنّا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُمّت کے لئے کی تھی۔ دُنیاوی چیزوں سے حاصل ہونے والی خوشی

Marfat.com

اور قربِ الٰہی سے حاصل ہونیوالی خوشی میں ایک فرق ہے۔

دُنیاوی خوشی عارضی ہے جو جلد تحلیل ہو جاتی ہے۔ یہ سمندر کی اس لہر کے مانند ہوتی ہے جو آپ کی طرف بڑی تیزی سے لپکتی ہے۔ جو ہو سکتا ہے آپ کو لمحہ بھر کے لئے اچھی لگی ہو لیکن ایسی لہریں جلد پلٹ کر چلی جاتی ہیں آپ کو کچھ دیئے بنا۔ یہی ہے وہ احساس جو اس شخص کو ہوتا ہے جو اُن دنیاوی خوشیوں کے پیچھے بھاگتا ہو جو کھوکھلی اور نہایت عارضی ہوتی ہیں لیکن اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی خوشی اُسکی سکینت ہی ہے جو حقیقی خوشی ہے جو سب کے لئے ہے۔

لیکن بدقسمتی سے آپ میں سے چند ہی اس کو تلاش کرتے ہیں یا اس کے وجود سے آگاہ ہیں۔ جب ایک شخص اس کو ایک بار پا لیتا ہے تو پھر یہ خوشی مستقل ہو کر اس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے رہتی ہے۔ یہ عارضی لہروں کی طرح نہیں اس کے برعکس، یہ اُس گہرے اور پُراسرار سمندر کی طرح ہے جو اس قدر گہرا اور وسیع معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایک بار اس میں غوطہ لگائے تو پھر شاید کبھی باہر نہ آسکے۔

سکینت اسی کو کہتے ہیں اور یہی اللہ کی طرف سے عطا کردہ خوشی ہے۔ اسی کی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی تھی اور

Marfat.com

یہی ہے جس کے بارے میں اولیاء اللہ بات کرتے ہیں۔ اے اُمّتِ محمدیؐ! اس جھوٹی دُنیا سے دُور رہو۔ خود ساختہ خوشی سے، جو ہر وقت آپکے اِرد گرد موجود ہے۔ یہ سب بس ایک جھوٹ ہے۔ مکمل فریب، دوغلہ پن، یہ جھوٹی خوشی دراصل شیطان کا جال ہے۔ اس کے بہترین ساتھی "دجال" کا جال ہے جو بڑی تیزی سے اُن لوگوں کو جکڑ رہا ہے جنہوں نے سوچنا چھوڑ دیا ہے اور جو اپنی خود ساختہ جھوٹی خوشیوں والی دنیا میں مست ہیں۔

یہ تو صرف اللہ کی عطا کی ہوئی خوشی ہے جو نہ فقط اس دُنیا کو آپ کے لئے احسن بنائی گئی، بلکہ آخرت کی دنیا کو بھی احسن بنائے گی۔ سورۃ الفجر میں اللہ فرماتا ہے۔" تو انسان کو اس کا رب آزماتا ہے، اُس کو عزت و نعمت بخشتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت بخشی اور جب اُس کو آزماتا ہے یعنی اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے، تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا یوں نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی خاطر نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو۔ اور جب زمین کو کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا اور تمہارے رب کا حکم آئے اور فرشتے قطار در قطار آئیں گے اور دوزخ اُس روز حاضر کی

Marfat.com

جائے گی، اور انسان اُس روز سوچے گا، اور اب اُسے سوچنے کا وقت کہاں، کہے گا، کاش! اس زندگی کے لئے آگے کچھ بھیجا ہوتا۔ اور اُس روز نہ کوئی اللہ کے عذاب کی طرح عذاب دے گا، اور نہ کوئی ویسے جکڑنا جکڑے گا۔ اے اطمینان پانے والی رُوح تُو اپنے رب کی طرف لوٹ چل، تو اُس سے راضی اور وہ تجھ سے خوش۔ تو تُو میرے بندوں میں شامل ہوجا اور میرے بہشت میں داخل ہوجا۔" (سُورۃ الفجر: ۳۰ - ۱۵)

تو اے اطمینانِ قلب ورُوح، اللہ کی راہ کی طرف آؤ۔ یہ راہ ہی فقط سکینت اور مسرت کی راہ ہے۔ آؤ اور بے شک تم وہاں تنہا نہیں ہو۔ تم یقیناً یہاں اس کے عاشقین، اُس کے دوستوں کو پاؤ گے، جو اپنے اللہ سے اُسی خوشی کے طلبگار ہیں۔ بس اُن کے ہاتھوں کو تھامے رہو اور محبّت کے سمندر میں ڈُوب جاؤ۔ وہ سمندر جو ازل سے موجود ہے اور جو ابد تک موجود رہے گا۔

یہ دوست اس کے انبیاء ہیں، اُس کے اولیاء ہیں اور اُس کے عاشقین ہیں، جو آپ سب کیلئے ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ بس انہیں پُکارو، اور اُن سے محبّت کرو، اور بے شک وہ آپ کی محبّت کا جواب محبّت سے ہی دیں گے۔

جب ہم محبّت کی بات کرتے ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے

Marfat.com

کہ ہم اس حسین شخص کی بات نہ کریں جنہوں نے دنیا کو سکھایا کہ محبت کس طرح کی جائے، جنہوں نے دُنیا کو سکھایا کہ سکینت کیا ہے؟ اور اُس کے پانے کا طریقہ کیا ہے؟ ہم اُس شخص کی بات کیسے نہ کریں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ؎

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴۰۰ ہجری کو غزنی میں ہوئی تھی۔ آپ کے والد کا نام سید عثمان تھا اور آپ کا سلسلۂ نسب براہِ راست حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت داتا گنج بخش بھی کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں، کہ داتا صاحبؒ کو کئی دُشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، اور علم کے حصول کی خاطر آپؒ نے کئی بار ہجرتیں کیں۔ آپؒ کے کئی اُستاد تھے، اُن میں سے مشہور ترین اُستاد حضرت شیخ عبدالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اُن کے بارے میں ایک واقعہ سُنایا کرتے تھے کہ ایک دن داتا صاحبؒ اپنے اُستاد سے ملنے حضرت طوس نامی مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے اپنے اُستاد کو اکیلے بیٹھے ہوئے ایک ستون سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔

Marfat.com

ایسا لگا کہ جیسے وہ اُسے ایک واقعہ سُنا رہے ہوں۔ داتا صاحبؒ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپؒ نے اپنے اُستاد سے پوچھا کہ وہ کس سے بات کر رہے تھے۔ اس پر شیخ عبدالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "بیٹا اُس وقت اللہ نے مسجد کے ستُون کو قوتِ گویائی عطا کی تھی۔ اس نے مجھ سے ایک بات پوچھی تھی، میں اُس کا جواب دے رہا تھا"۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "جب میرے اُستاد نے یہ کہا تو میں فوراً ہی اُس ستُون کو جان گیا، جو ایک کھجُور کا درخت تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت میں روتا تھا"۔ علومِ ظاہری کے حصول کے بعد داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوالفضل بن حسین کتلی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھوں پر بیعت کی، جن کا سلسلہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ کے شیخ دمشق کی طرف جا رہے تھے کہ رات کے وقت بارش ہوئی اور پورا علاقہ کیچڑ سے بھر گیا۔ سب کے لیئے چلنا مُشکل ہو گیا۔ چلتے ہوئے حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نظر آپ کے مُرشد کے پیروں پر پڑی جو بالکل ہی صاف تھے، جو اُن حالات میں بالکل غیر معمولی بات تھی۔

"یا سیّد! یہ کیا ہے؟" آپ نے اپنے مُرشد سے پوچھا

Marfat.com

آپ کے مُرشد نے جواب دیا کہ "جب میں نے اپنی ذات کی نفی کی اور توکّل کو اپنایا، تب سے اللہ نے میرے پیروں کو ہر قسم کی آلائشوں سے محفوظ رکھا ہے"۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مُرشد اپنے مریدوں کو ہدایت دیتے تھے کہ" نیند کم کریں اور باتیں کم کریں"۔ اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے مرشد کا یہ قول نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "غلبے کے سوا مت سو، اور جب جاگو تو پھر سونے کی کوشش مت کرو۔ کیوں کہ یہ مرید کے واسطے حرام ہے ، اور بے کاری کی نشانی ہے"

داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں فرماتے ہیں کہ" ایک بار ۱۲ سال کی عمر میں میری ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: علی! ایک کتاب لکھو، تاکہ یہ دنیا کے لئے یادگار بن سکے"

نوجوان داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ یہ سن کر حیران ہوئے، اور کہا:" حضرت! یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ایسی کوئی کتاب لکھوں"، (لیکن) بزرگ نے زور دیتے ہوئے فرمایا:" کچھ بھی ہو تمہیں یہ کتاب لکھنا ہی پڑے گی"۔ کچھ دنوں بعد ۱۲ سالہ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کتاب دکھائی جو انہوں نے خود لکھی تھی۔ جب اُن

Marfat.com

بزرگ نے وہ کتاب دیکھی تو فرمایا: "علی! کسی دن تم دین کے معاملے میں ایک بڑے بزرگ بن جاؤ گے"۔ اس پر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: "اگر آپ کی دُعائیں شاملِ حال رہیں تو"۔

یہ اُن بزرگ کی چشمِ معرفت تھی، جنہوں نے دیکھ لیا تھا کہ دنیا کی مشہور کتاب "کشف المحجوب" کے مصنف داتا صاحب رح ہوں گے اور یہ کتاب دنیا کو علمِ معرفت سے منوّر کر دے گی۔ داتا صاحبؒ کو اپنے مُرشد شیخ ابو الفضل رحمۃ اللہ علیہ سے حقیقی محبّت تھی اور وہ ہر وقت اُن کے ساتھ رہتے تھے۔

مگر جب آپؒ کے مُرشد نے دیکھا کہ داتا صاحبؒ اب اس مقام پر پہنچ چکے ہیں جہاں وہ معرفت کے ایک بلند درخت کی طرح دوسروں کو فیض پہنچانے کے لائق ہو چکے ہیں، تو آپ نے انہیں لاہور جانے کی ہدایت کی۔ مرشد کا یہ حکم داتا صاحبؒ کے لیئے آسان نہ تھا، اس لئے کہ اس کا مطلب اپنے محبوب مُرشد سے جُدائی تھا۔

لیکن وہ جانتے تھے کہ اب اُن کی زندگی اُن کے اپنے لئے باقی نہیں رہی۔ اب یہ دوسروں کے لئے ہو گی، لیکن اس کے باوجود آپؒ نے نہایت احترام سے عرض کیا کہ "مگر وہاں تو آپ کے مریدِ کامل حضرت شیخ حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ موجود

Marfat.com

ہیں۔ اور وہ خدا کے حکم سے قطب الاقطاب ہیں۔ ان کی موجودگی میں میری کیا ضرورت ہے"

مگر آپؒ کے مُرشد نے اُن کے جانے پر اصرار کیا۔ یہ وقت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے لئے بہت مشکل وقت تھا۔ لاہور اور غزنی کے درمیان کا فاصلہ مختصر نہ تھا، لیکن آپؒ نے پیدل سفر شروع کیا، دو ماہ بعد جب آپؒ ۴۳۱ ہجری میں لاہور پہنچے تو لاہور آپ کے لئے مکمل اجنبی جگہ تھی ایک مختلف ثقافت اور زبان کے اعتبار سے۔ جب آپؒ لاہور پہنچے تو آپؒ رات گزارنے کی خاطر شہر کے باہر ایک ٹیلے پر ٹھہرے۔ فجر کے وقت جب داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ شہر میں داخل ہوئے تو وہاں کسی کو دفنایا جا رہا تھا۔ داتا صاحبؒ نے پوچھا کہ یہ کس کی تدفین ہو رہی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ "یہ حضرت شیخ حسین زنجانی رحمتہ اللہ علیہ کا جنازہ ہے، ان کا گزشتہ رات وصال ہوا تھا"

اس جواب نے داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو ہلا کے رکھ دیا اور آپؒ کا چہرہ اشکوں سے تر بہ تر ہو گیا۔ اب آپؒ کو اپنے مرشد کے حکم کا ادراک ہوا۔ داتا صاحبؒ جنازے کے ساتھ گئے۔ اس کے بعد آپؒ اپنے پیر بھائی کی قبر کی زیارت کو جاتے رہتے تھے۔ لوگوں کو کچھ عرصے بعد پتہ لگا کہ قبر کے اوپر والے اور قبر کے اندر والے

Marfat.com

بزرگوں کا تعلق ایک ہی آفتابِ معرفت سے تھا۔

حضرت شیخ زنجانی رحمتہ اللہ علیہ ایک ایسے وقت لاہور تشریف لائے تھے جب وہاں شرک اور شر کی مکمل تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ۴۴ سال کی جدوجہد کے بعد ہی لوگوں کو حق کی روشنی نظر آنا شروع ہوگئی۔ یہ وہ وقت تھا جب اسلام کا بیج شیخ زنجانی رحمتہ اللہ علیہ بو چکے تھے۔ لیکن اس فصل کو تیار کرنے کے لئے داتا صاحبؒ کو سخت محنت کرنی پڑی۔

شیخ حسینؒ کی تدفین کے بعد داتا صاحبؒ نے خاموشی سے ایک مسجد کی تعمیر شروع کردی۔ اس وقت کچھ علماء نے کہنا شروع کیا کہ مسجد کا رُخ جنوب کی طرف زیادہ مائل ہے۔ لیکن یہ باتیں آپؒ کو روک نہ سکیں۔ جب مسجد بن کر تیار ہوئی، تو داتا صاحبؒ نے تمام علماء کو بلوایا اور اپنی روحانی طاقت سے اُن سب کو کعبہ دکھایا اس کو ہر ایک نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مسجد کا رُخ صحیح طور سے قبلہ کی جانب تھا۔

آپؒ کی یہ کرامت بہت مشہور ہوئی اور لوگوں نے عقیدت کے اظہار کے لئے آپؒ کے پاس آنا شروع کر دیا۔ داتا صاحبؒ نے اپنی تبلیغ کا آغاز اسی مسجد سے کیا۔ وہاں ایک مدرسہ

Marfat.com

بھی تھا جس میں طلبہ عربی اور قرآن شریف کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

داتا صاحبؒ کا حافظہ کمال درجے کا تھا۔ آپؒ اپنی کتابیں غزنی میں چھوڑ آئے تھے، لیکن آپؒ اُن کتابوں سے حوالہ اس طرح دیتے تھے کہ جیسے کوئی حافظ، قرآن کی قرأت کر رہا ہو۔

آپؒ کی زبان شیریں اور اندازِ بیان اس طرح دل نشیں تھا کہ سُننے والوں کے "پتّھر دل بھی پگھل کر موم ہو جاتے"۔ ہزاروں لوگ آپؒ کے پاس دُعا کے لئے آتے تھے۔ کبھی کبھی لوگوں کے دلوں کی کیفیت دیکھ کر اُداس ہو جاتے تھے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہر وقت ناپائیدار دُنیا کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ کوئی اولاد کی درخواست کرتا ہے، کوئی مال و زر کی۔ اگرچہ یہ سب فانی ہیں، مگر انسان نے انہی کو مقصدِ حیات بنا لیا ہے، اور اس وعدے کو فراموش کر دیا ہے جو اُن کی رُوحوں نے روزِ الست میں اپنے ربّ سے کیا تھا۔ کبھی کوئی مجھ سے یہ نہیں کہتا کہ میں اس کے سلامتئ ایمان کے لئے دُعا کروں، یا کوئی مجھ سے علم و حکمت نہیں مانگتا۔ سب انہیں چیزوں کو طلب کرتے ہیں جو کہ بے وفا ہیں۔"

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے طلبہ کے بارے میں بھی محسوس کرتے تھے کہ وہ اعلیٰ سرکاری ملازمتوں کی خاطر اپنے علم کا غلط استعمال

Marfat.com

کر رہے تھے۔ اُن میں حصُولِ علم کے لئے درکار جوش و جذبہ نہیں تھا۔ جب کئی بار سمجھانے اور تنبیہہ کے باوجود طلبہ اعلیٰ عہدہ حاصل کرتے رہے، تو تب آپؒ نے مدرسہ بند کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ دن لاہور کے تاریک ترین دن تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ اُن طلبا کو اپنے نقصان کا کوئی افسوس نہیں تھا۔

اگرچہ مدرسہ کے دروازے بند ہو چکے تھے تاہم داتا صاحبؒ کی جانب سے اسلام کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ آپؒ کی تقریریں دلوں کو بہت زیادہ متاثر کرتی تھیں۔ اِن ہی دنوں میں لوگوں نے آپؒ کو "گنج بخشؒ" کہنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے اور داتا صاحب کے مزار شریف پر چِلّا کاٹا۔ دہلی واپس جانے سے پہلے آپ نے فرمایا ؎

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نُورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

(دونوں جہانوں کے خزانے دینے والا نُورِ خُداوندی کا مظہر، ناقص لوگوں کے لئے مُرشدِ کامل اور کاملوں کے لئے رہنما۔)

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عاجزی اور اللہ کے آگے آپؒ کا سرِ تسلیم خم کرنا ایسا تھا کہ جس کے بارے میں آپؒ

Marfat.com

خود اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں فرماتے ہیں کہ "اے علی تجھے خلقت گنج بخش کہتی ہے اور تو ایک دانہ بھی پاس نہیں رکھتا۔ اس بات کا اپنے دل میں خیال تک نہ لا، ورنہ یہ محض دعویٰ اور غرور ہوگا۔ گنج بخش یعنی خزانے بخشنے پر قادر تو صرف اُس کی ایک ذات ہے جو بلاشبہ "مالک الملک" ہے، اس کے ساتھ شرک نہ کر بیٹھنا ورنہ زندگی برباد ہو جائے گی۔ لاریب وہی اکیلا خدا ہے جس کا کوئی شریک نہیں"۔

مدرسہ بند ہونے کے بعد داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں ایک بے قراری سی تھی جس کے باعث آپ شیخ حسن الدین لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے جنہوں نے نہ صرف آپؒ کے لئے دعا آپؒ کے عالم مرض میں فرمائی بلکہ آپ کو ہدایت دی کہ: "اے علی ہجویریؒ! اپنی ذات سے کسی کو رنجیدہ نہ کر۔ جب تک ہو سکے لوگوں پر احسان کر مگر اس کے باوجود کسی کو اپنا دوست نہ سمجھ اور اپنے علم کو برباد نہ کر۔ مال اور اولاد کو فتنہ سمجھ، جیسے کہ قرآن شریف میں ذکر ہے۔ میری طرف دیکھ، میں نزع کے عالم سے گزر رہا ہوں۔ کوئی بیٹا یا رشتہ دار میری مدد نہیں کر سکتا۔ جو کچھ میں نے کیا وہی میرے سامنے ہے اور وہی میرے آگے آئے گا"۔

Marfat.com

بے شمار لوگ حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہونا چاہتے تھے، لیکن آپ ایسے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے ٹال دیتے تھے کہ: "جس راہ پر آپ چلنا چاہتے ہیں، وہ بہت مشکل ہے۔ اگر چند ہی قدم چلنے کے بعد آپ لڑکھڑا گئے تو اُس سے آپ کو کچھ نہیں ملے گا بلکہ اس سے آپ مجھے بھی شرمسار کریں گے۔ پاک نیّتوں سے اپنے فرائض انجام دیتے رہیں، یہی آپ کی ولایت ہے"۔

کسی وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ سُنایا کرتے تھے کہ: "ایک مرتبہ مجھے ایک روحانی بھید نے حیرانی میں مبتلا کیا۔ میں نے اُس بھید کو پانے کے لئے بڑی ریاضتیں کیں لیکن ناکام رہا۔ پھر میں نے حضرت ابویزیدؒ کے مزار پر چِلّا کاٹا۔ پھر میں اُن کے مزار پر تین ماہ تک ٹھہرا رہا اس طرح کہ میں دن میں تین بار غسل کرتا تھا اور تیس بار وضو کرتا تھا، لیکن مجھے میرے سوال کا جواب نہیں ملا۔ دلبرداشتہ ہو کر میں خراسان کے لئے روانہ ہوا میرے بدن پر کھدّر کی ایک گدڑی تھی اور ہاتھوں میں ایک عصا اور ایک کشکول۔

جب میں کوش کے شہر پہنچا، تو میں ایک خانقاہ میں داخل ہوا جس میں بہت سے دنیا پرست صوفی بیٹھے ہوئے

Marfat.com

تھے۔ وہ بہترین کپڑے پہنے ہوئے تھے اور مرغن کھانے کھا رہے تھے۔ جس وقت اُن کی نظر مجھ پر پڑی تو انہوں نے کہا کہ: "یہ شخص ہم میں سے نہیں۔" انہوں نے مجھے نفرت سے دیکھا میری ظاہری حالت کی وجہ سے انہوں نے مجھے ایک دن کی باسی روٹی دی، جو ہری ہو چکی تھی۔ میں نے وہ روٹی بھوک کے باعث لے لی۔ پھر انہوں نے تربوز کھانا شروع کیا اور چھلکے میری طرف پھینک دیئے۔ ان کا رویہ دیکھ کر میں نے اللہ سے کہا: "اے مولیٰ کریم! اگر ان لوگوں کا ظاہری حلیہ وہ نہ ہوتا جو تیرے دوستوں کا ہوتا ہے، تو میں کسی بھی صورت میں ان کی یہ زیادتی برداشت نہ کرتا۔"

اس وقت میرا صبر مجھے بڑا سکون دے رہا تھا۔ اور میں نے عجیب اسرار دیکھنے شروع کئے۔ اور پھر اچانک وہ بھید جس کو میں جاننا چاہتا تھا، مجھ پر ظاہر کر دیا گیا۔ اور یہ بات مجھ پر واضح ہوئی کہ کس طرح دوسروں کے ساتھ صبر و برداشت کے اظہار سے آپ کی روحانی طاقتوں میں اضافہ ہو سکتا ہے۔"

پھر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس شخص سے جو آپ کا مرید بننا چاہتا، فرمایا کرتے تھے: "کیا تم سلوک کے راستے میں یہ رنگِ ملامت برداشت کر سکو گے اور سر سے پاؤں تک زخمی ہونے کے

Marfat.com

باوجود حرفِ شکایت زبان پر نہ لاؤ گے؟" صرف اس صورت میں اُس شخص کو اپنے حلقۂ ارادت میں قبول فرماتے جب اُس کے چہرے پر قبولیت کے آثار دکھائی دیتے۔ اپنی پوری حیاتِ مُبارکہ کے دوران حضرت داتا صاحبؒ اپنے اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے وفادار رہے۔ آپؒ نہایت خاموشی سے سال ۴۶۵ ہجری میں اس دُنیا سے رخصت ہو کر اپنے محبوب کی آغوشِ رحمت میں پہنچ گئے۔

حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک پیرِ کامل ہیں۔ ایک عظیم ولی اور اللہ کے خوبصورت عاشق ہیں۔ آپؒ کی کتاب "کشف المحجوب" راہِ طریقت کے خزانوں میں ایک بیش بہا ترین خزانہ ہے۔ داتا صاحبؒ کا ذکر اور ان کا اسمِ گرامی بہت لوگوں کے دلوں میں سکون اور اطمینان کا باعث ہے۔ داتا صاحبؒ سے محبّت سیکھئے کیوں کہ اُن کے پاس تو اللہ کی محبّت کا ذاتی تجربہ ہے۔ آپؒ نے جو کچھ بھی فرمایا ہے، اُسے سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر محبّت کے سمندر میں چھلانگ لگائیں جو سب کے لئے موجود ہے۔

آئیے سب مل کر دُعا کرتے ہیں، اے اللہ کریم! ہمارے دلوں کو روشن کر دیں، ہماری روحوں کو روشن کر دیں، ہمارے

Marfat.com

ایمان کو روشن کر دیں ، ہماری قبروں کو روشن کر دیں ، آپ کے لئے ہمارے ذکر کو روشن کر دیں ، ہماری آنکھوں کو روشن کر دیں ۔ ہمارے چہروں کو روشن کر دیں ۔

ہماری سوچ اور فہم کو روشنی بخش دیں، ہمارے آگے ہمارے پیچھے اور ہمارے اِرد گرد روشنی پھیلا دیں ۔ آپ کے لیئے ہماری محبّت کو نُورانی کر دیں ۔ وہ محبّت جو ہمیں آپ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ، آپ کے پنجتن پاک سے ہے ۔ جو اہلِ بیت رسولؐ سے ہے ۔ جو خلفائے راشدین سے ہے ۔ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام سے ہے، جو آپکے اولیاء کرام سے ہے جو ہمارے تمام مرشدین سے ہے اور بالخصوص جو حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہے، جو شہدائے کربلا اور اہلِ کربلا سے ہے، اُس محبّت کو روشن کر دیں ۔

آمین !

Marfat.com

وقت کا خاتمہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو عظیم اور بڑی شان والا ہے۔ جس کا نور زمینوں اور آسمانوں پر محیط ہے، اور جو دلوں کا نگہبان ہے۔

درود و سلام ہوں اللہ کے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو امام المرسلین اور ساقیٔ کوثر ہیں، اور جو اپنی اُمت کیلئے جُود و رحمت ہیں۔

○

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے، سلامتی اللہ کے ان تمام جواہروں کے لئے جنہوں نے اپنے دل اور پھر روحیں اپنے ربّ کے حضور پیش کیں؛ اور اس کے بدلے انہیں اللہ کی سچی محبّت ملی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ان کی زندگیوں کا بہترین سودا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بڑھیا روتی پیٹتی وہاں پہنچی۔ پھر اُس نے نبیؑ سے عرض کی کہ آپ اس کے لئے دُعا کریں، کیوں کہ اُس پر

Marfat.com

مصیبت آن پڑی ہے۔ اور اسکے ڈھائی سو یا تین سو سالہ بچے کسی بیماری کے باعث اتنی کچی عمر میں پہنچ کر مرجاتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام یہ سُن کر مُسکرائے اور فرمایا" فکر نہ کریں، میں اُن کے لئے دُعا کروں گا"۔ جب وہ عورت چلی گئی تو لوگوں نے حضرت نُوح علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ عورت کی درخواست پر کیوں مُسکرائے تھے۔ حضرت نُوح علیہ السلام نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ" میں اس لئے مُسکرایا تھا کہ آپ اندازہ لگائیں کہ اگر میں اُس عورت کو بتاتا کہ قیامت سے پہلے ایسا وقت آئے گا کہ ایک انسان کی اوسط عمر صرف ۶۰/۵۰ سال کی ہوگی تو وہ یقیناً اللہ کا شُکر ادا کرتی ان لمبی عمروں کے لئے، جو اس کے بچوّں کو عطا کی گئی ہیں"۔

یہ سُن کر لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ "کیا! تو پھر لوگ صرف ۵۰/۶۰ سال جیا کریں گے۔ اتنے مختصر سے عرصے میں آخر کچھ کرنے کا فائدہ ہی کیا ہے۔ اگر ہم اس زمانے میں ہوتے تو پتوّں پر گزارہ کرتے"۔ لیکن حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ" اس کے برعکس اس دور کے لوگ اپنے لئے بڑے محلات اس طرح تعمیر کریں گے گویا ان کو اس دنیا میں ہمیشہ کے لئے رہنا ہو"۔

کیا آپ سب عین اسُی دور میں نہیں جی رہے ہیں، جس کی طرف حضرت نُوح علیہ السلام اشارہ فرما رہے تھے؟ وہ وقت جب

Marfat.com

ایک آدمی کی عمر ۶۰/۵۰ سال کی ہے۔ اور اتنے کم وقت میں وہ ۱۳/۱۲ سال بچپن میں گزار لیتا ہے۔ ۲۷/۲۵ سال جوانی اور ادھیڑ عمر میں اور ۱۵/۱۰ سال اپنے بڑھاپے میں گزارتا ہے۔ ذرا اندازہ لگائیں کہ یہ ۶۰/۵۰ سال کتنے کم ہیں، جب ہم اس کا مقابلہ حضرت نُوح علیہ السلام کے دور سے کرتے ہیں۔ جب لوگوں کی عمریں ۹۰۰ سے ۱۰۰۰ سال کی ہوتی تھیں۔ پھر بھی ان میں وہ لوگ جن کی نسبت اللہ سے ہوتی تھی، وہ اس لمبے عرصے کو بھی اس دُنیا میں رہنے کے لئے مختصر سمجھتے تھے۔ اور اس میں ان کا دل نہیں لگتا تھا۔

آپ ان ۱۰۰۰/۹۰۰ سالوں کا ایک ایسی زندگی سے موازنہ کس طرح کریں گے جو کبھی ختم نہ ہوگی؟ کیا محدود کا مقابلہ لامحدود سے ہو سکتا ہے؟ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اگرچہ آپ سب اپنے عرصۂ حیات کے بارے میں جانتے ہیں، آپ یہ بھی خوب جانتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا ہے، لیکن پھر بھی آپ بے خبری کی نیند سو رہے ہیں۔

آپ کو تو اب تک جاننا چاہیئے کہ ماضی کی خوب صورت زندگیوں کا دور ختم ہو چکا ہے اور اب ہر جگہ سخت بدامنی اور انتشار ہے۔ دنیا میں استحکام کی جگہ رفتہ رفتہ بدامنی اور عدم استحکام نے

Marfat.com

لے لی ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ دُنیا اپنے خاتمے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پھر بھی آپ کے زمانے کے لوگوں کی لاپرواہی اور حماقت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

وہ بے پرواہ ہو گئے ہیں۔ اور ان کی دنیا کی طلب میں اضافہ ہو گیا ہے۔ یہ حماقت بالکل اس بے وقوف پروانے کی طرح ہے جو بھڑکتا ہوا شعلہ دیکھتے ہی بلا سوچے سمجھے خود کو اس پر ڈال دیتا ہے۔ اور اس سے زیادہ کون بے وقوف ہو سکتا ہے جو خود کو ایک ایسے شعلے پر ڈالے جس کا تعلق ایک ایسی شمع سے ہے، جو تقریباً پگھل چکی ہو اور بجھنے والی ہو۔

بدقسمتی سے دل ٹھنڈے ہو چکے ہیں اور آنکھیں اندھی۔ اب ہر آدمی صرف اپنے لئے سوچتا ہے اور دوسروں کو دشمن سمجھتا ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں بعض چیزیں چھوٹی ہو رہی ہیں۔ یا زندگی چھوٹی ہو رہی ہے اور صبر کم۔ گھرانے چھوٹے ہو رہے ہیں اور محبت کم۔ بالکل اسی طرح کچھ ایسی چیزیں ہیں جو زیادہ ہو رہی ہیں۔ اس دنیا کی تمنا بڑھ رہی ہے۔ اسی طرح حرص و لالچ میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور سخت دلی اور نفرت بھی بڑھ رہی ہے، دولت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ دنیا کے دُکھ اور تنہائیاں بھی بڑھ رہی ہیں۔

Marfat.com

دُنیا کے خاتمے کے آثار ہر طرف دکھائی دے رہے ہیں اور وہ اتنے ہی سچے ہیں جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ بس اپنی گھڑیوں پر نظر ڈالیں۔ کیا وقت پہلے سے زیادہ تیز رفتار نہیں ہو گیا ہے؟ آپ کے وقت کی برکت ختم ہو چکی ہے۔ کیا آپ کی قدریں جو آپ سب کو اتنی عزیز ہیں، آپ کے سامنے دم نہیں توڑ رہی ہیں؟ لوگ بے کار اونچی عمارتیں بنا رہے ہیں، دولت بے شمار ہے لیکن فقط چند ہاتھوں میں۔

ہر طرف بے باکی ہے، باتوں میں بے باکی، لباس اور رشتوں میں بے باکی۔ یہ وہ دن ہیں جب دینی طریقوں کو برقرار رکھنا بے انتہا مشکل ہو چکا ہے، جب کہ لباس اور طرزِ زندگی میں دوسروں کی نقل کرنا زیادہ سے زیادہ عام ہو رہا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کہ آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار ارشاد فرمایا تھا کہ: "روزِ جزا اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک میری اُمّت اپنے پیش رُو قوموں کے طریقے نہ اپنائے گی، تھوڑا تھوڑا کر کے مکمل طور پر"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حتیٰ کہ رومیوں اور فارسیوں کی طرح بھی؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ "ان کے سوا اور کون ہو سکتے ہیں؟"

اور یہ وقت بھی آ گیا ہے کہ اس دنیا سے علم بھی رُخصت

Marfat.com

ہو رہا ہے ۔ یہ آخری ایام کی نشانیاں ہیں ۔ ہر طرف لاعلمی ہے ۔ نشہ آور چیزیں ہیں ۔ ہر سُو زنا اور بے حیائی ہے ۔ وہ وقت جب مردوں کی تعداد کم اور عورتوں کی زیادہ ہو رہی ہے ۔ تنگی اور بخیلی ہر جگہ نظر آ رہی ہیں ۔ اور بیماریاں ظاہر ہوگئی ہیں ۔ یہ وقت "حرج" کا ہے ، قتل و غارت گری کا ہے ۔ کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ یہ وقت بے علم سربراہوں اور بدعت کا ہے ؟ یہ وہ وقت ہے جب حیا ختم ہوگئی ہے اور لباس کی جگہ عریانیت جدید ثقافت کی علامت بن چکی ہے ۔ خیالات ، لباس اور طرزِ زندگی سب میں بے حیائی ہے ۔

قلم کی اہمیت بھی ہے جس کے معنی ہیں کہ علم کو وسعت ملی ہے ۔ اور اس تک رسائی آسان ہے ۔ یعنی کتابیں ، نیٹ اور ابلاغِ عامہ کی سہولیات میں اضافہ ہوا ہے ۔ تحریری مواد تک رسائی اور اسی طرح نشر و اشاعت کے مختلف طریقے ہیں جن کے باعث حصولِ علم کے اخراجات میں کمی آئی ہے ۔ اگرچہ علم تو موجود ہے لیکن اس میں حقیقی علم کتنا ہے ، اور یہ انسان کے لئے کتنا فائدہ مند ہے ۔ اور اُسے دوسری دُنیا کیلئے کتنا تیار کر رہا ہے ۔ یہ ایک بڑا سوال ہے ؟ علم کے اس بھاری بوجھ نے دراصل لوگوں کو اندھا کر دیا ہے اور ان کے خیالات اس دنیا کی سرحدوں سے آگے نہیں بڑھ سکے

Marfat.com

ہیں۔

اے اُمّتِ محمدیؐ! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وقت کے خاتمہ کا دور ہے۔ وہ دور جس میں وقت بس ختم ہی ہونے والا ہے۔ یعنی جب دُنیا آخری سانسیں لے رہی ہے۔ جب سب فنا ہونے والی چیزیں فنا کر دی جائیں گی اور فقط لا فنا باقی رہ جائے گا۔ وہ وقت، جس وقت کے بعد مُردہ دوبارہ اُٹھ کھڑے ہوں گے' اور ہر شخص کو اس کا اعمال نامہ تھما دیا جائیگا' جب سامنے "میزان" سجایا جائے گا' اور ایک چھوٹی سی چیونٹی کو بھی انصاف ملے گا۔ یہ آخری ایام بڑی تیزی سے اس وقت کی طرف بڑھ رہے ہیں جب بے شمار لوگ کہہ اُٹھیں گے کہ: "کاش ہم پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی نشانیوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو زبردست ہیں۔ ان کی تعداد چھ (٦) ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی ہے کہ' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آخری ساعت سے پہلے چھ (٦) تک گنتی گنیں، میرا وصال، پھر بیت المقدس کا کھُل جانا، پھر بے شمار ہلاکتیں جیسے بھیڑوں کا طاعون' پھر دولت کی اتنی بھرمار ہوگی کہ آدمی کسی ضرورت مند کو سو (١٠٠) دینار خیرات میں دے، تو تب بھی وہ اسے نفرت سے دیکھے' پھر ایک انتشار عرب کے ہر

Marfat.com

ایک گھر میں داخل ہوگا۔ پھر آپ کے اور غیر مسلموں کے درمیان عارضی جنگ بندی ہوگی، کیوں کہ وہ آپ کے مقابلہ میں بہت زیادہ طاقت ور ہوں گے۔

آپ کی طرف سپاہیوں کے ۸۰ مختلف گروہوں میں یا (۸۰) مختلف جھنڈوں تلے آئیں گے۔ ہر گروہ میں ۱۲۰۰۰ کے حساب میں۔ اسکے معنی ہیں کہ ایک بہت بڑی خون ریزی جو، دو انتہائی بڑے گروہوں کے درمیان ہوگی، جن کا ایک ہی مقصد ہوگا۔ یہ خون ریزی استنبول کو متاثر کرے گی۔"

تمام مقدس آسمانی کتابوں میں اس جنگ کو "آرمگیڈن" یعنی خیر وشر کی آخری جنگ کہا گیا ہے۔ اور یہ جنگ اُس وقت کے نہایت قریب ہوگی جب دجّال ظاہر ہوگا۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "آخری گھڑی اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ ۳۰ جھوٹے پیدا نہ ہوں، جو اللہ کے نبی ہونے کے دعوے دار ہوں۔ اور آخری گھڑی اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ دولت کی بھرمار نہ ہوگی۔ مصائب پیدا نہ ہوں گے۔ جو بڑے حرج کے باعث ہوں گے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ "یہ حرج کیا ہے"؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے تین بار فرمایا کہ "خونریزی، خونریزی، خونریزی۔"

ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب قاتل کو یہ معلوم ہی نہ ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو معلوم ہی نہ ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا ہے۔" اس زبردست خونریزی کے باعث لوگ موت کی تمنا کریں گے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ:
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ قبر کے پاس سے گزرتا ہوا راہ گیر یہ خواہش نہ کرے کہ کاش! میں اس کی جگہ پر ہوتا۔ یہ وہ اپنے دین کی خاطر نہیں کہے گا، بلکہ اپنے اطراف موجود تباہیوں کو دیکھ کر کہے گا" یہ زبردست مصائب لوگوں کو جسمانی اور ذہنی طور سے تباہ ہی کر دیں گے۔ یہ مصائب اتنے سخت ہوں گے کہ وہ ایک ہی شب و روز میں کسی کے ایمان کو کفر میں تبدیل کر سکیں گے۔

حضرت موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "آخری گھڑی سے پہلے،

Marfat.com

نہایت تکلیف دہ فتنے پیدا ہوں گے، جیسے کہ تاریک راتوں کے دھبے، جس میں ایک آدمی صبح کے وقت صاحبِ ایمان ہوگا اور شام ڈھلے منکر ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح شام کے وقت صاحبِ ایمان اور صبح ہونے پر منکر ہو جائے گا۔ جو اس دوران بیٹھا ہوگا وہ اس سے بہتر ہے جو کھڑا ہوا ہے۔ اور جو اس دوران چل رہا ہوگا وہ اس سے بہتر ہے جو دوڑ رہا ہوگا۔ تو پھر اپنی کمانوں کو توڑ دیں، ان کی تاروں کو توڑ لیں اور اپنی تلواروں کو پتھر پر ماریں۔ اگر پھر ان میں سے کوئی آپ کے پاس آئے، تو آدم کے دو بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی طرح بننا (یعنی فتنے میں ملوث ہونے سے موت بہتر ہے)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور حدیث بیان کی ہے کہ "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی فتنوں کا ذکر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی تفصیل بتاتے ہوئے "فتنۂ افلاس" تک پہنچے، یعنی زین کے کمبلوں کی تکلیف۔ جو جنگ اور لڑائی تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال و دولت یعنی "فتنۃ الذرّا" کا تذکرہ فرمایا کہ "جب میرے خاندان کے کسی شخص کے پیروں کے نیچے سے تپش اور دُھواں نکلے گا۔ اس کا دعویٰ ہوگا کہ وہ میری نسل سے ہے، لیکن وہ میری اولاد میں سے نہیں ہوگا۔ میرے رشتہ دار صرف

Marfat.com

وہ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔"

پھر نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لوگ ایک آدمی کے گرد اس طرح اکٹھے ہوں گے کہ جیسے کولہے کی ہڈی ہر پسلی کی ہڈی ہو" (یعنی عارضی انتظام کی طرح) پھر آئے گا گھُپ اندھیرے کا اندھا فِتنہ ("الفتنہ الدھامہ") اُمّت میں سے کوئی بھی اس سے بچ نہ پائے گا۔ یہاں تک کہ وہ سب کو گھیر لے گا۔ پھر جب وہ سمجھیں گے یہ ختم ہوگیا، وہ کچھ دیر اور جاری رہے گا۔ اس وقت ایک آدمی صبح سو کر اُٹھے گا تو مومن ہوگا اور رات پہنچتے پہنچتے کافر ہو جائے گا۔ لوگ بالآخر دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک ایمان والی جگہ کے گِرد گردش کرنے والا گروہ جس میں منافقت نہ ہوگی۔ اور ایک منافقت کے گرد گردش کرنے والا گروہ جس میں ایمان نہ ہو گا۔ جب آپ کو یہ نظر آئے تو دجّال کی آمد کا انتظار کریں ہر دن ہر شب اِنتظار کریں۔"

یہ حدیث آخری ایام کے لوگوں کے حالات کی تشریح ہے، جب ایک بیٹھا ہوا شخص کھڑے ہوئے شخص سے بہتر ہوگا اور اس سے بھی بہتر جو باہر جا کر مسائل اور اختلافات میں اُلجھتا ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے بارے میں خبردار کیا تھا۔ "جو کوئی بھی خود کو ان فِتنوں میں ڈالے گا، وہ تباہ ہو جائے گا" تو جس

Marfat.com

کو بھی تحفظ اور پناہ کی کوئی جگہ مل سکتی ہے، وہ اس میں پناہ حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ کہف میں فرماتا ہے: "سب سے الگ ہو جاؤ تو گھر میں پناہ لو، تمہارا رب تمہارے لئے اپنی رحمت پھیلا دے گا اور تمہارے کام میں آسانی کے سامان بنا دے گا۔"

حضرت ابو موسیٰ العشری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس وقت اپنے گھروں کے زین کے کپڑے بن جاؤ" جس کے معنی ہیں کہ مسلمان اپنے گھروں کے اندر رہیں۔ اور باہر نہ جائیں۔ یہ اس لئے کہ آخری ایّام کے فتنے اتنے طاقت ور ہوں گے اور مشکلات بہت زیادہ ہوں گی اور کوئی کسی بھی چیز میں تبدیلی لانے سے قاصر ہوگا۔ تو اس لئے بہتر یہ ہوگا کہ تمام تنازعات سے الگ رہا جائے۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ کسی بھی قسم کے اختلافات، جھگڑے یا سیاست میں نہ پڑا جائے۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے غصے کے تیروں کو توڑ ڈالیں، کمان کی ڈوریوں کو توڑ لیں۔ جن سے وہ تیز طعنوں اور جھوٹے الزامات کے تیر دوسروں تک پھینکتے ہیں۔ خود حفاظتی کی تلواروں کو الفاظ اور قلم کے ذریعے دھیمی کر دیں۔ ان کی اناؤں کو سختی کے پتھروں پر دے ماریں صبر و تحمل کے ساتھ۔ یہ وقت

Marfat.com

گھروں میں رہنے کا ہے، اپنی عبادات میں اضافہ اور اللہ کے ذکر کے لئے۔

جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''بہت زیادہ انتشار کے دوران عبادت کرنا ایسا ہی ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔''

اے اُمتِ محمدی! یہ وہ وقت ہے کہ جب شیطان پوری حرکت میں ہے۔ وہ اور اس کے چیلے شب و روز لوگوں کی زندگیاں تباہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہ وقت انتشار کا ہے جب تاریکی اپنی بدصورتی ہر طرف پھیلا رہی ہے اور انسان جو اپنی حماقت اور لاعلمی کی وجہ سے اپنے ازلی دشمن کے ہاتھوں گروی ہو گیا ہے۔ ''آپ ہر وقت باوضو رہیں۔ اور چاہیئے کہ ان وقتوں کے دوران حصار میں رہیں۔''

یعنی نیند سے جاگتے وقت، بیت الخلاء سے باہر آتے وقت یا جب قریب آپ کو کوئی فتنہ نظر آئے۔ سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں یاد کر لیں اور انہیں روزانہ پڑھا کریں۔ نیز جتنی بار ہو سکے نادِ علی پڑھا کریں۔ اس کے علاوہ استغفار اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بھی آپ کی روزانہ تسبیح میں شامل ہوں۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگرچہ شیطان سب سے زیادہ چالاک ہے،

Marfat.com

لیکن پھر بھی وہ سب سے کمزور تر اور بزدل ہے۔ وہ بھلا ایک مومن کے نُور کے آگے اور ایک مومن کے ایمان کے آگے کبھی کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ اپنے رب کے ساتھ مخلص رہیں اور دنیا کی روشنیوں سے اپنی آنکھوں کو خیرہ نہ ہونے دیں۔ اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کا اللہ آپ سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اور انشاءاللہ آپ ہی نُورانی چہروں والے ہوں گے۔

آئیے ہم سب مل کر اللہ سے دُعا کرتے ہیں۔ اے اللہ کریم! اے غفور الرحیم، اے رحم کرنے والے، غفلت کی نیند سے بیدار ہونے میں ہماری مدد فرمائیے اور اس میں کبھی واپس جانے نہ دیجئے۔
اے اللہ کریم! ہمیں پشیمان ہو کر اپنی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائیں۔
اے اللہ کریم! ہمیں پرہیز گاری اور سچائی سے عمل کرنے اور جو کچھ آپ نے منع فرمایا ہے، اس سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا کریں۔
اے اللہ کریم! آپ کی تخلیق کے رشتے سے ہمیں مماثلت رکھنے اور دوسروں کے حقوق کے احترام کرنے کی توفیق عطا کریں۔

اے اللہ کریم! ہمیں ایک مضبوط ایمان کے حصول اور اُس پر آخری سانس تک قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں دنیاوی چیزوں سے تعلق ختم کرنے کی توفیق عطا کریں۔
اے اللہ کریم! ہمیں اس ایمان پر قائم رہنے کی توفیق دیں کہ تمام

Marfat.com

طاقتوں اور صلاحیتوں کا منبع صرف آپ ہی ہیں ۔ اے اللہ کریم! ہمیں ایمانداری اور وفاداری سے رہنے اور باطنی اور ظاہری معاملات میں سچے رہنے کی توفیق عطا کریں ۔

اے اللہ کریم! ہمیں پریشانیوں میں صبر اور استحکام عطا کریں ۔ عبادت میں ثابت قدمی اور بے قابو خواہشات کو قابو میں رکھنے کی ہمّت عطا کریں ۔ اے اللہ کریم! ہمیں خلوص سے عمل کرنے کی توفیق دیں کہ ہم تسلیم کریں کہ ہر چیز من جانب اللہ ہے ۔ حق کے سوا کچھ نہیں دیکھیں ۔ اور ہم ہر چیز کے لئے آپ کی طرف دیکھتے رہیں ۔

اے اللہ کریم! ہمیں ہر کام میں صرف آپ کی ذات پر بھروسہ کرنے اور صبر و تحمل کی توفیق عطا کریں ۔ اور ہمارے دلوں کو اپنی ذات سے باندھے رکھیئے ۔ اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہلِ بیت سے جوڑے رکھیں ۔

آمین !

Marfat.com

وقت کا خاتمہ۔ دجّال

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی نعمتوں کی کوئی انتہا نہیں اور جس کی رحمت بھی تمام عالمین پر محیط ہے۔ یہی وہ واحد ہے جس کے آگے تمام مخلوقات سجدے کی حالت میں ہیں (سوائے جنات اور انسانوں میں کچھ باغیوں کے)۔

درود وسلام ہوں اللہ کی رحمت پر جن کو اس نے اپنی جملہ مخلوقات پر برسایا ہے۔ اپنے نبیٔ محترمؐ پر جن کا دل ہر وقت اپنی اُمّت کے ساتھ ہے۔

——— O ———

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے، سلامتی اُن سب کے لئے جو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتے ہیں اور ہر وقت ان کے ساتھ سچے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ انہیں اتنا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ باوفا پائیں گے۔

گزشتہ ہفتے ہم دُنیا کے آخری ایّام کی کچھ نشانیوں کے

Marfat.com

بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ وہ وقت کتنا خوفناک اور تباہ کُن ہوگا۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ آپ میں سے بیشتر اس وقت زندہ بھی نہیں ہوں گے تو پھر ابھی کیوں خوفزدہ ہوں۔ یہ خوف دراصل ان دلوں میں موجود ہے جن کی آنکھیں کھُلی ہیں اور جو ہر اُس بات کو مانتے ہیں، جو ان کے اللہ نے اُن کو بتائی ہیں۔

یہ نشانیاں اُن لوگوں کے لئے ایک تنبیہہ ہیں جو اس دُنیا میں اور اس زمانے میں رہتے ہیں۔ تاکہ نہ فقط بُرے واقعات کو پہچان سکیں، بلکہ اپنے بچّوں کو بھی اس سے خبردار کر سکیں۔

وہ زندگی جو اللہ کی اطاعت میں گزرتی ہے، اس زندگی سے زیادہ بہتر ہے جو لاعلمی اور بے پرواہی میں گزرے۔ وقت خود ہی ان واقعات کی نشاندہی کرنے والا سب سے بڑی علامت ہے۔ کیا یہ وقت سکڑ نہیں گیا، اور کیا یہ وقت خون اور غموں سے تر بہ تر نہیں ہے؟ اور کیا اس وقت نے آپ کی قدروں کو اور آپ کی اخلاقیات کو نِگل نہیں لیا ہوا ہے؟

ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ وقت بدل چکا ہے۔ کوئی بھی شے پہلے جیسی نہیں رہی ہے۔ رشتے تبدیل ہو چکے ہیں۔ اب رشتے فقط مذہب کی بنیاد پر قائم رہتے ہیں۔ اگر آپ کو اس سے کوئی فائدہ

Marfat.com

پہنچتا ہے، تو پھر صرف اسی صورت میں اس کی پاسداری کرتے ہیں۔

اسی طرح دل بھی تبدیل ہو چکے ہیں۔ اب دل صرف دنیاوی مسرتوں کے طلبگار ہیں۔ انہیں سوائے اپنی خوشی اور اپنے مفاد کے کسی اور کی پرواہ نہیں۔ اور بہت سے لوگوں کے لئے مذہب بھی بدل گیا ہے۔ اب اگر لوگ صرف کلمہ پڑھتے ہیں، یا کبھی کبھی جمعہ کی نماز ادا کرتے ہیں، تو ان کے لئے ان کا مذہب مکمل ہے وہ اس سے زیادہ نہیں جاننا چاہتے۔ کیونکہ وہ اپنی روزمرّہ زندگی میں پابندیاں پسند نہیں کرتے۔ ان کے خیال میں اگر وہ اس کے بارے میں نہیں جانتے، تو اس کے ذمہ دار بھی نہیں ہوں گے۔ کتنے سادے ہیں ایسے لوگ اور کتنے احمقانہ ہیں ان کے خیالات۔

آپ ان کے لئے اس مثال کو پیشِ نظر رکھیں: سونامی کی تنبیہہ ہے اور اس کی نشانیاں تقریباً ظاہر ہو چکی ہیں۔ آسمان تاریک ہو چکا ہے اور موسلا دھار بارش شروع ہو چکی ہے۔ حتیٰ کہ زلزلے کے ہلکے جھٹکے بھی محسوس کئے جا چکے ہیں، لیکن اگر کوئی اس صورتِ حال میں اپنے دروازے اور کھڑکیاں بند رکھتا ہے اور سکون سے سو جانے کی کوشش کرتا ہے، اور خطرے کے بارے میں نہیں سوچتا، تو کیا وہ اس سر پر آنے والی تباہی سے بچ سکتا ہے؟ کیا اس کی لاعلمی اس کی مدد کو آ کے اسے یقینی موت سے بچا سکتی ہے؟

Marfat.com

کیا وہ اپنی بربادی کا خود ذمہ دار نہ ہوگا؟

دراصل ایسا ممکن نہیں کہ کوئی شخص کسی تباہی کے بارے میں جانتا ہو، لیکن پھر بھی معمول کے مطابق لاپرواہ رہے اپنی سلامتی کے حوالے سے؛ پھر ایسا کیوں ہے کہ آدمی اس سادگی اور لاعلمی کا مظاہرہ کرتا ہے جب اُسے وقت کے خاتمے کی صدا سُنائی دے رہی ہے؛ اُسے یہ گمان کیوں ہے کہ قیامت اس کی زندگی کے دوران نہیں آئے گی؛ اُسے یہ خیال کیوں ہے کہ دجّال کے خطرے کو ابھی کافی سال باقی ہیں؛

جب ایک آدمی مرتا ہے، تو اس کی قیامت اسی وقت ہوجاتی ہے جسے قیامتِ صغریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ ذرا اندازہ لگائیں کہ ملکُ الموت پر نظر پڑتے ہی وہ ممکنہ طور سے کیا کر سکتا ہے؛ جس وقت اس کی آنکھ کا نُور ختم ہوجاتا ہے، اور اس کی زبان اس کے حلق سے چپک جاتی ہے، تو اس وقت اس کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوگی اور اس کے اعمال میں کوئی اضافہ نہ ہوگا خاموشی اور افسوس کے سوائے۔

موت کے بعد ایک مختصر سا درمیانی وقفہ ہوگا جس کے اختتام پر اسے دوبارہ پیدا کیا جائے گا اور پھر اسے میزانِ عدل کا سامنا کرنا ہوگا۔ یہ درمیانی وقفہ اس کی برزخی زندگی ہوگی جو اُسے

Marfat.com

چند لمحوں پر مشتمل معلوم ہوگی۔ جب وہ نیند سے دوبارہ اُٹھے گا، تو اسے ایسا لگے گا جیسے وہ صرف چند لمحوں کی نیند سے جاگا ہو اور اس سے پہلے ہو سکتا ہے کہ وہ اس دُنیا میں فقط چند لمحات کے لئے رہا ہو۔

کیا آپ سب ایک ایسے وقت میں جی نہیں رہے ہیں جس میں دجّالی نظام اپنے عروج پر ہے۔ جب دنیا کو بدنظمی اور انتشار نے اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ جب انسانی لہُو پانی سے سستا ہے، جب قدرتی آفات ہر روز نازل ہو رہی ہیں جب ابلیس اپنا جال ہر طرف بُن رہا ہے، اور جو بھی اس جال میں پھنس جائے، وہ شاید اس سے کبھی بھی جان نہیں چھڑا سکے گا۔

کیا یہ علامتیں کافی نہیں ہیں آپ کو یہ بتانے کے لئے کہ دُنیا اب کافی بوڑھی ہو چکی ہے؛ اب یہ تقریباً گر کر حالتِ نزع میں ہے۔ اب کسی بھی وقت آپ یوم آخر کی آخری نشانیاں دیکھنا شروع کریں گے۔ وہ نشانیاں جو آخری ساعت کو ناگزیر اور ناقابلِ فرار بنائیں گی۔

آپ میں سے کتنے یہ حقیقی طور سے جانتے ہیں کہ قیامت کب برپا ہوگی، اور کتنے یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ وقت کے خاتمے کی تباہ کاریاں آپ تک نہیں پہنچیں گی؛ آپ سب کو تو وقت

Marfat.com

کے خاتمے کے فتنوں نے پہلے سے چھو لیا ہے۔ یہ فتنے اب آپ پر بارش کی طرح برس رہے ہیں، اور آپ سب کی زندگیوں کو متاثر کر رہے ہیں۔ اب بس چند ہی نشانیاں باقی ہیں جن کو ظاہر ہونا ہے۔ کچھ تو ظاہر ہو چکی ہیں اور کچھ ظاہر ہونے والی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ان حدیثوں کے بارے میں بات کرنا اتنا مفید ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو بتائے تھیں، لیکن جن سے بدقسمتی سے اُمت نے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں اور جو کچھ کہا گیا ہے اس کو خاطر میں نہیں لایا جا رہا ہے۔ یاد رکھیئے کہ سونامی تیار ہے اور بارشیں روز بہ روز تیز ہوتی جا رہی ہیں۔ اب سلامتی کا واحد ذریعہ جو موجود ہے وہ آپ کے مذہب کی چھتری تلے ہے اور واحد کشتی جو آپ کو اس طوفان سے بچا سکتی ہے وہ ہے "کشتیٔ مصطفوی" جہاں طوفان یا کوئی سونامی نہیں پہنچ سکتا۔

آیئے اب کچھ دوسری حدیثوں پر نظر ڈالتے ہیں جن کا جاننا آپ کے لئے ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ایام کی کچھ واضح علامتیں بتائی ہیں۔ حضرت ابو ندراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جنہوں نے فرمایا "یہ طے ہے کہ عراق کے

Marfat.com

لوگوں کو ایک قافض جو کہ پانچ کلو تک کا وزن ہے، یا ایک درہم تک نہیں ملے گا۔"

ہم نے پوچھا: "اس کا ذمہ دار کون ہو گا"، انہوں نے کہا "عجم یعنی غیر عرب اس کو نہیں ہونے دیں گے"۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ "یہ طے ہے کہ شام کے لوگوں کو ایک بھی دینار اور نہ ہی کوئی مُد قافض کا دُگنا وزن ملے گا"۔ ہم نے پوچھا کہ اس کی ذمہ داری کس پر ہو گی ؛ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "رُوم، یا رُومی لوگ یا بازنطینی لوگ۔"

آپ یعنی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کچھ دیر خاموش رہے پھر روایت کی کہ، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ، لیکن آخری ایام میں ایک خلیفہ ہو گا جو لوگوں کو مٹھیاں بھر بھر کے دولت دے گا، بغیر حساب کیے۔"

پچھلی سے پچھلی حدیث کا اشارہ ان پابندیوں کی طرف ہے جو عراق اور شام پر لگائی جائیں گی۔ جن کے باعث تمام اقوام کو ان کی مالی یا کسی کی بھی قسم کی مدد سے روک دیا جائے گا۔ یہ حدیث ان پابندیوں کی طرف اشارہ ہو سکتی ہے جو اقوام متحدہ نے سن ۱۹۸۰ء میں ایران عراق جنگ کے بعد عائد کی تھیں، جب ایک عشاریہ پانچ ملین لوگوں کی بڑی تعداد میں ہلاکتیں ہوئی تھیں۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "قیامت اس وقت تک برپا نہ ہوگی جب تک کہ حجاز سے ایک آگ بھڑک اٹھے جس سے بصرہ کے اونٹوں کی گردنیں چمک اٹھیں"۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آگ اتنی زبردست ہوگی کہ کرۂ زمین پر کوئی جگہ محفوظ نہیں ہوگی۔ سوائے مکّہ مدینہ اور شام کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام کو شام جانے کی تاکید بھی کی اور اللہ سے اُس پر رحمتیں برسانے کی دُعا مانگی۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اے اللہ! ہم پر فضل فرما، ہمارے شام میں اور ہمارے یمن میں"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: "شام کی طرف جاؤ، کیوں کہ یہ اس زمین پر موجود اللہ کی زمینوں میں سب سے بہتر ہے۔ اللہ نے اپنی بہترین مخلوق کو وہاں رہنے کے لئے چُنا ہے۔ اگر آپ وہاں جانا نہیں چاہتے تو پھر اپنے یمن کو جائیں اور وہاں کے چشموں میں سے پئیں، اللہ نے مجھے شام اور اس کے لوگوں کی سلامتی کی ضمانت دی ہے"۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک جب آزمائش وعلم نازل ہوں گے (دجّال کے ظہور پر) تو سلامتی (یا ایمان) شام میں ہوگی"۔

Marfat.com

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "شام کی سرزمین قیامت برپا ہونے اور قیام عدل کی جگہ ہے۔ شام کی اس خوبی کے باعث ہزاروں صحابہ نے وہاں ہجرت کی، اور کئی اولیاء جن میں ابدال بھی ہیں، وہاں موجود ہیں"۔ جس طرح کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "زمین پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوستوں کی طرح کے ایسے اولیاء، تعداد میں ۴۰ سے کم نہ ہوں گے۔ انہی کے ذریعے لوگوں کو بارش ملے گی اور امداد فراہم ہو گی۔ ان میں سے کوئی اس وقت تک فوت نہیں ہوگا، جب تک اللہ اس کی جگہ کسی اور کو مقرر نہیں کرتا۔"

آخری ایام کی ایک اور نشانی "مستورید القریش" نے بیان کی، جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا کہ "جب آخری وقت آئے گا، تو لوگوں کی اکثریت رومیوں کی ہو گی"۔ جب ایک اور صحابی عمر بن العاص نے یہ بات سُنی تو حیرت سے کہا: خبردار! "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔ اس پر مستوریہ القریش نے کہا: "میں وہی کچھ کہہ رہا ہوں، جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا"۔ پھر عمر بن العاص نے کہا "اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ درست ہے، تو یہ قابلِ یقین ہے۔ اس حوالے سے کہ ان میں چار خاص خوبیاں ہیں۔ وہ نہایت خاموش اور صابر لوگ ہیں۔ علم و آزمائشوں میں وہ مسائل حل کرنے

Marfat.com

کی کوشش کرتے ہیں، وہ پسپائی کے بعد دوبارہ حملہ کرتے ہیں، وہ ضرورت مندوں، یتیموں اور کمزوروں کے ساتھ اچھے ہیں۔ ان میں پانچویں اچھی صفت یہ ہے کہ وہ ظالم کے ظلم کی حمایت نہیں کرتے۔

اس حدیث کے ذریعے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴۰۰ سال پہلے پیش گوئی کی تھی کہ مغرب کے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوں گے آخری ایام میں۔ اور ایسا ہی آج ہو رہا ہے۔ ایک ایسی ہی حدیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اسلام ہر گھر میں داخل ہوگا، اللہ اسلام کو سربلند اور محترم فرمائے گا، کفر کا سر نیچا کرتے ہوئے"۔

یہ بھی درست ہے کیونکہ آج کل اسلام دنیا کے چاروں کونوں میں پھیل چکا ہے اور ہر گھرانہ اسلام سے واقف ہے مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعے۔ ایسا لگتا ہے کہ دنیا میں اسلام گرم ترین موضوع بن گیا ہے۔ حتیٰ کہ قطبِ شمالی کے اسکیمو بھی اس سے آگاہ ہیں۔ تو اسلام کے ہر گھر میں داخل ہونے کی پیش گوئی آج بالکل درست ہے۔

وقت کے خاتمے کی بہت ہی اہم اور حتمی علامت دجّال کی آمد ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے لوگو! حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر زمین پر دجّال کے فتنے سے بڑھ

Marfat.com

کر کوئی فتنہ برپا نہیں ہوا ہے۔ بے شک ہر نبی نے اپنی اُمّت کو دجّال سے خبردار کیا تھا۔ میں آخری پیغمبر ہوں اور آپ آخری اُمّت ہیں"۔ یہ حدیث تمام انسانیت سے مخاطب ہے، نا کہ صرف مسلمانوں سے۔ اسی لئے اسے لوگو کہا گیا ہے کہ:

"دجّال شام اور عراق کے درمیان ظاہر ہوگا۔ اور کچھ حدیثوں کے مطابق وہ خراسان، ایران سے نمودار ہوگا۔ اور فوراً ہی پوری زمین میں پھیل جائے گا"۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "مکّہ اور مدینہ کے سوا زمین پر کوئی ایسی جگہ نہ ہوگی جس میں دجّال داخل نہ ہوگا۔"

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں اس سے (یعنی دجّال سے) خبردار کرتا ہوں۔ اور ایسا کوئی نبی نہ تھا کہ جس نے اپنی قوم کو اس سے خبردار نہ کیا ہو۔ بے شک پیغمبر نوح نے اپنی قوم کو اس سے خبردار کیا تھا۔ لیکن میں تمہیں اس کے بارے میں ایسی بات بتاؤں گا جو مجھ سے پہلے کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی ہے۔ تمہیں جاننا چاہیئے کہ وہ ایک آنکھ والا یعنی کانا ہے۔ اور اللہ کانا نہیں ہے"۔ (نعوذ باللہ)

Marfat.com

حضرت ابو بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ" دجال کی آنکھ شیشے کی طرح ہری ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:" ایسا کوئی نبی نہیں جس نے اس ایک آنکھ والے جھوٹے کے بارے میں اپنے لوگوں کو خبردار نہ کیا ہو، بے شک وہ کانا ہے اور بے شک آپ کا رب ایک آنکھ والا نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان حروف" ک، ف، ر" (کافر) لکھے ہوئے ہوں گے"۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:" اس کو صرف سچے مومن ہی دیکھ سکیں گے جنہیں اللہ دجال کے فتنے سے محفوظ رکھنا چاہے گا"۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دجال کوئی جماعت، کوئی ملک، یا کوئی برادری نہیں، وہ ایک آدمی ہے، وہ بیماروں پر ہاتھ پھیر کے شفاء دینے کے قابل ہوگا، جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا۔ لیکن اس کا یہ شعبدہ لوگوں کو دوزخ کی راہ پر ڈالے گا۔ اس طرح دجال جھوٹا مسیحا بھی ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:" دجال مدینے کے دروازے پر احرام پہنے آئے گا۔ وہاں بہترین آدمیوں میں سے ایک آگے بڑھ کر کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم وہ دجال ہو جس کا ذکر رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ دجّال اپنے پیروکاروں سے کہے گا' اگر میں اسے مار کر پھر سے زندہ کروں تو کیا تم مجھ پر ایمان لاؤ گے؟ وہ کہیں گے۔"ہاں"۔

دجّال اُسے مار ڈالے گا اور پھر زندہ کرے گا۔ جب وہ آدمی دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے تو پُکار اُٹھتا ہے کہ"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے یقین ہے کہ تم دجّال ہو" اس پر دجّال اُسے مار ڈالے گا۔ دجّال شیطان کی طاقت ساتھ لے کر آئے گا۔ وہ مومنوں کو اپنی جھوٹی قوّتوں سے کافر بنائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" دجّال کے پاس یہ طاقت ہوگی کہ وہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر لوگوں کو ان کے اباؤاجداد کی تصویریں (ٹی وی کی طرح) دکھائے گا"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ" دجّال ایک بدّوعرب سے کہے گا کہ تم کیا کہو گے اگر میں تمہارے لئے تمہارے ماں باپ کو دوبارہ زندہ کر دوں؟ کیا تم پھر گواہی دو گے کہ میں تمہارا ربّ ہوں"؟ بدّو جواب دے گا کہ"ہاں"! اس پر دو شیطان اس کے ماں باپ کا رُوپ دھار کر اُس سے مخاطب ہوں گے" اے ہمارے بیٹے اس کی پیروی کرو۔ کیوں کہ یہ تمہارا ربّ ہے" جو کچھ بھی دجّال دکھائے گا، وہ حقیقت کے خلاف ہو گا۔

Marfat.com

ایک اور حدیث میں فرمایا: "اور دجّال اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز لائے گا جو جنت اور دوزخ سے مشابہ ہوگی لیکن جسے وہ جنّت کہے گا وہ دراصل جہنم ہوگا۔ میں تم لوگوں کو اس طرح خبردار کرتا ہوں جس طرح نوح ؑ نے اپنے لوگوں کو کیا تھا۔"

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "مجھے اس کی طاقتوں کے بارے میں خود دجّال سے بھی زیادہ معلوم ہے۔ اس کے پاس دو بہتے ہوئے دریا ہوں گے۔ ایک میں صاف ستھرا شفاف پانی نظر آئے گا۔ اور دوسرے میں آگ کے شعلے دکھائی دیں گے۔ جو کوئی بھی اس کو دیکھنے تک زندہ رہتا ہے، اُسے چاہیئے کہ وہ آگ دکھائی دینے والے دریا کا چناؤ کرے، پھر اسے اپنی آنکھیں بند کرنی چاہئیں۔ اور اس دریا سے پینا چاہیئے۔ کیوں کہ وہ ٹھنڈا پانی ہوگا۔"

دجّال یک چشم ہوگا۔ وہ جگہ جہاں دوسری آنکھ ہونی چاہیئے، وہ ایک چمڑے سے ڈھکی ہوئی ہوگی۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ "کافر" لکھا ہوا ہوگا۔ اور اُسے ہر مومن پڑھ سکے گا، چاہے وہ پڑھا لکھا نہ بھی ہو۔ اس وقت محفوظ ترین مقامات مکہ مدینہ اور شام ہوں گے۔ اگر اس وقت کسی کو سلامتی

Marfat.com

درکار ہو، اسے ان تینوں جگہوں میں سے کسی ایک کی طرف بھاگنا ہو گا۔"

دجّال کا زمانہ واقعی میں زبردست آزمائش اور فحاشی کا زمانہ ہو گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سختی سے ہدایت کی ہوئی ہے کہ "وہ ہر وقت حالتِ وضو میں رہا کریں"۔ مومنوں کے آگے وضو کی روشنی پھیلی ہو گی۔ یہ روشنی دنیا کے شیطانوں کے خلاف بھی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ جیسے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "وضو مومن کا ہتھیار ہے"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی کچھ آیتوں کے بارے میں بھی ہدایت فرمائی ہے کہ "جو کوئی بھی سورۂ کہف کی پہلی دس آیتیں حفظ کرے گا، اسے دجّال کے فتنوں سے امان ہے"۔

اے اُمّتِ محمدی! قیامت کے صحیح وقت کا علم تو صرف اللہ کو ہے۔ مگر اس نے آپ کو بے شمار نشانیاں بتائی ہیں، تاکہ کوئی بھی شخص اس وقت کی آمد کے بارے میں سمجھ سکے۔ ۲۰۰۷ء وہ زمانہ تھا، جب زمان کے خاتمے کی علامتوں کے ظاہر ہونے کا عمل تیز ہو گیا۔ جب وقت کی ڈوری توڑ دی گئی، جب ان علامتوں کا ظاہر ہونا شروع ہوا جنہیں "کبریٰ" کہا جاتا ہے۔ یہ بلاشبہ وہی وقت ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سب کو خبردار کر چکے ہیں۔ یہ وقت جاگ اُٹھنے کا

Marfat.com

ہے۔ یہ وقت اپنے ایمان کو محفوظ رکھنے کا ہے اور یہ وقت اللہ سے ایمان طلب کرنے کا وقت ہے۔

اے اُمتِ محمدی! دُنیا حالتِ نزع میں ہے۔ اور بہت ہی جلد آپ سب کو آخری جنگِ جہانی کے نقّارے سُنائی دینے لگیں گے۔ اے اُمتِ محمدی! اپنے اللہ کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، کیوں کہ ان وقتوں میں بقا کا صرف یہی ایک راستہ ہے۔ آئیے سب مل کر دُعا کرتے ہیں، اے اللہ کریم! تُو رحمٰن الرّحیم ہے، تُو غفُور الرّحیم ہے، تُو معاف فرمانے والا ہے، تُو رحم فرمانے والا ہے، تُو مہربانی کرنے والا ہے۔

اے اللہ کریم! وقت کے خاتمے کی آفات سے بچانے کی خاطر ہمیں اپنی طرف رجوع کرنے میں مدد فرمائیں۔ ہمیں آپ پر بھروسہ اور توکّل کرنے کی توفیق عطا کریں۔ خوشی اور مشکل، دونوں حالتوں میں آپ سے مدد طلب کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ ہمیں یہ بات سمجھنے اور یاد رکھنے کی توفیق عطا کریں کہ کائنات میں کوئی پتّہ بھی آپ کی اجازت کے بغیر نہیں ہل سکتا۔

اے اللہ کریم! ہمیں یہ اچھی طرح یاد کرائیے کہ ظالم کے پاس ظلم ہے۔ لیکن ہمارے پاس بچانے والی آپ کی ذات ہے، اور آپ کی ہدایت ہے۔ اے اللہ کریم! ہمیں یہ بات

Marfat.com

سمجھنے، یاد کرنے اور اس پر پورا یقین کرنے کی توفیق عطا کریں کہ اگر ہم عبادت گزار اور شکر گزار ہیں، تو آسمان سے بارش برستی رہے گی اور زمین شاداب ہوتی رہے گی۔ لیکن اگر ان نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں جو آپ نے ہمیں بخشی ہیں تو بارش اور زمین کی بارآوری ختم ہو جائے گی۔

اے اللہ کریم! ہمیں ہر وقت آپ کو کامل ایمان کے ساتھ یاد کرنے کی توفیق دیں، کیوں کہ یہ آپ ہی کا ارشاد ہے کہ اگر ہم آپ کو یاد کرتے ہیں تو آپ بھی ہمیں یاد کریں گے۔ اگر ہم شکر ادا کرتے ہیں، تو آپ ہماری نعمتوں میں اضافہ کرتے ہیں۔ اگر ہم آپ کے دین کی مدد کرتے ہیں تو آپ بھی ہماری مدد فرماتے ہیں۔

اے اللہ کریم! ہمیں اپنے قدسی احکامات کی تعمیل کی توفیق دیں تاکہ ہم آپ کی رحمتِ قدسی کا مشاہدہ کر سکیں۔ اے اللہ کریم! اے رحم کرنے والے! پوری اُمّتِ محمدی کو اپنی مغفرت اور بخشش سے نواز دیں۔

آمین!

Marfat.com

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو مالک الملک ہے، عالمین کا رب ہے۔ وہ واحد ذات جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا، جو عرش و کرسی، لوح و قلم اور اُن تمام چیزوں کا خالق ہے جو کبھی بھی پیدا کی گئی ہیں اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ساری چیزیں اللہ کے محبوب، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی تخلیق کی گئی ہیں۔

درود و سلام اللہ کی بہترین مخلوق پر، وہ ذاتِ محترم جن کی آنکھیں ہر وقت غمِ اُمت میں اشک بار ہیں، اور جن کے لب بھی ذکرِ محبوب میں ہر وقت تر رہتے ہیں۔

○

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو سچے دلوں اور سچی نیتوں پر، اور اُن سب پر جو اپنے رسولِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں مُبتلا

Marfat.com

ہیں۔

یہ ایک خوبصورت مہینہ ہے۔ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا مہینہ، اِس دُنیا میں آپ کے ظہور کا مہینہ، عشق و محبّت کا مہینہ، اللہ کے محبوب کے محبوبین کا مہینہ ہے۔ ربیع الاوّل آپ سب کے لئے ہمیشہ ایک خاص مہینہ ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ہم یہ کیوں کہتے ہیں کہ صرف ربیع الاوّل کا مہینہ عشقِ محمدی کا مہینہ ہے۔ کیا تمام لمحے اور گھنٹے اس کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہیں، تو پھر یہ ایک ہی مہینہ کیوں؟ جی ہاں! یہ سچ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ زمان (وقت) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ لیکن آپ حضورؐ کو زمان (وقت) تک کیوں محدود کرتے ہیں جب کہ وہ لامکان اور لازمان سے نسبت رکھتے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے لئے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا، اور باقی تمام چیزوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

وقت کو دنیا سے نسبت ہے۔ فرض کیجئے کہ وقت ایک پانی سے بھرا ہوا برتن ہے۔ لیکن اس کے پیندے میں ایک چھوٹا سا سوراخ ہے اور اس سوراخ میں سے پانی کا ایک قطرہ ٹپکتا ہے۔ وہ قطرہ ہمیشہ ایک ہی حجم (سائز) کا ہوتا ہے، اور ایک ہی رفتار سے گرتا ہے

Marfat.com

یہ سوراخ دُنیا کی تخلیق کے وقت بنایا گیا تھا، اور اب ہزاروں صدیوں کے بعد اس برتن کا پانی تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ اس پانی کی کیفیت ہر وقت خالص ہے کیوں کہ اس کو اللہ نے بنایا ہے۔ لیکن جب یہ اس دنیا میں گرتا ہے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے جس کا انحصار دُنیا کے حالات پر ہے۔ یہ پانی زمین پر گرتا ہے۔ اگر زمین کو اللہ والوں نے پاک و صاف رکھا ہوا ہے، تو پانی صاف رہتا ہے اور زندگی آسان اور خوشگوار ہوتی ہے۔

لیکن اگر زمین فریب اور شر کی غلاظت سے آلودہ ہوتی ہے، یا یہ گناہوں کے خون سے بھیگی ہوئی ہوتی ہے، تو پانی یقیناً اسی طرح میلا ہو جاتا ہے جس سے زندگی مشکل اور ناخوشگوار بن جاتی ہے۔

وقت کا یہ برتن ایک محدود وقت کے لئے ہے۔ اُس وقت تک جب تک کہ اُس کی ضرورت ہے۔ جب پانی کا آخری قطرہ نکل جائے گا تو پھر اس برتن کو توڑ دیا جائے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا جب وقت کا خاتمہ ہوگا، جس کے ساتھ ہی دنیا بھی ختم ہو جائے گی۔

دُنیا میں اچھے وقت بھی ہیں اور بُرے وقت بھی۔ خوشی کے اوقات بھی ہیں اور غم کے اوقات بھی۔ خوبصورت اوقات بھی

Marfat.com

ہیں ۔ ایک نہایت ہی خوبصورت وقت بھی اس دُنیا نے دیکھا ہے ۔ یہ وہ وقت تھا جب اس برتن نے دنیا میں ایک نوُری ساعت کو پیش کیا ۔ یہ نہایت ہی مبارک ساعت تھی ۔ایک بڑی ہی بابرکت ساعت ۔ وہ وقت جب اُس کو درحقیقت خود پر رشک ہوا ۔ یہ وہ وقت تھا جب اللہ کے محبوب اس دُنیا میں تشریف لائے ۔ یہی وہ وقت تھا جس کے لیئے دُنیا بنائی گئی تھی ۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ۱۲ ربیع الاوّل سے زیادہ دل خوش کُن وقت کوئی اور نہیں ہوسکتا ۔تو یہی وجہ ہے کہ اِس مہینے کو رحمت والا مہینہ قرار دیا گیا ہے ۔سال کا سب سے زیادہ خوبصورت مہینہ ۔

آپ سب کے پاس الفاظ ہیں اور اُن الفاظ سے آپ تقریباً کسی بھی چیز یا ہر چیز کو واضح کر سکتے ہیں ۔آپ جو کچھ دیکھتے ہیں اُس کی وضاحت کر سکتے ہیں ۔جو کچھ سُنتے ہیں، محسوس کرتے ہیں ، یا سوچتے ہیں ۔ اُن سب کو واضح کر سکتے ہیں ۔ یہ الفاظ بڑے طاقت ور ہیں اور یہ بہت سارے خیالات کا ابلاغ کرتے ہیں ۔لیکن ایک ایسی چیز ہے جس کو کسی بھی زبان کے الفاظ سے واضح نہیں کیا جا سکتا ہے ۔اسے فقط محسوس کیا جا سکتا ہے ۔اور بے شک اسے سچے

Marfat.com

دل ہی محسوس کر سکتے ہیں۔ وہ احساس سچی محبّت کا احساس ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گہری اور شدید محبّت کا، عشقِ محمدی کا احساس ، جسے صرف سچّے عاشق ہی محسوس کر سکتے ہیں ۔ یہ چبھنے والی تکلیف دہ تڑپ اُن کی سچی دولت ہے اور کسی بھی حالت میں وہ اس سے علیحدہ نہیں ہونا چاہتے ۔

جب آپ کسی سے محبّت کرتے ہیں ، تو آپ اُس محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبّت کرتے ہیں ۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ کسی پھُول سے محبت کریں اور اُس کی خوشبُو سے محبّت نہ کریں ، آپ چاند سے تو محبّت کریں اور اُس کی چاندنی سے محبّت نہ کریں ، یا آپ سمندر سے تو محبّت کریں اور اُس کی لہروں سے محبّت نہ کریں ؛ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ اپنے رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں اور اُن کے اہلِ بیت سے محبت نہ کریں؛

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ان کے جسمِ اطہر کا حصہ ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نُوری ہیں اور اسی طرح اُن کے اہلِ بیت بھی نُوری ہیں ۔ وہ آپؐ کے ہیں ' وہ آپؐ کا ایک حصّہ ہیں پنجتن پاک وہ تاج ہیں جو جنت کا خزانہ ہیں جس کی جھلک دُنیا کو دکھائی گئی تھی ۔ جن جن لوگوں نے اُن سے محبّت کی ، وہ جنّت کی تمام دولت پا گئے اور جنہوں نے اُن کو نظرانداز کیا

Marfat.com

پھر اُن بے خبر لوگوں کو اللہ بھی نظرانداز کرے گا۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس تاج کا انمول ہیرا ہیں۔ کسی بھی قیمتی جوہر سے بہت زیادہ قیمتی۔ آپ کا گھرانہ، آپ کے محبوب علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ بھی اُس تاج کے چمکتے دمکتے جواہرات ہیں۔ یہ تاج دینِ اسلام کا تاج ہے، جو اپنا نُور مسلسل اُن سب کے لئے خارج کر رہا ہے جو اس دُنیا میں موجود ہیں۔ اب اس کا دارو مدار اُن دلوں پر ہے کہ وہ اِس "نُور" کو قبول کریں اور جذب کریں۔

اہلِ بیت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا تسلسل ہیں۔ یہ اُن ہی کا اور اُن کی اولاد کا طفیل ہے کہ دین اس دُنیا کے چاروں کونوں میں پھیلا۔ ایسی کئی حدیثیں ہیں جو اہلِ بیت کے فضائل بیان کرتی ہیں۔ حتیٰ کہ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہے کہ "تم فرماؤ اس پر تم سے کچھ اُجرت نہیں مانگتے مگر قرابت کی محبت۔"

(سُورۂ الشوریٰ)۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "آپ کے قرابتی کون ہیں؟ جن سے ہم سب سے زیادہ محبت کریں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: "علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ اور حسینؓ"۔

Marfat.com

تفسیرِ کشف میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ: " اپنے پیارے خدا سے محبت کرو، تاکہ ہر صبح آپ اُس کی تمام نعمتوں کے شکر گزار بن سکو۔ مجھ سے محبت کرو، کیوں کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور میری محبت کی خاطر میرے بچوں سے محبت کرو۔" (یعنی میری اولاد سے میری محبت کی وجہ سے پیار کرو۔)

تفسیرِ کشف میں ایک دوسری حدیث ہے کہ: " اے لوگو! ہوشیار ہو، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل کی محبت میں جو کوئی مرے گا اس کا خاتمہ کامل ایمان پر ہوگا۔ جو شخص اولادِ محمدؐ کی محبت میں جان دے گا وہ ثابت قدمی کے ساتھ جہنّم سے گزر جائے گا۔ محمدؐ کی اولاد کی محبت میں مرنا شہادت کا ذریعہ ہے۔ جو اولادِ محمدؐ کی محبت میں جان و مال قربان کرے گا، اسے جنّت میں ایسے بناؤ سنگھار کے ساتھ بھیجا جائے گا جیسے دلہن کو آراستہ کر کے شوہر کے گھر بھیجتے ہیں۔ تم میں سے جو کوئی محمدؐ کے نواسوں کی محبّت میں مرے گا، اہلِ سُنّت وجماعت کے طریقے پر مرے گا۔"

ایک محبّت کرنے والے باپ کی اپنے نواسوں کے لئے محبّت حضرت بریدہ رحمتہ اللہ علیہ کے اس بیان سے ظاہر ہے۔

" ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے،

Marfat.com

کہ اس دوران سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سرخ کپڑے زیب تن کئے آن پہنچے۔ جب وہ مسجد کے بیچ و بیچ پہنچے تو اپنے ننھے پیروں کی وجہ سے گر پڑے، اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اُترے اور دونوں کو اپنی باہوں میں اُٹھایا اور اپنے پاس بٹھایا، پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ نے صحیح فرمایا ہے کہ تمہاری اولاد اور تمہارا مال تمہارے لئے آزمائش ہیں۔ میں نے اپنے ان دو بیٹوں کو گرتے ہوئے دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ اور خطبہ چھوڑ کر انہیں اٹھانے گیا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک بار کسی نے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "اہلِ بیت میں آپؐ کو کون سب سے زیادہ عزیز ہیں؟" آپؐ نے جواب دیا: "حسنؓ اور حسینؓ"۔ آپؐ اکثر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے کہ "میرے نواسوں کو میرے پاس لے آؤ"۔ جب بچے آ پہنچتے تو آپؐ اُن کے لبوں کو بوسہ دیتے اور ان کی خوشبو سونگھتے کیوں کہ وہ آپؐ کے دو پھول تھے۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ "حسنؓ اور حسینؓ بہشت کے جملہ جوانوں کے سردار ہیں۔" آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ "اے مولا کریم! میں اِن کو دوست رکھتا ہوں اور اِن سے دشمنی دراصل مجھ سے

Marfat.com

دشمنی ہے۔"

اب سوال اٹھتا ہے کہ جب احادیث میں یہ سب اور اس سے بہت زیادہ پنجتن پاک اور اس پاک مطاہر گھرانے کے بارے میں کہا گیا ہے تو لوگ اتنا کیوں ڈرتے ہیں کہ اگر وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا تذکرہ زیادہ کریں گے تو لوگ ان پر دوسرے فرقہ سے منسلک ہونے کا الزام لگائیں گے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ نفرت جو آج کے لوگوں کو ایک دوسرے سے ہے، اس نے ان کے دلوں میں سے اہلِ بیت کی محبّت کو گُما (کھو دینا) دیا ہے یا اُسے ختم کر دیا ہے۔

یاد رکھئے کہ کوئی اُس وقت تک مومن ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا جب تک اُس کے دل میں رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت اور عزت و احترام نہ ہو، اُن کے گھرانے، اُن کے دوستوں اور اُن کے صحابہ کرام کے لئے نہ ہو۔ ان میں سے کسی ایک کے لئے بھی احترام کی کمی دل سے ایمان کو ختم کر سکتی ہے۔ اور اُس شخص کو اس کے بارے میں خبر تک نہ ہو سکے۔

ذکرِ اہلِ بیت اُن زخمی دلوں کے لئے ایک قرار ہے جو اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جُدائی میں تڑپ رہے ہوں، وہ

Marfat.com

جانتے ہیں کہ ذکرِ علی کرم اللہ وجہہ اور ذکرِ فاطمہ رضی اللہ عنہا اُن کے کندھوں پر پڑے بوجھ کو اُتار دیں گے۔ اور ذکرِ حسن رضی اللہ عنہ، اور ذکرِ حسین رضی اللہ عنہ انہیں راہِ حق پر چلنے کی قوّت عطا کریں گے بلا کسی خوف وغم کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نواسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خصوصی طور سے اُمّت کو صبر و استقامت کا درس دیا اور یہ بھی سکھایا کہ اللہ کی راہ دُنیا کی تمام راہوں سے بہتر ہے۔ اُن کی زندگی کے اسباق ہر وقت سب کے لئے موجود رہے ہیں۔ لیکن آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جنہوں نے ان واقعات کو حقیقی معنوں میں پڑھا ہے اور انہیں اپنی زندگیوں سے مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے؟ آپ میں سے کتنوں نے ایسے لوگوں سے بات کرتے ہوئے اُن کے اقوال اور اُن کی بصیرت کا حوالہ دیا ہے جو غم زدہ ہیں؟ اور آپ میں سے کتنوں نے اپنے بچّوں کو اُن کی زندگی کو ایک مثالی شخصیت (رول ماڈل) کے طور سے دیکھا ہے؟

اگر آپ نے یہ سب کچھ نہیں کیا ہے تو پھر جانئے کہ آپ ایک نہایت ہی خوبصورت شخصیت کو جاننے سے محروم رہے اور اُن اقدار سے سبق حاصل کرنے سے بھی محروم رہے، جو انہوں نے پوری

Marfat.com

دُنیا کو سکھائے تھے۔

سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے کے نام پر رکھا گیا تھا۔ جن کا نام "شبّر" تھا۔ یہ نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا۔ جس کے معنی عربی میں "حسن" ہیں۔ آپ کی کُنیّت ابو محمد، اور آپ کے القاب نقی، زکی، تقی، طیّب اور سبطِ ولی تھے۔ لیکن آپ کا سب سے زیادہ مشہور لقب سیّد ہے۔ جو اس وقت ملا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "میرا یہ بیٹا سیّد ہے ریحان اور یہ میرا لختِ جگر ہے۔ اور اسی کے ہی ذریعے اللہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صُلح کرائے گا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہمشکل نہیں دیکھا ہے"۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ "حسن رضی اللہ عنہ سر سے لے کر سینے تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہہ ہیں۔ اور حسین رضی اللہ عنہ سینے سے لے کر پیروں تک مشابہہ ہیں۔"

آپ کا حُلیہ مُبارک ایسا تھا کہ جیسے: "آپ کا نازک جسم سفید سُرخی رنگ کا اور ملائم پھیلی ہوئی داڑھی اور گھنگھر والے بال۔

Marfat.com

جو اکثر اوقات کندھوں تک رہتے اور سڈول گردن دیکھنے والوں کو خالص چاندی کی صراحی معلوم ہوتی۔ سینہ وسیع اور آپ کا قد درمیانہ۔ آپ کے حسن میں ایک قسم کی نرمی اور ملکیتی تھی۔ جو کسی شخص کے چہرے پر نہ دیکھی گئی ہو۔"

روایت ہے کہ ایک بار حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خوبصورت لباس زیب تن کئے عربی گھوڑے پر سوار کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کی ملاقات ایک یہودی سے ہوئی جو چیتھڑوں میں ملبوس تھا۔ جب یہودی نے امام کا جلوہ دیکھا تو اُس نے آپ کو روکا اور کہنے لگا" اے امام! میرے ساتھ انصاف کیجئے"۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ" آپ کو انصاف کس لئے چاہیئے"؟ اس پر یہودی نے کہا:" آپ کے نانا جان نے فرمایا ہے کہ" دُنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنّت ہے، لیکن آپ ایک مومن ہیں پھر بھی اس ناز و نعم میں رہتے ہیں جیسے کہ آپ جنّت میں رہ رہے ہیں اور میری ایسی حالت ہے جیسے میں کسی قید خانے میں رہ رہا ہوں"۔

اس پر امام نے فرمایا:" اے شخص! جو نعمتیں اور ثواب اللہ نے آخرت میں ہمارے لئے رکھے ہیں، اگر تم انہیں دیکھو تو، بے شک تم کہہ اُٹھو گے کہ ہم قید خانے میں رہ رہے ہیں۔ لیکن اگر

Marfat.com

تم اُس عذاب کو دیکھو گے جو وہاں تمہارے اور تمام کفار کے لئے تیار رکھا ہے تو تم یقیناً اس دُنیا کو جنت کہو گے۔"

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عبادات اتنی سخت تھیں کہ ایسا لگتا تھا کہ یہ کسی اور کے بس کی بات نہیں۔ آپؓ نے ۲۵ حج پا پیادہ کئے اور آپ فرماتے تھے کہ یہ میرے لئے شرم کا باعث ہے کہ "میں اللہ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ اُس کے گھر کا حج کئے بغیر"۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ۲۵ حج پا پیادہ کئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دو مرتبہ اپنے گھر کا تمام مال و اسباب راہِ خُدا میں دیا اور تین بار آدھا مال، حتیٰ کہ ایک موزا اپنے لئے رکھا اور ایک دے دیا۔

ایک بار سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ وہ ایک نخلستان میں پہنچے جو سوکھ چکا تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بستر ایک کھجور کے درخت کے نیچے بچھایا گیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے بستر کسی دوسرے درخت کے نیچے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے باآوازِ بلند کہا: "کاش اس درخت پر کچھ کھجُور ہوتے تا کہ ہم انہیں کھا سکتے۔" اس پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا "کیا آپ کو تازہ

Marfat.com

کھجوروں کی خواہش ہے"؟ "جی ہاں"۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے جواب دیا۔

جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور خاموشی سے کچھ پڑھا، عین اسی لمحے کھجور کا پورا درخت ہرا ہوگیا۔ اور اُس پر تازہ کھجوریں ظاہر ہونا شروع ہوئیں اور اُن پر گرنے لگیں۔ جب یہ منظر ایک شتر بان نے دیکھا تو پکار اُٹھا:

" واہ! یہ تو جادو ہے۔" اس پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نہیں یہ جادو نہیں بلکہ دُعائے مقبول کا اثر ہے۔" پھر لوگوں نے پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں۔

ہجرت کے چالیسویں سال میں، مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بعیت کی۔ یہ عمل بائیسویں رمضان میں ہوا۔ اُس وقت امیر معاویہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اعتراضات اٹھائے، اور ایک بڑی فوج کے ساتھ آگے آئے۔ جب کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے سبز پرچم والی اپنی چالیس ہزار جوانوں پر مشتمل فوج تیار کی۔ اور حمم مصابت (جگہ کا نام) پہنچے۔ اور وہاں رات کے لئے قیام کیا۔

صبح کے وقت آپ نے ایک خطبہ دیا، جس میں آپ

Marfat.com

نے بالواسطہ دشمن کے ساتھ صلح کرنے کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن فوج میں کوفہ کے بہت سارے شیعانِ علی (علی کے ماننے والے) تھے، جو آپؓ کے خیمے میں داخل ہوئے اور آپؓ کا اسباب لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ آپؓ کا جائے نماز بھی آپؓ کے نیچے سے کھینچ کر لے گئے۔ اس سے ان لوگوں کی بے وفائی ظاہر ہوگئی۔ اس لئے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ رات کے وقت وہاں سے نکل پڑے اور مصابت (جگہ) پہنچے۔

جمیع بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میری صلح کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا، ان کا دستِ مُبارک فرش پر تھا اور اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ہاتھ تھا اور اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھا۔ حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھا اور اس کے پاس کچھ خون تھا۔ جب پوچھا کہ وہ کیا تھا، تو آپؐ نے فرمایا کہ "وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ہے اور اللہ اسے طلب کرتا ہے۔"

صلح کے وقت دیئے گئے خطبے میں آپؓ نے فرمایا: "اچھی طرح جان لو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے اوّل یعنی نانا کی وجہ سے تمہیں ہدایت دی اور آخر میری وجہ سے تمہارے خون اور

Marfat.com

مالوں کو محفوظ رکھا۔ کیوں کہ میں نے لڑائی اور خونریزی سے ہاتھ دھولیا ہے۔ بلاشبہ اس خلافت کے لئے ایک مقرر میعاد ہے اور اللہ نے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ "اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن سے کہہ دو کہ مجھے معلوم نہیں دنیا تمہارے لئے فائدے کی جگہ ہے یا صرف امتحان کا گھر۔ اور جس چیز کے لئے تم سے وعدہ کیا گیا ہو، مجھے معلوم نہیں وہ قریب ہے یا دُور۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر اور باطن سے بخوبی واقف ہے"

صلح کا یہ معاہدہ ربیع الاوّل ۴۱ ہجری میں ہوا تھا۔ اللہ کے جلیل القدر امام کئی چھپے ہوئے دشمنوں کے بیچ میں تھے جو امام کے تقویٰ اور اُن کی شہرت سے خوف زدہ تھے۔ یہ ربیع الاوّل کا مہینہ، سال ۵۵ ہجری کا تھا، جب آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا۔ امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ریاضِ رضوان پہنچے، تو آپؓ کی بیوی جعدہ بنتِ اشعث کو یزید کی طرف سے ایک خفیہ پیغام ملا۔ جس میں اُس سے کہا گیا تھا کہ وہ امام صاحب کو زہر دے دیں۔ پیغام میں کہا گیا تھا کہ "نہ صرف میں تم سے شادی کروں گا بلکہ ایک لاکھ دینار مہر بھی ادا کروں گا"

Marfat.com

زہر دیئے جانے کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ چالیس دن تک بیمار رہے، جو انہوں نے بڑے کرب میں گزارے۔ لیکن اُن آخری ایام میں بھی جب کوئی پوچھتا کہ یہ ظلم کس نے کیا تو آپؓ نام نہیں لیتے تھے اور فرماتے: "یہ اللہ ہی ہے جو روزِ قیامت اس ظلم کے بارے میں انصاف کرے گا۔"

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوت آخری سانس تک جاری رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، اُن کے گلشن کے یہ پھول، اُمت کے لئے بصیرت و ہدایت کا ایک سمندر ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہلِ بیت کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہیئے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کبھی بھی خالی ہاتھ نہیں رہیں گے نہ اِس دنیا میں اور نہ اُس دُنیا میں۔ آئیے سب مل کر دُعا کرتے ہیں:

اے اللہ کریم! ہمیں ہمیشہ اپنے ذکر و خیال میں رکھیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں اپنے محبوب رسولؐ سے دُور نہ رکھیں۔ آپ کے لئے اور اُن کے لئے ہماری محبت و عشق میں اضافہ فرمائیے تا ابد۔

اے اللہ کریم! ہمیں عطا کریں وہ توفیق جس سے ہم قرآن مجید کو پڑھیں، سمجھیں اور اُس پر عمل کریں، جس طرح آپ نے چاہا، اور

Marfat.com

جیسے آپ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا تھا۔ اے اللہ کریم! ہماری زبانوں کو اپنے ذکر اور اپنے محبوب کے درود سے سجائے رکھیں۔ اے اللہ کریم! ہمارے دلوں اور قلوب کو اپنی واحدانیت کے نور سے منوّر فرمائیں۔ اے اللہ کریم! ہمارے دلوں کو پُرخلوص، اور چہروں کو روشن، بنائیں۔ اے اللہ کریم! ہمارے ایمان کو سلامت و کامل رکھیں ہماری آخری سانسوں تک، اور اُس سے بھی آگے تک۔

اے اللہ کریم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اُمّت کو اپنی بخشش اور مغفرت سے سرفراز فرمائیں۔

آمین!

Marfat.com

۱۶؍ فروری ۲۰۱۱ئہ (۱۵۶)

۱۲؍ ربیع الاوّل

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی کرسی اُس کی عظمت، اُس کی قُدرت، اُس کا جلال، اُس کی نُورانیت، اُس کی سلطنت اور اُس کی جمالیت کا مظہر ہے۔ وہ ذاتِ واحد جس نے اپنی نعمتیں اور اپنا نُور دُنیا میں بھیجا ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی نعمتوں اور اُس کی رحمانیت کا مظہر ہیں جنہیں وہ تمام عالمین پر برساتے ہیں۔

دُرود و سلام اُن نرم، مہربان اور نازک آنکھوں پر! اور اُس نُوری دل پر جو اپنی اُمت کے لئے نرم و گداز ترین رہتا ہے اور جو کبھی بھی اپنے محبوب کے ذکر کے بغیر نہیں رہتا۔

اے اُمتِ محمدی! اللہ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر آن، ہر لمحہ اور ہر لحظہ دُرود و سلام بھیجو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ

Marfat.com

اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ اَللّٰھُمَّ

بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ

حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ہ

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُمّتِ محمّدی کے تمام افراد پر جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

آج، جب کہ ایک خاص چمک، ایک خاص فضا دُنیا میں ہر سُو موجود ہے۔ آج، جب کہ دل بے تاب اور کان مشتاق ہیں، کچھ خاص باتیں سُننے کو، تو یہ کہا جا رہا ہے ایک عاشق کو کہ "بس اپنے محبوب کی باتیں کرو"۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ "ہمیں اُن کی خوبصورتیوں کے بارے میں بتائیں، اُن کے دل کے بارے میں بات کریں اور اپنے عشق و محبت کی بات کریں۔ یعنی آپؐ کی اُلفت و بے قراری کے بارے میں سُننا چاہتے ہیں۔ ہم اُن نرم و لطیف گفتگو کے بارے میں سُننا چاہتے ہیں جو ایک عاشق و معشوق کے درمیان ہوتی ہے۔ ہم لُطف و کرم کی باتیں اور اُن شیریں جذبات کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں جو دلوں کو پگھلا دیتے ہیں"۔ تو عاشق سے کہا جا رہا ہے کہ "ہمیں بتلائیے کہ آپ اپنے محبوب سے کتنی

Marfat.com

محبت کرتے ہیں ؛

ع آئیے تسکینِ جانِ زار کی باتیں کریں
ہجر کی شب، سیّدِ ابرار کی باتیں کریں
بُلبلیں کرتی رہیں گُل کے چمن کی گفتگو
ہم محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے لب و رُخسار کی باتیں کریں

جب مہینہ ہو ربیع الاوّل کا اور باتیں ہوں عشق و محبت کی تو دل کیوں نہ شاد ہوں اور کائنات کیوں نہ جھوم اُٹھے ؛ کیوں نہ ملائک درُود وسلام کے گلدستے لئے حاضر ہوں اور کیوں نہ حُوریں محبّت و تعظیم کے گیت گائیں ؛ کیوں نہ جنّت کو دُلہن کی طرح سجایا جائے اور کیوں نہ عرش بُقعۂ نُور بن جائے ؛ کیوں نہ سُرور و مدہوشی کے جام ہوں ، اور دل کیف و مستی کے عالم میں ہوں ؛ (یہ سب) اس لئے کہ اس مُبارک مہینہ میں ایک ایسا دن آتا ہے جو تمام ایام میں افضل ترین دن ہے اور اس میں وہ ساعتیں آتی ہیں جو نیک تجلّیات سے پُر اور دیگر تمام ساعتوں سے افضل ترین ہیں جو دُنیا نے کبھی دیکھی ہوں ۔ یہ وہ پاک مہینہ ہے ، وہ بابرکت دن ہے ، اور وہ نیک گھڑی ہے جب افضل المخلوقات ، سیّد المرسلین ، نُورِ کائنات ، منبعِ اخلاق ، سرورِ دل وجاں ، سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجُودِ محترم اِس دُنیا میں

Marfat.com

تشریف لائے۔ کیا ایسے کوئی الفاظ ہیں جن سے اس نزولِ رحمت پر اللہ کا شکر ادا کیا جاسکتا ہے۔

بے شک ایسے الفاظ نہیں ہوسکتے جن سے اس نعمت اور اُس رحمت کو بیان کیا جاسکے۔ جو اللہ نے اپنی جملہ مخلوقات کو عطا کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں اُس غیب بتلانے والے نبئ محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے ایمان والو" تم بھی اُن کی بارگاہ میں دُرود اور خُوب سلام بھیجو۔"

اے اُمّتِ محمّدی! یہ پڑھو اپنے نبئ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "۔" اے اللہ! دُرود بھیج، رحمتیں نازل فرما ہمارے آقا نبئ اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم پر" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدّس آل پر جو چودھویں کے چاند سے زیادہ زیباتر" اور برسنے والی بدلی سے زیادہ سخی" اور دریاؤں سمندروں سے زیادہ سخاوت والے ہیں" اور اُن کے چہرے مُبارک کے ساتھ برکتیں وابستہ کردی گئیں۔ تمام جہان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی خُوشبو اور مہک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی خوشبو سے معطّر ہوگئی"۔

یہ ماہِ مُبارک اللہ کی جانِ رحمت کا ہے" اور باقی تمام مہینے بھی۔ یہ دن اللہ کے خیر الوریٰ کا دن ہے" اور باقی تمام ایام بھی۔ یہ ساعت اللہ کے بدرالدُّجیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساعت ہے"

Marfat.com

اور باقی تمام ساعتیں بھی جو کبھی بھی دُنیا میں پیدا کی گئی ہوں۔ آپ اُس ہستی کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں جن کی خاطر پوری کائنات کو جنم دیا گیا تھا، تمام سورج اور چاند کو پیدا کیا گیا تھا، ان ٹمٹماتے ستاروں کو پیدا کیا گیا تھا، ان اُبلتے ہوئے چشموں اور گرتے ہوئے آبشاروں کو پیدا کیا گیا تھا، یہ چرند و پرند اور یہ پہاڑ و بیابان پیدا کئے گئے تھے، اُن تمام جانداروں کو اور بے جان چیزوں کو پیدا کیا گیا تھا!

ع

زمین و زماں تمہارے لئے، مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے، بنے دو جہاں تمہارے لئے
دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں کہا گیا تھا کہ "لولاك لماخلقت دنیا ہٗ۔ اُسے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم تمہیں پیدا نہ فرماتے تو دُنیا ہی نہ بناتے۔"

ع اگر ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں، یہ نُور نہ ہو سیاروں میں

ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: "یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے ماں باپ

Marfat.com

دونوں آپ پر قربان ہوں۔ مجھے بتلائیے کہ اللہ نے تمام تخلیقات سے پہلے کیا پیدا فرمایا تھا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب یہ تھا کہ: "بے شک آپ کے رب نے دوسری چیزوں کی تخلیق سے پہلے اپنے نور سے آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔ اور وہ نور وہاں رہا جہاں اللہ کی مرضی تھی۔ اور اُس وقت کچھ بھی وجود میں نہیں آیا تھا۔ نہ لوحِ محفوظ، نہ قلم، نہ جنّت اور نہ دوزخ، نہ ملائک، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ ستارے نہ جِنّ، نہ انس، نہ فرشتے، غرض کچھ بھی نہیں تھا سوائے اس نور کے۔"

اللہ نے اپنے الوہی ارادے سے تخلیق سے کہا: "ہوجا" پھر اُس نے اُس نور کو چار حصّوں میں تقسیم کیا، پہلے حصّے سے اُس نے قلم کو پیدا کیا، دوسرے حصّے سے لوح کو پیدا کیا، تیسرے حصّے سے عرش کو پیدا کیا۔ پھر آپ کے ربّ نے قلم کو لکھنے کا حکم دیا اور قلم نے پوچھا: "اے میرے ربّ! میں کیا لکھوں؟" ربّ نے فرمایا: "لکھو

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

اس پر قلم نے حیرت سے کہا: "اوہ، کتنا خوبصورت اور عظیم نام ہے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلّم) جو آپ کے عظیم نام کے ساتھ جوڑ کر لکھا جائے، اے میرے ربّ!" ربّ نے پھر فرمایا: "اے قلم احتیاط برتو، یہ نام تیرے ربّ کے محبوب کا نام ہے۔ اسی نور سے

Marfat.com

میں نے عرش اور لوح وقلم کو پیدا فرمایا ہے، تم بھی اسی نور سے پیدا کیے گئے ہو، اگر اُن کی خاطر ملحوظ نہ ہوتی تو میں ایک بھی چیز پیدا نہ کرتا۔"

حبیب اللہ نے یہ الفاظ ادا کیے تو قلم ربّ کے جلال سے ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہوا، اور وہ مقام جہاں سے یہ بات جاری ہوئی، وہ بند ہو گیا۔ (یہی وجہ ہے) کہ آج تک قلم کی وہ نوک بند اور دو حصّے میں ہے تاکہ وہ اس عظیم بھید کے بارے میں کچھ نہ لکھ سکے۔

اس لئے کوئی حُرمتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم سے قاصر نہ رہے، یا اُن کی روشن مثال کی پیروی کرنے میں کوتاہی کرے، یا اُس دستور کی خلاف ورزی کرے جو اُنہوں نے سب کو سکھایا ہے۔

اے اُمتِ محمّدی! اللہ کے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درُود بھیجیں۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ
مَّجِیْدٌ ۝

Marfat.com

پھر دوبارہ رب نے قلم کو حکم دیا کہ "لکھو"۔ قلم نے پوچھا کہ "میں کیا لکھوں اے میرے ربّ"؟ ربّ العالمین نے فرمایا "لکھو وہ سب کچھ جو روزِ محشر تک ہونے والا ہے"۔ قلم نے پوچھا "اے میرے ربّ! میں کہاں سے شروع کروں"؟ ربّ نے جواب دیا۔ "تم کو اِن الفاظ سے شروع کرنا چاہیئے کہ "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ"۔ پھر بڑے عقیدت و احترام سے قلم نے لوح پر لکھنا شروع کیا، اور یہ کام سات سو (۷۰۰) برس میں مکمل کیا۔

جب قلم نے لکھنا ختم کیا تو اللہ نے فرمایا: "تمہیں سات سو سال میرے تین ناموں کے لکھنے میں لگے، یعنی میری جلالت کا نام، میری رحیمی کا نام اور میری رحمانی کا نام۔ یہ پاک الفاظ میں نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو پیش کئے ہیں۔ قسم ہے مجھے اپنی جلالت کی کہ یہ میرا وعدہ ہے کہ جب بھی اس اُمّت کا کوئی بندہ ان الفاظ کو سچی نیّت سے ادا کرے گا، یعنی "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہ" کو، تو میں لکھوں گا اس بندے کے لئے سات سو سال کا بے حساب اجر اور میں اُس کے سات سو سال کے گناہ معاف کر دوں گا"۔ اب اللہ نے اِس نُور کے چوتھے حصّے کو پھر چار حصّوں میں تقسیم کیا، پہلے حصّے سے اللہ نے حَمَالَۃُ الۡعَرۡشِ (یعنی عرش اٹھانے والے فرشتے) بنائے۔ دوسرے حصّے سے اللہ نے کُرسی کو تخلیق کیا،

Marfat.com

(بارگاہِ الٰہی، یعنی بالائی آسمانِ عرش کو سہارا دینے کے لئے) تیسرے حصّے سے اللہ نے باقی تمام قُدسی فرشتوں کو جنم دیا۔ اور چوتھے حصّے کو اللہ نے ایک بار پھر چار حصّوں میں تقسیم کیا۔ اُس کے پہلے حصّے سے آسمانوں کو خلق کیا۔ اس کے دوسرے حصّے سے زمینوں کو پیدا کیا، تیسرے حصّے سے جِنّات اور آگ کو پیدا کیا اور اُس کے چوتھے حصّے کو اللہ نے پھر چار حصّوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصّے سے اللہ نے مومنوں کے چہروں کی روشنی بنائی۔ دوسرے حصّے سے اللہ نے اُن کے دلوں کے نُور کو بنایا جس سے اُن دلوں میں معرفتِ الٰہی پیدا ہوئی۔ تیسرے حصّے سے اللہ نے اُن کی زبانوں پر وہ روشنی پیدا کی جسے نُورِ توحید کہتے ہیں۔ اور چوتھے حصّے سے اللہ نے رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف انوار کو جنم دیا۔"

اے اُمّتِ محمّدی! اللہ کے محبوب کے لئے درُود پڑھو۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ہ

ع جو تُو اِسے نہ بناتا تو سارے عالم کو
نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
جہاں کے سارے کمال! ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

یہ خوبصورت رُوح دُنیا کی پیدائش سے ۳۶،۰۰۰ سال پہلے

Marfat.com

وجود میں آئی تھی اور اِسے بڑی خوبصورتی سے بنایا گیا تھا۔ اس کے سر کو ہدایت سے بنایا گیا تھا، گردن کو عجز سے، اس کی آنکھوں کو حیاء سے، اُس کی جبین کو قربِ الٰہی سے، اس کے مُنہ کو صبر سے، اس کی زبان کو سچائی سے، اس کے رُخساروں کو محبت اور تنبیہہ سے، اُس کے شکم کو پرہیز اور دُنیا کی لاغرضی سے، اُس کے پیر اور گھٹنے صراطِ مُستقیم پر چلنے سے اور اُس کے دل مِہربان کو رحم سے بھر دیا گیا۔

اس محترم رُوح کو رحم سکھایا گیا اور اُسے حیران کُن قوّتوں سے مزیّن کیا گیا۔ اسے اس کا پیغام اور اس کی پیغمبرانہ صلاحیتیں بھی عطا کی گئیں، پھر اس کے سر مُبارک پر قربِ الٰہی کا تاج سجایا گیا، باقی تمام چیزوں سے نمایاں تر اور بُلند تر، رضائے الٰہی کی زیبائش کے ساتھ اور پھر اُسے حبیب اللہ کے نامِ گرامی سے نوازا گیا (یعنی اللہ کا حبیب)۔

ع تو شاہِ خوباں تو جانِ جاناں ہے
چہرہ اُم الکتاب تیرا
نہ بن سکی ہے نہ بن سکے گی
مِثل تیری جواب تیرا

اور حقیقت یہی ہے:۔

Marfat.com

نور ہے آپ کا سب سے اوّل
بعثت آپ کی سب سے آخر
سب سے مؤخر سب سے مقدّم
صلی اللہ علیہ وسلّم
خلقت آپ کی سب سے بہتر
بعثت جس کی توحید کا مظہر
جس کا مداح خالقِ اعظم
صلی اللہ علیہ وسلّم

اور پھر اس نورِ محمدی کو دنیا میں رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ اور بے شک اللہ خود فرماتا ہے: "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝" اور اے میرے محبوب! جانِ ربّ، نورِ کائنات، بے قرار قلب کے سکون، ابرِ رحمت و کرم، اے لطف و نظر، بے شک آپؐ کے بابرکت وجود کو سب کے لئے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا گیا تھا۔

یٰسٓ و مزمّل بھی و طٰہٰ و مدثّر بھی
وہ بدر الدّجیٰ صدر العلیٰ کوئی بھی ثانی نہیں
اللہ نے ان کو کہا ہے رحمۃ اللعالمین
بے شک محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کوئی ثانی نہیں

Marfat.com

جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت ہوئی تھی، اُس رات اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آسمان اور جنّت کے تمام دروازوں کو کھولنے کا حکم دیا تھا، اُس دن سُورج زیادہ روشنی سے چمکا۔ اُس کی روشنی میں ایک ٹھنڈک اور چمک میں ایک تقدّس تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی، میں اس رات ایک یہودی عالم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے آسمان کی طرف مُنہ اُٹھا کے مجھ سے کہا، اے ابنِ سلام! یہی وہ رات ہے جب مکّہ میں عربی نبی محمد ابنِ عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا ہونا ہے۔ جن سے پُوری دُنیا منوّر ہو جائے گی۔"

میں نے پوچھا "تمہارے اِن الفاظ کے کیا معنی ہیں؟ تم یہ بات کیسے جانتے ہو؟" اُس نے جواب دیا "میں آسمان کا جائزہ لیتا رہا ہوں، اور میں نے ایسی روشنی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں (میلاد کے) اس واقعہ کے بارے میں جانتا ہوں۔"

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "ولادت کے وقت میرے پاس کوئی نہیں تھا۔ میں گھر میں تن تنہا تھی۔ اچانک ایک خوفناک آواز سُنائی دی اور

Marfat.com

میں ڈر گئی۔ پھر ایک سفید پرندہ میرے سینے پر آکر اُترا اور میرا خوف ختم ہوا اور میں پُرسکون ہوگئی۔ میرے ہاتھ میں میٹھے سفید رنگ کے شربت کا ایک پیالہ دیا گیا، اور جب میں نے اُسے پیا تو میرا دل سکون، خوشی اور نُور سے بھر گیا۔ اُس کے بعد میں نے کچھ خواتین کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ سب دراز قامت، نازک بدن اور حیرت انگیز حد تک حسین تھیں۔ میں سمجھی کہ وہ عبدالمناف کی بیٹیاں ہیں۔ وہ آئیں اور حلقہ بنا کر میرے پاس بیٹھ گئیں۔ میں اس بات پر حیران تھی کہ اُن کو آخر کس نے اطلاع دی ہے۔ پھر اُن میں سے ایک خاتون کہنے لگیں: "میں حوّا ہوں، پیغمبر آدم کی زوجہ۔" پھر دوسری نے کہا: "میں سارہ ہوں پیغمبر ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ۔" پھر ایک اور کہنے لگیں: "میں آسیہ ہوں مصری فرعون کی بیوی۔" پھر ایک اور کہنے لگیں: "میں مریم ہوں عمران کی بیٹی اور عیسیٰ کی ماں۔" باقیوں کو جنّت کی حُوروں کے طور پر متعارف کرایا گیا۔ یہ سب رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس دُنیا میں تشریف آوری کے موقع پر اُن کا احترام و تعظیم سے استقبال کرنے آئی ہوئی تھیں۔"

ع شکلِ انساں میں نورِ حق آ گیا
دہر میں ہر طرف جلوہ فرما گیا

Marfat.com

چاند و سُورج تو واللہ شرما گیا
ایک جھلک میں دو عالم کو چمکا گیا
آسمانِ نبوّت کا ماہِ تمام
اُس پر لاکھوں درُود اُس پر لاکھوں سلام

اور رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ محترمہ نے دُنیا کو بتایا: "اچانک میں نے دیکھا کہ ایک سفید پردہ آسمان سے زمین پر آیا، تا کہ مجھے جِنّوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے۔ پھر مجھے پرندوں کا ایک غول نظر آیا، جن کی چونچیں ہرے زمرد کی تھیں۔ اور یاقُوت سے بنے پنکھ (پَر) تھے۔ یہ اُڑتے ہوئے نیچے آئے اور حلقہ بنا کر اس طرح چکّر کاٹنے لگے جیسے طواف کر رہے ہوں۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردہ اُٹھا لیا تاکہ میں پُوری دُنیا کو مشرق سے مغرب تک دیکھ سکوُں۔ پھر میں نے دیکھا کہ جنّت سے تین پرچم اُتارے گئے۔ ایک پرچم زمین میں مشرق کی طرف گاڑھ دیا، ایک مغرب کی طرف اور ایک عین کعبہ کے اُوپر۔"

صفیہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: "میں اُس رات موجود تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ با سعادت ہوئی تھی۔ عین پیدائش کے وقت میں نے ایک زبردست

Marfat.com

روشنی کا مشاہدہ کیا۔ میں نے چھ نظارے دیکھے۔ پہلا یہ کہ اس مقدس بچے نے جنم لیتے ہی اپنا سر جھکایا اور سجدہ ادا کیا۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور صاف اور واضح الفاظ میں کہا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہِ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ٭ تیسرا یہ کہ ایک زبردست روشنی ظاہر ہوئی۔ چوتھا یہ کہ جب میں نے چاہا کہ بچے کو غسل دوں، تو میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی کہ: "اے صفیہ خود کو زحمت نہ دو، ہم نے انہیں پہلے سے ہی غسل دے کر پاک و صاف کر دیا ہے۔" پانچواں یہ کہ وہ دنیاوی آلائشوں سے پاک تھے۔ چھٹا یہ کہ جب بچے کو لپیٹنے کے لئے کوئی شے تلاش کر رہی تھی تو میں نے ان کی پشت پر ایک نشان دیکھا۔ جب میں نے اس نشان کو قریب سے باغور دیکھا تو میں یہ الفاظ پڑھ سکی "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔"

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ) نے مزید فرمایا: "پھر میں نے ایک سفید بادل کو آسمان سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا، اور اس میں سے ایسے لگا کہ گھوڑوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ بادل نیچے اترا اور بچے کو اپنی آغوش میں اٹھا کر لے گیا۔ میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی "ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری دنیا دکھانے لے جا رہے ہیں۔ ہم دنیا کا چکر لگائیں گے، پھر سمندروں

Marfat.com

کی گہرائیوں میں غوطہ لگائیں گے تاکہ زمین اور اُس کے اندر جو جاندار موجود ہیں، اُن سب کو ان کے میلاد کا علم ہو سکے۔ آج کے بعد دُنیا ایمان کے نُور سے بھر جائے گی۔ اور کُفر اور اللہ کے خلاف بغاوت کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔"

"پھر میں نے اپنے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جو ایک ریشمی کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے جس سے دُودھ ٹپک رہا تھا۔ اُن کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، اور اُن کے جسم سے ایسی خوشبو آرہی تھی جو مُشک سے زیادہ میٹھی تھی۔ تین افراد قریب کھڑے تھے: ایک کے ہاتھ میں چاندی کی صراحی تھی، ایک کے ہاتھ میں زمرّد کا پیالہ تھا اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم کا ایک ٹکڑا تھا۔ پھر اُس نے ریشم کو کھولا، اور اس میں سے ایک انگوٹھی برآمد ہوئی جس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی تھی۔ پہلے آدمی نے ننھّے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اُٹھایا اور انہیں چاندی کی صراحی سے ۷ مرتبہ نہلایا۔ پھر دوسرے شخص نے انگوٹھی سے بچّے کی دونوں شانوں کی درمیانی جگہ پر دبایا۔ اس نے پھر بچّے کو مجھ سے لے لیا اور اپنے پروں تلے دبایا پورے ایک گھنٹے تک۔ اور اس دوران ان کے کانوں میں بہت سارے راز ڈالتا رہا۔ آخر کار اُس نے اُن کی دونوں آنکھوں کا بوسہ لیا

Marfat.com

اور کہا: "طوبہ لک یا محمدﷺ" آپ کے لئے خوش خبری ہے یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی تمام مخلوقات میں آپ سب سے زیادہ تعظیم اور جلالت والے ہیں۔ فتح اور کامیابی آپ کے ساتھیوں اور قوم کو عطا کی گئی ہے۔ آپ ہی کے پاس خوشئ کامل کی کنجیاں ہیں۔"

اس رات پوری دنیا کے بت خانوں کے تمام بت سرنگوں اور پاش پاش ہو گئے اور شیطان کا تخت الٹ دیا گیا اور وہ اس سے گر پڑا۔ فرشتوں نے پھر اُسے پکڑ کے قید کر لیا، ۴۰ دنوں تک، بہ سمندروں میں۔ اُس رات آتش پرستوں کی وہ آگ جو ہزار سال سے سلگ رہی تھی، وہ بجھ گئی۔

اور ایران کی سرزمین میں سوا کے مقام پر بہتا ہوا ایک دریا خشک ہوا۔ نوشیرواں بادشاہ کے ۲۲ محلات میں سے ۱۴ محلات اور شاہی قیام گاہیں لرز اٹھیں اور زمین بوس ہوئیں۔ اور اُس کا شاہی تخت بھی گر پڑا۔ اس رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی ایک ایسی زبردست اور مقدس رات تھی کہ جو لوگ اُس رات جاگ رہے تھے اُن سب کے لئے وہ رات شبِ قدر کی رات جیسی تھی۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا؛ وہ رات جشن اور خوشی کی رات تھی، وہ رات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رات تھی۔

Marfat.com

وہ دانائے سُبُل، ختم الرّسل، مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسین وہی طٰہٰ

سب مل کر بلند آواز سے پڑھیں۔

کعبہ کے بدر الدُّجٰے، تم پہ کروڑوں دُرود
طیبہ کے شمس الضحیٰ، تم پہ کروڑوں درُود
شافعِ روزِ جزا تم، پہ کروڑوں. درُود
دافعِ جملہ بلا، تم پہ کروڑوں درُود
دل کرو ٹھنڈا میرا، وہ کفِ پا چاند سا
سینے پہ رکھ دو ذرا، تم پہ کروڑوں درُود
تم پہ کروڑوں درُود، تم پہ کروڑوں سلام

آمین ثُمَّ آمین!

Marfat.com

حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سب سے زیادہ قوی اور سب سے زیادہ رحم والا ہے۔ وہ جس نے چشموں کے ٹھنڈے پانی کو پیدا کیا اور جس نے چشموں کا گرم پانی پیدا کیا۔ وہ جو ٹھنڈے سے گرم پیدا کر سکتا ہے اور گرم سے ٹھنڈا پیدا کر سکتا ہے، جو زندہ سے مُردہ کر سکتا ہے اور مُردہ سے زندہ کر سکتا ہے۔ کون اس پر یا اس کی قدرت پر شک کر سکتا ہے؟

درُود و سلام ہو اللہ کے عاشقِ خاص پر، اس کے محرمِ راز پر اور اس کے بندۂ بے نیاز پر، رحمتیں ہوں اُن کے نرم اور معصوم دل پر اور ان کی محبت بھری آنکھوں پر۔

—— ○ ——

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے، سلامتی ہو اُن پاکیزہ دلوں کے لئے، جو ہر وقت اپنے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں رہتے ہیں۔

Marfat.com

سجدہ کیا ہے ؛ جی ہاں یہ عجز کی ایک صورت ہے۔ لیکن وہ سجدہ کیسے ادا ہونا ہے جو اللہ کی رضا بنے اور جو اسے خوش کرے ؛ اس کے جواب میں بس ایک ہی لفظ ہے، اور وہ لفظ ہے "دل"۔ چاہے آپ اپنی نماز میں کتنا ہی نظم وضبط اختیار کریں، آپ چاہے اپنی قرأت میں کتنا ہی بلیغ کیوں نہ ہوں، لیکن اگر آپ کا دل اس وقت حاضر نہ ہو تو پھر آپ کی تمام کوششیں رائیگاں جائیں گی۔

سجدہ دراصل اپنے آپ کو یہ بتانے کا ایک انداز ہے کہ دونوں جہانوں کا رب کون ہے، آپ کو یہ بتانا کہ چاہے آپ خود کو کتنا ہی ذہین سمجھیں یا خود کو کتنا ہی طاقتور سمجھیں، لیکن پھر بھی آپ کا حقیقی مقام یہ ہے کہ آپ کا سر زمین پر ہو۔ یہی ہے کسی کو اس کی اصلیت کا احساس دلانے کا طریقہ، یعنی اس کا وجود زمین کا حصہ ہے۔ مٹی کا ایک ذرّہ جو زمین پر پڑا ہے۔ کیا یہی سچائی نہیں ہے کہ آپ سب کو ختم ہونا ہے اور بے کار خاک میں تبدیل ہونا ہے۔

جب آپ اپنے اصل مسکن، اپنی قبروں میں داخل ہوں گے، وہ سر جو کبھی شاہی تاج پہنے ہوئے تھے، اب خاک کے ذرّے ہیں، وہ آنکھیں کبھی غرور اور تکبّر سے چمکا کرتی تھیں، اب کیڑے مکوڑوں کی غذا بن چکی ہیں۔ وہ زبانیں جو دن رات اللہ کی نافرمانی میں ملوّث رہتی تھیں، وہ سُوکھ کر اپنی پوری قوّت کھو چکی ہیں اور کیڑوں

Marfat.com

کی غذا بن چکی ہیں ۔ اور وہ ہاتھ جنہوں نے دوسروں پر ظلم کئے ہوں' اور جنہوں نے حرام کھایا ہو' اور جنہوں نے مظلوموں کا مال زبردستی سے لیا ہو اور اس کا غلط استعمال کیا ہو' وہ ہاتھ اپنی قبروں میں بے حرکت پڑے ہیں ۔

وہ اتنے بے بس ہو گئے کہ جب وہ کیڑے مکوڑوں کو اپنے بدن سے دُور ہٹانا چاہتے تھے' وہ حرکت نہیں کر سکے ۔ وہ خود کو عذاب الٰہی سے بچانے میں مکمل طور سے بے بس تھے ۔ وہ خوبصورت اجسام جو ہر وقت دلفریب لباس پہنے رہتے تھے، جن پر قیمتی زیورات سجے ہوئے تھے صاف ستھرے اور معطّر' اِن جسموں پر کیا گزرے گی جب وہ اپنی قبروں میں داخل ہوں گے؛ کون ان کو اس فقیرانہ کفن سے بہتر لباس دینے کے قابل ہوگا ؟

اپنی تمام زندگی کے دوران وہ ریشم اور مخمل کے لباس پہنے رہتے اور اپنے جسموں پر مشک و عنبر لگاتے، انہیں بہترین غذا کھلاتے' اور انہیں نرم اور آرام دِہ بستروں پر سلاتے تھے ۔ ان کے لئے کون کیا کر سکتا ہے جب انہی جسموں کو سفید کفن کے دو ادنٰے ٹکڑوں میں لپیٹا جائے گا، اور وہ کس طرح زمین کی خاک سے خُود کو بچا سکیں گے جو اِن سفید کپڑوں کو اپنی میل سے کالا کر دے گی ؛ کون اس ہیبت ناک بدبُو کو روک سکے گا جو دو ایک روز کے بعد

Marfat.com

ان جسموں سے اُٹھے گی ؛ کون ان جسموں کو ان کے ساتھیوں سے بچا پائے گا ؛ یعنی سانپوں ؛ بچھوؤں اور دیگر زمینی حشرات سے جو اپنے شکار کیلئے بے چینی سے منتظر ہونگے کہ کب وہ اپنی آرام گاہ میں پہنچیں تاکہ وہ اپنی بھوک مٹا سکیں ؛

آپ نے بھی یہ سُنا ہو گا کہ، کیا لوگ ہابیل کے زمانے سے نہیں مر رہے ہیں ؛ کیا موت ایک حقیقت نہیں ؟ یہی حقیقت ہے جس سے ہمیشہ انکار کیا جاتا ہے۔ آدمی اس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ لیکن اس وقت آپ کیا دیکھیں گے جب آپ بے حرکت اور مکمل بے بس پڑے ہوں گے۔ درحقیقت سوچنے کا وقت اب ہے جب کہ آپ اس کے بارے میں کچھ کرنے کی حالت میں ہیں۔ لیکن دُنیا کے لوگوں کی یہ کیا حماقت ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس وقت کچھ کرنے کے قابل ہوں گے جب ملک الموت آ کھڑا ہو گا۔

ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سوچ رہے ہوں کہ اس کو کچھ رشوت دے کر جان چھڑائیں گے ، یا اسے اپنی دولت اور طاقت سے مرعوب کریں گے جس طرح کہ اپنی زندگی میں دوسروں سے کرتے آئے ہیں۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کی سفارش سے ملک الموت

Marfat.com

کو واپس بھجوا سکیں گے۔ لیکن افسوس وہ ایسا کچھ بھی نہیں کر سکیں گے۔ انہیں تو بس اچانک ہی دبوچ لیا جائے گا۔

ملک الموت آدمی کے سامنے کب موجود ہو گا؟ یہ کسی کو بھی معلوم نہیں۔ اور جان کو جسم سے کس طرح نکالا جائے گا؟ یہ بھی پوشیدہ ہے۔ اگر یہ ظاہری طور سے سب کو دکھایا جاتا تو ہو سکتا ہے کہ پھر دُنیا کا نظام نہیں چلتا کیوں کہ ہر آدمی اپنی موت کے سوا کچھ اور سوچنے سے گھبراتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت کے عمل کو اُن لوگوں سے چھپائے رکھا ہے۔ جو مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں۔

وہ ملک الموت کی آمد کو دیکھ نہیں سکتے۔ وہ یہ نہیں دیکھ پاتے کہ وہ کس طرح جسم سے رُوح کو نکالتا ہے۔ وہ یہ بھی نہیں دیکھ پاتے کہ وہ رُوح کو کس طرح آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہ دیکھ رہے ہوں کہ کوئی شخص حالتِ نزع کے وقت تکلیف میں ہے، لیکن وہ تکلیف کس قدر شدید ہے' اس کا کبھی اندازہ نہیں کر سکتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ موت کی تکلیف کی شدّت کو دیکھ ہی نہیں سکتے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا نہیں فرماتے تھے کہ:
اُے اللہ! میرے سینے کو کشادہ کیجئے تاکہ وہ حقیقت کو حاصل کر

Marfat.com

سکے اور میرے کام کو میرے لئے آسان کر دیں۔ اور میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے، دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے، اور میرے تمام معاملات کے اندیشوں سے، اور قبر میں ہونے والی سختیوں اور عذاب سے"

تو بے شک قبر سختیوں اور عذاب کا مقام ہے، لیکن یہ سب کے لئے نہیں ہے۔ ایسی کچھ پاک ہستیاں ہیں، جو جب اس دُنیا میں ہوتی ہیں تو وفا کے اصول کو جانتی ہیں، جو عشق کے نازک معاملات کو جانتی ہیں، اور جو سجدہ کے اصل معنی کو بھی جانتی ہیں، اور جب وہ رکوع میں جھکتی ہیں، تو اُن کے نفس بھی اُن کے ساتھ جھکتے ہیں۔ جب وہ آہستگی سے اپنا سر زمین پر رکھتی ہیں، تو اُن کی رُوح بھی اُن کے جسم کے ساتھ سجدہ ریز ہوتی ہے۔ جیسے ہی پیشانی زمین کو بوسہ دیتی ہے، لذّت وصل اُن کے دلوں میں پیدا ہونا شروع ہوتی ہے۔ ان کے پانچوں حواس کام کرنا بند کر دیتے ہیں سوائے ان کے قلب کے جو آگاہ رہتا ہے۔ بھلا اس قلب کو کون بھٹکا سکتا ہے جب وہ محبّت کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہو؛ جب اس قلب کی آنکھیں حسنِ جاناں کے جلوے سے مخمور ہوں؛ جب باقی سب بے فنا اور فقط رُخِ یار بقا ہو۔

جی ہاں! یہی وہ سجدہ ہے جس کا سُرور زمین تک میں جُنبش

Marfat.com

پیدا کرتا ہے۔ یہی وہ سجدہ ہے جس کا زمین کو ہمہ وقت انتظار رہتا ہے۔ اور وہ اس کی تمنا کرتی رہتی ہے۔

وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

اور ایک بار اگر زمین اس سجدے کا لطف لے لے تو وہ اُسے کبھی بھلا نہیں سکتی۔ زمین اس شخص کو بھی یاد رکھتی ہے جس نے وہ سجدہ انجام دیا تھا، اور اس شخص کا بے تابی سے انتظار کرتی ہے کہ کب وہ اس کے پاس آجائے۔ جب ایسا شخص مرتا ہے تو اس کے لئے کسی قسم کی سختیاں اور آزمائشیں نہیں ہوتیں۔ نہ سزا، نہ عذاب، صرف مکمل امن اور کامل سکون اس کے اِردگرد ہر وقت موجود ہوں گے۔ یعنی نزع کے وقت، قبر کے وقت، اور حشر کے وقت، ان کی قبر جنّت کا ایک ٹکڑا ہوگی اور بہشت کی خوشبوؤں سے مہکتی ہوگی۔ وہاں اس کے ساتھ خوبصورت ساتھی ہوں گے جو دراصل اس کے اچھے اور نیک اعمال ہوں گے۔ وہ اسے تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ اس زمین کی کوئی بھی مخلوق ان کے جسموں کو ہاتھ نہیں لگا سکے گی، بلکہ اس کے برعکس ان کی قبروں میں نُور ہوگا جو اللہ کے اس دوست کے لئے اللہ کی طرف سے انعام ہوگا۔ بے شک اللہ اس طرح اپنے عاشقوں اور محبوبین کو نوازتا ہے۔

Marfat.com

؎ عالمِ عشق کی دُنیا ہی نرالی دیکھی
سحر و شام وہاں ، یہ سحر و شام نہیں!
ساقیٔ مست کے دیدار کا سرشار ہوں میں
اس لئے دل کو تمنائے مے و جام و نہیں

جس طرح نُورِ سحر اپنی روشنی ہر سُو پھیلاتی ہے، اسی طرح نُورِ اولیاء بھی اپنی روشنی دُنیا کے کونے کونے میں پھیلا دیتی ہے ہو سکتا ہے کہ آپ میں کئی اس کو دیکھیں، لیکن کئی اس کو دیکھ نہیں سکتے، یا اس میں اپنا راستہ تلاش کرنے کی کوشش کریں کیوں کہ آپ کی آنکھیں اپنے اطراف کی تاریکی دیکھنے سے آشنا ہیں۔ تو اس لئے وہ ان مشعلوں کو نظر انداز کرتے ہیں جو دن کے چوبیس گھنٹوں اور ہفتے کے سات دنوں دُنیا کو روشن رکھتی ہیں۔

ایک ایسا ہی مشعل ہے جسے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے مشعل سے روشن کیا گیا تھا، جس نے نہ صرف دُنیا کو روشنی عطا کی، بلکہ دنیا کو یہ سکھایا کہ عشقِ حقیقی کی آگ میں کیسے جلا جائے۔ اس طرح جلا جائے کہ آپ کے ساتھ پوری دُنیا جل اُٹھے:

؎ کہتے ہیں جس کو عشق، ہمارا ہی نام ہے
شور و فغاں کی اپنے یہاں دُھوم دھام ہے

Marfat.com

گر پھونک دو جہاں کو تو کچھ عجب نہیں
میں آگ کا بھبھوکا ہوں میرا یہ کام ہے

یہ آگ جس نے سنہ ۶۱۱ ہجری میں کئی دلوں کو جلایا تھا، وہ آج تک اس شدت سے جل رہی ہے کہ کہا جاتا ہے۔

؎ کیوں عشق کی بات تم کرتے ہو
کیوں چنگاری کو آگ بنا دیتے ہو
عاشق جب ہوا جل جل کر راکھ
کیوں راکھ کو پھر جلا دیتے ہو

یہ آگ حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی آگ ہے، ان کے دل کی آگ ہے، وہ آگ جس نے دنیا کو دکھایا کہ جب جمالِ سرور ہو تو جلال بھی سرور ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک سچے عاشق کی حقیقی لگن ہے جو گہرے جلال کو سرور میں تبدیل کرتی ہے اور اس کی آگ کو دلوں کی ٹھنڈک بناتی ہے۔

حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش اور اس سے متعلق واقعات اس بات کی علامت تھیں کہ کس طرح کی ایک ہستی دنیا میں آئی ہے۔ جب حضرت صابر رحمتہ اللہ علیہ اپنی والدہ بی بی حاجرہ کے بطنِ اقدس میں تھے، اسی وقت سے عجیب و غریب واقعات رونما ہونے شروع ہو گئے تھے۔ وہ کئی دفعہ حضور صابر پیا رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ کو اپنے خواب میں دوسروں سے باتیں کرتے پاتی تھیں۔ اپنے بیٹے کی پیدائش سے ۹ دن پہلے، ان کی والدہ نے اپنے شکم کے اندر سے کسی کو ذکرِ جہر کرتے ہوئے سُنا۔

حضرت حضور صابر پیار رحمۃ اللہ علیہ اس دُنیا میں ۱۹ ربیع الاوّل سنہ ۵۹۲ ہجری، تہجد کے وقت اس دُنیا میں تشریف لائے۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کا مُنہ حرم شریف کی طرف تھا، اور جب دایہ نے بچّے کو ہاتھ لگایا تو اس نے اپنے ہاتھ میں سخت جلن اور سوزش محسوس کی جس سے وہ ڈر گئی۔ بعد میں بی بی حاجرہ عرف جمیلہ خاتون نے اُسے بتایا کہ، "یہ بچّہ غوث الاعظم' قطب العالم، محبوبِ سُبحانی، حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں۔ آپ نے انہیں بے وضو حالت میں چھُوا ہے، جا کے توبہ کریں۔"

جب غسل کے بعد ماں اپنے بچّے کو گود میں لئے بیٹھیں' تو اچانک اس گھر کی چھت کھُل گئی اور اس کی دیواریں گر گئیں اور آسمان صاف دکھائی دینے لگا۔ پھر یہ عجب بات ہوئی کہ ابر کے رنگین ٹکڑے نیچے آنے لگے اور ننھے ولی کی زیارت کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ پوری جگہیں جنّت کی خوشبوؤں سے مہک اٹھیں۔

شروع میں آپ نے اپنی ماں کا دُودھ پینے سے انکار کیا۔

Marfat.com

لیکن جب ۴، دن کے بعد ان کے والد نے اپنے بیٹے کے صبر پر ۴، رکعت نفل کے پڑھے اور بڑے پیار سے ان کا بوسہ لیا اور پھر ۲۱، بار دہرایا: یا شیخ عبدالقادر جیلانی ! یا شیٔ ﷲ المدد باذن اللہ " تو تب جا کر ننھے ولی نے دودھ پینا شروع کیا۔ لیکن پھر بھی وہ ایک دن دُودھ پیتے اور دو دن تک روزہ رکھتے آپ کا صبر اِسی وقت سے بالکل واضح نظر آتا تھا۔

ایک بار جب آپ کی دو سال کی عمر تھی، صبح کے وقت آپ کے والد مراقبے میں تھے کہ کسی چیز کے گرنے کی اُونچی آواز نے آپ کو چونکا دیا۔ آپ نے فوراً آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ ایک بڑا سانپ دو ٹکڑوں میں ان کے بچّے کے آگے پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فوراً ہی ماں کو جگایا، جنہوں نے کہا کہ "میں نے ابھی خواب میں اپنے بیٹے علی احمد صابر کو یہ کہتے سُنا کہ آج کے بعد کوئی بھی سانپ میرے اہلِ سلسلہ کو، یا میرے گھرانے کو، نہیں کاٹے گا کیوں کہ میں نے سانپوں کے بادشاہ کو مار ڈالا ہے' اور اس زمین کے باقی تمام زہریلے سانپوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے۔"

جب حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ چار سال کی عمر کو پہنچے تو آپ نے بولنا شروع کیا۔ جو پہلے الفاظ آپ کی زبان پر آئے، وہ

Marfat.com

تھے، ''لاموجود الّا اللہ''۔ آپ کے والد جو اس وقت ان کے پاس ہی کھڑے تھے، فوراً ہی سجدۂ شکر میں جا کے کہنے لگے: ''اے اللہ! میرے بیٹے نے آپ کے وجُود کی تصدیق سے بات کرنی شروع کی، اور آپ نے بھی اس پر اپنا دیدار عطا کر دیا۔

حضُور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ روزانہ کم از کم چھ (٦) مرتبہ سجدہ کیا کرتے تھے اور اکثر اوقات آپ کا وِرد ''لاموجود الّا اللہ'' ہوتا تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ بہت کم سوتے تھے، اور اکثر اوقات آپ چونک پڑتے اور آپ کے مُنہ سے بے ساختہ ''اللہ'' کی صدا نکلتی تھی۔ پورے دن میں کم از کم (٣، ٤) تین چار مرتبہ آپ کے چہرے کی رنگت گہرے سُرخ رنگ میں تبدیل ہو جایا کرتی تھی اور ایک غفلت سی طاری ہو جاتی تھی۔ انکی اس حالت میں اگر کوئی انہیں ہاتھ لگاتا تو وہ اپنے تمام بدن میں آگ اور بے چینی محسوس کرتا تھا۔ صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی یہ حالت لفظ ''الحمدُللہ'' سے ختم ہوتی تھی۔

جب آپ کے والد کا انتقال ہوا، حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ ایک سال تک خاموش رہے، اور جب کوئی ان کی پیشانی کو چُومتا تو اس شخص پر وجدانی کیفیت اور استغراق طاری ہو جاتا تھا۔ حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی ابتدائی زندگی بھی صبر اور شکر

Marfat.com

کی ایک مثال تھی۔ کئی کئی دن بغیر کھائے پیئے گزر جاتے تھے، لیکن وہ دونوں ماں بیٹے کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہیں لاتے۔

ایک بار ماں نے ایک برتن میں یونہی پانی ڈال کر چولہے پر رکھا ہوا تھا کہ ننھے صابر نے کچھ کھانے کے لئے مانگا۔ پھر جب بھی آپ کھانے کا تقاضہ کرتے، تو والدہ انہیں تسلی دیتے ہوئے کہتیں،

"تھوڑی دیر صبر کرو، کھانا ابھی تیار نہیں ہے۔"

مغرب کی نماز کے بعد حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا "میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتا، مجھے کھانا دے دیں چاہے وہ تیار نہ ہو" پھر آپ نے خود ہی برتن کا ڈھکن اٹھایا اور فرمایا: "چاول تو پک گئے ہیں، مجھے کھلا دیجئے۔" ماں کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی اور حضرت الوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ کو بلوایا جنہوں نے آپ کو ہدایت کی کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنے بھائی بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کر دیں کیوں کہ یہ اب باطنی تربیت کے لئے تیار ہیں۔ تو اس طرح تین سال میں حضرت صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ماموں سے اتنا کچھ سیکھا، جو دوسرے چھ (۶) سال میں سیکھتے ہیں۔

۶۰۳ھ ہجری میں حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سید علاؤالدین علی احمد صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کو خاندانِ

Marfat.com

علویہ، حنیفیہ کی بیعت میں داخل کر دیا۔ اس بیعت کے دوران سب جلیل القدر اولیاء موجود تھے۔ اس وقت حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کی عمر شریف صرف (۱۱) سال تھی۔ حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کو لنگر خانے کا ذمہ دار بنا دیا گیا جس میں تقریباً ۲۰۰ غرباء کو کھانا دیا جاتا تھا۔

حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ نمازِ اشراق کے بعد حجرے سے باہر آیا کرتے اور لنگر تقسیم کیا کرتے اور پھر مغرب کی نماز کے بعد باقی وقت وہ اپنے حجرے میں رہتے اور ذکر و فکر فرماتے۔ یہ حیران کن بات تھی کہ حضور صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لئے کبھی بھی لنگر سے ایک دانہ بھی نہیں لیا۔ آپ دُعائے نُور پڑھا کرتے تھے، جو بغیر کھانے کے انہیں سنبھالے ہوئے تھی۔

ایک دن بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بھانجے سے فرمایا کہ "مجھے مکاشفے سے معلوم ہوا ہے کہ کل پورا دن تم اپنے حجرے میں روتے رہے ہو۔ مجھے بتاؤ کہ کیا بات ہے؟" اس پر حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ "مجھے یہ رنج ہے کہ مجھ سے حُسنِ سلوک سلف کر لیا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے دُنیا سے علیحدہ کر دیا ہے۔ بندگانِ خُدا میں سے کوئی سوائے اولیاء اللہ اور رجال الغیب میرے پاس نہیں آئے گا، جو سلوک جذب سے کم نہ

Marfat.com

ہوگا۔ مگر جذب کی کیفیت تو ابھی سے غالب ہے، خدا خیر کرے آگے کیا حشر ہوگا۔"

حضور صابر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی شانِ جلالی اور قہاری ایسی تھی کہ بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ ہر ایک سے فرماتے کہ "صابر شمشیرِ برہنہ ہیں، جو بھی ان کے قریب جائے گا، وہ مارا جائے گا۔ جب آپ لنگر کے لئے باہر آئیں، کوئی بھی اُن کی آنکھوں میں نہ جھانکے۔ ورنہ وہ پھر خود ذمہ دار ہوگا۔" خود بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دو چھوٹے بیٹے اور ایک جوان بیٹا حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کے جلال کی نظر ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ اُن کی جوان دُلہن جو بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بیٹی تھیں، وہ بھی اپنے خاوند کے دل میں لگی آگ کو برداشت نہ کر سکیں۔

شادی کی پوری رات حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ حالتِ جذب میں تھے۔ جب آپ اس حال سے باہر آئے تو آپ نے اپنے حجرے میں ایک خاتون کو دیکھا، آپ نے اُس سے پوچھا "آپ کون ہیں؟" جب اُس نے جواب دیا کہ "میں آپ کی بیوی ہوں۔" تو آپ نے فرمایا کہ "خدا تو فرد ہے، اُسے زوج سے کیا کام؟" عین اُسی وقت ایک شعلہ زمین سے برآمد ہوا اور دُلہن کو خاکستر کیا۔

حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۲ سال، ۷ ماہ تک لنگر کے

Marfat.com

فرائض انجام دیئے۔ اور اس کے بعد آپ نے تعلیم باطنی حاصل کرنا شروع کی اور سلسلۂ چشتیہ میں بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے داخل ہوئے۔ سنہ ۶۵۰ ہجری میں حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے خواب دیکھا کہ: حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ عالم ملکوت سے عالم جبروت کو پہنچے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ عالیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ وہاں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کے داہنے شانے کو پیچھے سے بوسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ: "ھٰذا ولی اللہ"

پھر بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی عمل دہرایا، اسی طرح آپ کے مُرشد نے بھی۔ پھر وہ تمام ولی اور ملائکہ جو وہاں موجود تھے، اُن سب نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہ حضرت صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کی مُہرِ ولایت تھی۔ شروع میں آپ کو دہلی کی خلافت دی گئی۔ لیکن پھر آپ کے جلال کو دیکھ کر، اس کے بجائے آپ کو "کلیر" کی خلافت عطا کی گئی۔

یہ سنہ ۶۵۱ ہجری کی بات ہے کہ حضرت مخدوم صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ، علیم اللہ ابدال رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کلیر کے لئے روانہ ہو گئے۔ کلیر کا قیام راجہ کرم پال کے زمانے میں عمل میں لایا گیا تھا۔ اور

Marfat.com

کئی سالوں بعد کلیئر پال راجہ بنا اور اس جگہ کا نام اپنے نام پر رکھا۔ یہ جگہ ہندو مندر کا گڑھ تھی اور یہاں ہر قسم کی عیاشیاں جیسے جُوا اور شراب عام تھیں۔

لڑکیاں "قربانی" کے طور پر دیوتاؤں کو دی جاتی تھیں اور ستی عام رسم تھی۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس شہر کے بارے میں جانتے تھے اس وجہ سے حضور صابر صاحبؒ کو وہاں بھیجا گیا۔ جب حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو ان کا کشف تیز تر ہو گیا۔ ایک بار رئیسِ کلیئر نے چاہا کہ آپکو آزمائیں کہ آپ واقعی قطب ہیں۔ اس نے پوچھا "میرا بکرا کہاں چلا گیا ہے؟ وہ تین ماہ سے لاپتہ ہے۔ اگر آپ نے ہمارے بکرے کا اتا پتا بتا دیا تو ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔"

حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا: "او بکرے کے کھانے والو! باہر آجاؤ"۔ اچانک ۲۷ سہمے ہوئے آدمی سامنے آئے، لیکن وہ ماننے سے گھبرا رہے تھے۔ سب کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے بکرے کا نام لے کر آواز دی، یعنی "حرمانہ" تو ان سب ۲۷ لوگوں کے پیٹ سے آواز آئی، اس لئے ان سب نے اپنے جرم کا اعتراف کیا۔

حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ نے کئی اور کرامات دکھائے آپ نے اپنا خلافت نامہ بھی دکھایا، لیکن لوگ انہیں ماننے سے

Marfat.com

گریز کرتے رہے۔ تو پھر کلیئر میں کئی چھوٹے زلزلے آئے جن کو لوگوں نے حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کی جادوگری سمجھا۔ گستاخی اس قدر بڑھ گئی کہ ایک دن آپ کو مسجد میں مجبور کیا گیا کہ آپ امام کی جگہ کو چھوڑ دیں اور آپ کو دھکے دے کر مسجد سے باہر نکال دیا گیا۔ عین اُسی وقت آپ نے مسجد کو حکم دیا کہ وہ رکوع میں جائے، اور جب مسجد نے ایسا ہی کیا تو اُس کے ساتھ ہی پورا شہر زلزلے کے جھٹکے سے لرز اُٹھا۔ لوگ آپ کے مکان کے گرد معافی کے لئے جمع ہوئے۔

لیکن حضور صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کے جلال نے اُس جگہ کو چھوڑنے پر مجبور کیا اور آپ ایک درخت کے قریب آ کے کھڑے ہو گئے۔ ساری مخلوق جانتی تھی کہ کیا ہونے والا ہے۔ تو چار چیزوں نے اُن کے جلال سے پناہ مانگی۔ یہ چار چیزیں۔ ۱: گولر کے درخت نے۔ ۲: اُس فاختہ نے جو اس درخت پر رہتی تھی۔ ۳: زمین کے اس چھوٹے ٹکڑے نے اور ۴: سیدنا امام الدین رحمتہ اللہ علیہ کے مزار نے۔

اُن چار چیزوں کے لئے دُعا کرنے کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے گولر کے درخت کی ایک شاخ کو اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑا، اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی کو بند کیا اور اپنی شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کیا۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور استغراق میں

Marfat.com

چلے گئے۔ عین اسی وقت زمین سے آگ اُگلنے لگی جو آپ کے اِرد گرد پھیل گئی۔ یہ آگ کئی روز تک جلتی رہی، اطراف میں ۱۲ کوس تک پھیلتے ہوئے اس طرح درخت، انسان اور مکانات اس آگ میں جل گئے۔

اور اس طرح مظہرِ جلالِ خداوندی نے دُنیا کو دکھا دیا کہ: بے شک اللہ سب سے زیادہ قوّت والا ہے اور سب سے زیادہ شان والا ہے۔

حضور صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ، اللہ کے وہ خوبصورت ولی تھے جن کا عشقِ حقیقی اس طرح شدید تھا، جس نے اپنے شعلے سب کو دکھائے۔ جو سب کو ہمیشہ محسوس ہوتے رہیں گے، جو جمال و جلال کے بھید کو سمجھتے ہیں۔

میرے صابر کرم ہو نگاہِ کرم
آپ کا ہوں مجھے بھی نباہ لیجئے
صدقہ پنجتن کا ہو نگاہِ کرم

Marfat.com

حضرت بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو دونوں عالمین کا ربّ ہے، جس نے محبّت کو پیدا کیا اور پھر پوری کائنات کو اس محبت سے فیضیاب کیا، جو یہ بھی جانتا ہے کہ دل کے اندر خاموشی کا کیا مطلب ہے۔

درُود و سلام اللہ کے نُور، اُس کے محبوب اور کائنات کے نازک ترین دل پر، وہ جو محبّت کی زبان جانتے ہیں اور اُن سب لوگوں کو سکھلاتے ہیں جو اُن کے ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے، سلامتی ہو دلوں کی نزاکت پر اور اعمال کے خلُوص پر، اُن پر جن کی زبانوں پر دوسروں کے لئے مہربانہ الفاظ اور ذہنوں میں مہربانہ خیالات ہوں۔

رحم دلی کیا ہے؛ آپ دوسروں کے لئے اچھے اخلاق اور رحم دلی کے اظہار کو کس طرح بیان کریں گے؛ "لُغت (آکسفورڈ ڈکشنری)

Marfat.com

کے مطابق یہ، نرمی، شفقت اور مروّت کا عمل ہے" یعنی جب آپ اپنے اِرد گرد لوگوں کے لئے نرم ہوں اور سب کے لئے فکر مند ہوں، اور سب کا خیال رکھتے ہوں۔ یہ وہ سبق ہے جو تمام مُسلمانوں کو سکھایا جاتا ہے، کہ سب کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں۔ کیوں کہ اسلام ایک نہایت ہی نرم اور مہربان مذہب ہے جو سب کا خیال رکھتا ہے، چاہے کوئی بوڑھا ہو یا جوان، گورا ہو یا کالا، مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد۔ سب اللہ کی نظر میں برابر ہیں، اور سب ایک دوسرے سے مہربانی کے حق دار ہیں۔

اگر کوئی اس کو نہیں جانتا اور دوسروں سے مہربانی سے پیش نہیں آتا، پھر اُس شخص کو اپنے رب سے رحم کی اُمید نہیں رکھنی چاہیئے۔ کسی سے مہربانی کے چند الفاظ کہنے میں کتنا خرچہ لگتا ہے، یا دوسروں کے ساتھ خوش دلی سے پیش آنے میں کتنا وقت لگتا ہے۔

دوسروں کے لئے آپ کی زبان سے ادا شُدہ چند خُوشگوار جُملے اور دل سے نکلے ہمدردی کے جذبات کے اظہار میں آپ کا زیادہ مال یا وقت خرچ نہیں ہوتا ہے۔ دراصل آپ کے چہرے پر آئی ایک مُسکان اور چند دل خُوش کُن باتیں، اُن سب کو خوش کرنے کے لئے کافی ہیں جو آپ کے اطراف موجود ہیں۔ آپ

Marfat.com

کا نرم اور خوشگوار لہجہ کسی کے دن کو روشن کر سکتا ہے اور اُسے اُداسی سے نکال سکتا ہے۔

اچھے اخلاق اہلِ جنّت کا شیوہ ہیں جس کا مظاہرہ وہ اِس دُنیا میں بھی کرتے ہیں۔ جب کہ اس کے مقابلہ میں بداخلاقی، سخت زبان، نازیبا باتیں اور دوسروں کے لئے بدنیّتی، یہ سب شیطان کے طریقے ہیں، جو وہ اپنے ساتھیوں کو سکھاتا ہے۔ اب یہ آپ پر ہے کہ آپ کس سے نسبت رکھنا چاہتے ہیں: اہلِ جنّت سے یا ابلیس کے ساتھیوں سے۔

بے رحمی، دراصل انا کی ایک خصوصیّت ہے، یعنی جب کوئی شخص اپنی ذات کے خول میں محدود رہتا ہے، اور اُس سے باہر دیکھنے سے قاصر رہتا ہے، اور اپنی ناک سے آگے نہیں دیکھتا۔ اُس کے خیالات اور اُس کے اعمال صرف اپنے لئے ہوتے ہیں اور وہ اپنے سوائے کسی اور کو پسند نہیں کرتا۔ چونکہ اُسے صرف اپنی ہی غرض ہے، اسی لئے اس کے خود غرضانہ روّیے کے باعث کبھی کبھی اُس کے مُنہ سے دوسروں کے لئے نازیبا الفاظ نکلتے ہیں۔ ہر ایسا لفظ جو غیر ہمدردانہ اور سخت ہو، بولنے والے کے دل کو سخت تر اور تنگ تر کرتا ہے۔

اور اگر ایسے لوگ توبہ نہیں کرتے، تو اُن کی نیکیاں رفتہ رفتہ

Marfat.com

مِٹنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اسے آپ ایک مثال سے سمجھئے۔ فرض کیجئے کہ آپ کوئی میٹھی چیز پکا رہے ہیں اور آپ اس میں بہت زیادہ دُودھ، چینی اور کچھ مزیدار میوے اور بادام ڈالتے ہیں تاکہ وہ زیادہ مزیدار ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ اس میں کریلے کا ایک چھوٹا ٹکڑا بھی ڈال دیں، تو آپ کے خیال میں آپ کی اس محنت کا کیا نتیجہ نکلے گا؛ آپ کا یہ میٹھا پکوان کریلے کی تلخی سے برباد ہو جائے گا۔ اور بلا شبہ ایسے پکوان کو کون کھانا پسند کرے گا؛

یہی طریقہ کار آپ کے اعمال نامے کا ہے: ہر روز جب آپ کا اعمال نامہ آپ کے رب کے سامنے پیش کیا جاتا ہے، جس میں اُس دن آپ کا کیا ہوا ہر عمل لکھا ہوا ہوتا ہے۔ آپ کے تمام نیک اعمال سنہرے حروف میں لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور تمام بُرے اعمال کالے حروف میں۔ لیکن وہ ایک ایسی سیاہی سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں جس سے ایک ناخوشگوار بُو نکلتی ہے۔ جو کہ بد اخلاق اور تکلیف دہ الفاظ سے نکلتی ہے، جو اُس شخص نے اس دن جان بُوجھ کر بولے ہوں گے۔

اعمال کا یہ پرچہ آسمان کی طرف نہیں اُٹھایا جاتا۔ ظاہر ہے کہ یہ کیسے کیا جا سکتا ہے، جب کہ آپ کا اللہ، پاک اور لطیف ہے، وہ ان چیزوں کو پسند کرتا ہے جو پاک اور لطیف ہیں۔ اب

Marfat.com

چاہیے آپ نے اُس دن کتنے ہی نیک اعمال کئے ہوں، کتنی ہی خیرات آپ نے کی ہو، یا آپ نے کتنے ہی نوافل پڑھے ہوں تاہم یہ آپ کے کسی کام نہیں آئیں گے محض اس لئے کہ آپ نے اپنے سخت الفاظ یا نامناسب رویّے سے کسی کا دل توڑا ہوگا۔

آپ کے پورے دن کے نیک اعمال کو آپ کے الفاظ کی تلخی برباد کر دیتی ہے۔ کاش آپ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہوتی، اپنے پیارے رؤف الرحیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ہوتی۔ جو رحمتہ اللعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "بے شک اللہ کے رسُول کی صورت میں ایک بہترین نمونہ موجود ہیں۔"

آپؐ کے اعلیٰ اخلاق کی قوّت و شان کے بارے میں قرآن بھی گواہی دیتا ہے کہ: وانك لعلیٰ خُلقٍ عظیم (یعنی آپ کا اخلاق اعلیٰ ترین درجہ کا ہے)۔ وہ جو ہر وقت دوسروں کی بھلائی چاہتے تھے، اور اپنے دشمنوں کے لئے بھی رحمت تھے۔ اور جنھوں نے اپنی اُمّت کو صبر اور تحمل کا درس دیا تھا۔ تو پھر آج کیوں اُمّت نے ان تمام تعلیمات کو فراموش کر دیا ہے۔ وہ کیوں یہ بھول گئے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب ہمدردی اور اچھے اخلاق کے علمبردار

Marfat.com

تھے۔ اُس دور کے مُسلمان جہاں کہیں جاتے وہ اپنے رویّے، خُوش اخلاقی اور شاندار انسانی اقدار سے لوگوں کے دل تبدیل کر دیتے۔ اسلام دراصل انہی پاک طینت مومنین کی خوبیوں کی وجہ سے پھیلا۔ کیوں کہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اُن تعلیمات کو نہیں بھُولے جو اُن کے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی تھیں۔

تیرا جوہر ہے نُوری، پاک ہے تُو
فروغِ دیدۂ افلاک ہے تُو
تیرے صیدِ زبوں فرشتہ و حُور
کہ شاہینِ شاہِ لولاکؐ ہے تُو

(تُو جوہرِ نُوری ہے، اور تُو ہر لحاظ سے پاک ہے، تو آسمانوں کی آنکھ کا تارا ہے، فرشتے اور حُوریں تیرے معمولی شکار ہیں، اس لئے کہ تُو شاہِ لولاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پالا ہوا شاہین ہے)۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حِلم و کرم اور آپ کی خوش اخلاقی نے آپؐ کے سچے اطاعت گزاروں کے دلوں پر مستقل نقوش چھوڑے ہیں۔ ہر ولی جب اس دنیا میں داخل ہوتا ہے تو اُن کی پیٹھ پر مُہرِ ولایت لگی ہوئی ہوتی ہے۔ جس کے معنی ہیں

Marfat.com

کہ وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر ہیں۔ حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے شیریں مُسکراتے ہوئے اطوار، حضرت فریدالدّین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کا میٹھا طرزِ حیات، حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی نرم دِلی، اورحضرت صابر پیا رحمتہ اللہ علیہ کا باطل کے خلاف جلال اورحق کی طرف اُن کی نرمی، یہ سب ظاہر کرتے ہیں کہ ان چشتی بزرگوں کے رنگ بہت ہی نمایاں تھے، اور وہ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ نُما عکس تھے۔

انہوں نے اپنی زندگیاں فقروصبر میں گزاریں، مگر انہوں نے کسی وقت بھی اپنی محبّت اوروں پر نچھاور کرنے سے گریز نہیں کیا۔ اگر آپ اُن کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو آپ کو واضح طور سے معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے اپنے وقتوں کی سختیوں اور مُشکلات کو برداشت کیا تھا محض اس لئے کہ اُمّتِ مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وسلم امن وسکُون کی زندگی بسر کر سکیں اور صحیح راہ پر قائم رہیں۔

حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ بھی ایک جلیل القدر چشتی بُزرگ تھے جن کے نام کے ساتھ فکر کی نشانی چسپاں تھی، آپ رحمتہ اللہ علیہ کو "کاکی" کہا جاتا تھا کیوں کہ آپ کی زندگی

Marfat.com

میں آپ کا توکّل اللہ پر اتنا بڑھا کہ جب کبھی لوگ آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتے، تو آپ اُسے کبھی قبول نہیں کرتے۔ کبھی کبھی آپ ایک بنیئے سے کچھ قرض لیتے تھے، لیکن ایک دن آپ نے دل میں کہا: "قرض لینا تو اچھا نہیں ہے، اس لئے آج کے بعد میں ایسا نہیں کروں گا۔"

اگر آپ اُن کی حالت پر غور کریں گے تو آپ کہیں گے کہ اس طرح کا توکّل کرنا ممکن نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شب و روز اُمت کے لئے کام کرنے میں بسر کرتے تھے، یعنی لوگوں کو دینِ اسلام کی جانب راہنمائی کرنا اور آپ نے خود پر پابندی لگائی کہ آپ کبھی قرض نہ لیں گے اور نہ ہی نذرانہ قبول کریں گے۔ تو سوال اُٹھتا ہے کہ وہ اپنے اور اپنے گھرانے کی گزر بسر کس طرح فرماتے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب انہوں نے خود کو اللہ کے سپرد کر لیا تو اللہ کیوں نہ اُن کا خیال رکھتا۔ ہر روز ایک عجیب بات ہونے لگی، یعنی ہر روز اللہ کے حکم سے ایک بڑی روٹی آپ کی جائے نماز کے نیچے سے نکلنی شروع ہو گئی۔ وہ روٹی اتنی بڑی تھی کہ سب اہلِ خانہ اُس میں سے اُس وقت تک کھاتے جب تک سیر نہ ہو جاتے۔ جب آپ کے اِرد گرد کے لوگوں کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کو بختیار کاکی کہنا شروع کیا۔ کاکی کا مطلب "روغنی روٹی" ہے۔

حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی پیدائش اوش میں ہوئی تھی لیکن جب آپ کی عمر بمشکل ڈیڑھ برس کی تھی تو، آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ نے ایک پڑوسی سے کہا کہ بچّے کو کسی اچھّے مکتب میں داخل کریں۔ یہ ایک سچّی حقیقت ہے کہ اللہ کے ہر ایک کارندے کو اُن کی زندگی کے ابتدائی دنوں سے ہی تربیّت دی جاتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ اُن میں سے اکثر کو مُشکلات اور غیر معمولی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اُن کی نگرانی ہر وقت اللہ خود ہی کرتا ہے۔ یہی معاملہ حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ بھی ہوا۔

جب وہ پڑوسی آدھے راستے پر پہنچا تو اس کی مُلاقات ایک بزرگ سے ہوئی، جنہوں نے ننھّے قطب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کہ "میں اس بچّے کو بہترین اُستادوں کے پاس لے جاؤں گا۔" اور اسی طرح وہ وہاں سے چل کر حضرت ابوحفص رحمتہ اللہ علیہ کے مکتب پر پہنچے اور اُن سے کہا کہ وہ بچّے کا خاص خیال رکھیں کیوں کہ یہ ولی اللہ ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بزرگ دراصل حضرت خضر علیہ

Marfat.com

السلام تھے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ ایک مادرزاد (پیدائشی) ولی تھے۔ کیوں کہ جب یہ پیدا ہوئے تو پورا گھر ایک روشنی سے جگمگا اُٹھا تھا جس سے اُن کی والدہ بہت حیران ہوئیں۔ پھر آپ کی والدہ نے ایک آواز کو یہ کہتے سُنا کہ "آپ کو جو روشنی دکھائی دے رہی ہے، یہ وہ روشنی ہے جس سے میں نے آپ کے بچّے کے قلب کو روشن کیا ہے"۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کو قرآن کے ۱۵ پارے باقاعدہ تعلیم شروع کرنے سے پہلے ہی یاد تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "جس وقت میں ماں کے شکم میں تھا تو وہ یہ ۱۵ پارے تلاوت کرتی تھیں، جنہیں میں نے اس وقت یاد کرلئے تھے، جب میں ابھی اس دُنیا میں نہیں آیا تھا" جب حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا مکتب شروع کیا تو آپ نے پورا قرآن صرف ۴ دن میں سیکھ لیا۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ بغداد تشریف لے گئے، تو آپ کی ملاقات حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمتہ اللہ علیہ سے ہوئی۔

آپ کو حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ احدالدین کرمانی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ محمد اصفہانی ... سے فیض ملا۔ لیکن

Marfat.com

حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ ہی تھے جنہوں نے آپ کو خرقہ عطا فرمایا اور آپ کو منصبِ ولایت پر فائز کیا۔ اُس وقت حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کی عمرِ مُبارک ۱۷ سال تھی۔ یہ خرقہ درحقیقت حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے عطا کیا گیا تھا جو چالیس دنوں سے رُوحانی طور سے معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے فرما رہے تھے کہ: " اے معین الدین! قطب الدین، خُدا کا دوست ہے، اُس کو تم اپنا خرقہ دے دو"۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کو دہلی کی ولایت عطا کی گئی جہاں آپ نے کچھ عرصے تک حضرت شیخ بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ قیام کیا۔ اپنی کتاب "فوائد السالکین" میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی، اوشی، چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے چند حیرت انگیز واقعات کا ذکر کیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اُن لوگوں کے لئے بھی بصیرت کی باتیں چھوڑی ہیں، جو اللہ کی راہ کے سالکین ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ: "اہلِ سالک میں یہ چار صفات ہیں، یعنی طعام کم، نیند کم، کلام کم، اور لوگوں سے ملن کم"۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ایک مرتبہ میں اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ ٹہلنے کے لئے ایک ندی کے قریب پہنچے۔ پھر ہم ندی کے کنارے بیٹھ گئے۔ اُس وقت ہم کو شدید

Marfat.com

بھوک محسوس ہوئی، لیکن کہیں سے کھانا حاصل کرنا ناممکن تھا۔ عین اُسی وقت ہم نے ایک بکری کو اپنی طرف آتے دیکھا جو دو روٹیاں اپنے مُنہ میں پکڑے ہوئے تھی، جو اُس نے ہمارے سامنے رکھ دیں اور چلی گئی۔ ہم اس پر حیران ہوئے اور اُسے مردانِ غیب قرار دیا۔"

"پھر ہم نے ایک بچھو کو دیکھا جو اُونٹ جتنا بڑا تھا، جو ہمارے سامنے سے دوڑا اور پھر ندی میں کُود پڑا اور تیرنے لگا۔ ہم نے اُس کا پیچھا کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن وہاں کوئی کشتی نہیں تھی۔ اس لئے ہم نے اللہ سے دُعا کی کہ "اے اللہ! اگر ہم درویشی میں کامل ہو چکے ہیں تو دریا کو حکم دیں کہ وہ ہمیں راستہ دے" تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ بچھو کہاں گیا۔"

"اس طرح دریا کے دو حصّے ہو گئے اور ہم اُس کی خُشک زمین سے ہوتے ہوئے دوسری طرف پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے بچھو کو دوبارہ دیکھا، جو ایک شخص تک پہنچا تھا جو ایک درخت کے سائے میں سو رہا تھا۔ وہاں ہم نے ایک بڑے سانپ کو اُس درخت سے نیچے اُترتے دیکھا جس پر بچھو نے حملہ کر کے اُسے مار دیا۔ اُس کے بعد بچھو بھاگ گیا۔"

"عین اُسی وقت وہ شخص جاگ اُٹھا۔ ہم نے سوچا کہ یہ شخص جس کو اللہ نے بچایا ضرور کوئی بزرگ ہو گا۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر مایوسی

Marfat.com

ہوئی کہ جب ہم اُس کے قریب پہنچے ہم نے دیکھا کہ وہ ایک شرابی تھا۔ ہم شرمندہ ہوئے اور سوچنے لگے کہ "اللہ نے ایسے آدمی کو کیوں بچایا؟" ابھی یہ خیال ہمارے دلوں میں پورا داخل ہی نہ ہوا تھا کہ غیب سے آواز آئی جو کہہ رہی تھی کہ "اے عزیزو! اگر ہم صرف پرہیز گار اور صالح آدمیوں کو بچائیں تو گنہگاروں کو کون بچائے گا؟"

"جب شرابی کو احساس ہوا کہ کیا واقعہ پیش آیا تھا اُس نے فوراً ہی توبہ کی اور اللہ کا ایک عاشق بن گیا جس نے اُس کے بعد ۷ ننگے پیر حج کئے"۔ حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ "جب لطفِ الٰہی کی نسیم چلتی ہے تو لاکھوں شرابیوں کو صاحبِ سجدہ بنا دیتی ہے اور بخشش دیتی ہے۔ اور خدا نہ کرے اگر قہر کی ہوا چلے تو لاکھوں سجدہ نشینوں کو راندۂ درگاہ بنا دیتی ہے۔ اور سب کو شراب خانوں میں داخلہ دیتی ہے۔ پس! اے بھائی! اس راہ میں بے غم نہیں ہونا چاہیئے۔ اس واسطے کہ اس راہ میں کامل سلوک والے ہر وقت فراق کے ڈر اور خوف سے حیران اور غمگین رہتے ہیں، کیوں کہ کسی کو نہیں معلوم کہ کس طرح ہوگا"۔

ایک اور جگہ فرمایا کہ "اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اُسے محبت ہے، لیکن مشکل کے وقت شکایت کرتا ہے، تو پھر وہ سچا

Marfat.com

دوست نہیں ہے۔ کیوں کہ سچی دوستی کا مطلب یہ ہے کہ دوست کی طرف سے جو کچھ بھی آئے، وہ انسان کو قبول کرنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے اس کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اُس نے اُسے آخر یاد تو کیا۔"

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے پھر فرمایا کہ "حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا کا طریقہ بھی یہی تھا، جب کبھی کوئی بلا آن پڑتی تو وہ خوش ہوتیں کہ آج میرے دوست نے مجھے، یعنی اس بڑھیا کو یاد کیا ہے۔" لیکن جب کوئی دن کسی مصیبت کے بغیر گزر جاتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہا فرماتیں کہ "مجھ سے کیا خطا ہوئی ہے کہ آج میرے دوست نے مجھے یاد نہیں کیا ہے۔"

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ: "وہ دل جس میں خوفِ الٰہی ہوتا ہے اُسے پاش پاش کر دیتا ہے۔" آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "ایک بار حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ بیمار پڑ گئے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ایک طبیب کو بُلوایا جو آتش پرست تھا لیکن جیسے ہی اُس طبیب نے اُس ولی کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھا، وہ چیخ کر نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ بعد میں جب وہ ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ "سبحان اللہ! دینِ محمدی میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے دل خوفِ الٰہی میں پاش پاش ہیں۔"

Marfat.com

پھر اُس نے کلمہ پڑھا اور اسلام میں داخل ہو گیا۔ جب یہ خبر ہارون الرشید کو پہنچی تو اس نے کہا کہ "میں نے سمجھا تھا کہ میں نے ایک طبیب کو مریض کے پاس بھیجا تھا مجھے کیا پتہ تھا کہ ہیں نے ایک مریض کو طبیب کے پاس بھیجا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ: "حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ روزانہ دو بار قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ اور انہیں مال وزر کی رغبت نہیں تھی۔"

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے: شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ۔ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ: ایک مرتبہ حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ نے اوش سے دہلی کی طرف سفر کیا۔ راستے میں آپ نے ایک مسجد کے قریب قیام کیا جس کا صرف ایک مینار تھا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ جانتے تھے کہ اگر کوئی چند نوافل پڑھ کر دُعا مانگے، تو اس کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہو سکتی ہے۔ نوافل کے وقت آپ نے یہی کیا، لیکن آپ کو کوئی نظر نہیں آیا۔ دل برداشتہ ہو کر جب آپ مسجد سے باہر نکل آئے تو آپ کو ایک نُورانی چہرہ والے بزرگ نظر آئے جو فرما رہے تھے: "آپ یہاں کیا کر رہے ہیں"؟ جب خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا مقصد بیان

Marfat.com

کیا، تو بزرگ نے فرمایا: "کیا آپ کو دُنیا کی طلب ہے؟" خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا: "جی نہیں" اس پر بزرگ نے فرمایا: "تو پھر آپ خضر علیہ السلام سے ملنا کیوں چاہتے ہیں؟ وہ بھی آپ کی طرح ہر طرف گھومتے پھرتے ہیں لیکن اس شہر میں ایک ایسے شخص موجود ہیں جو ہمہ وقت عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ اللہ کے لئے اُن کی محبّت اس قدر زیادہ ہے کہ خضر بھی اُن سے سات بار ملنے گئے، لیکن اُن کی عبادت کی وجہ سے وہ اُن سے نہیں مل پائے۔"

پھر عین اُسی لمحے ایک اور نُوری بزرگ نمودار ہوئے۔ پہلے بزرگ نے حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر اُن بزرگ سے کہا کہ: "یہ شخص آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ یہ دُنیا کے طالب نہیں ہیں، اور نہ ہی ان پر کوئی قرضہ ہے۔ یہ بس آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔" تب جا کر حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو معلوم ہوا کہ پہلے والے بزرگ ایک فرشتہ تھے اور دوسرے حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

ایک اور واقعہ ہے جو ہمیں اس چشتی ولی کی عظمت سے آشنا کرتا ہے۔ ایک مرتبہ سُلطان شمس الدین التمش نے چاہا کہ دہلی کے لوگوں کے لئے ایک حوض تعمیر کریں، تاکہ وہ کبھی بھی پانی کی

Marfat.com

قلت کا شکار نہ ہوں۔ رات کو انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو گھوڑے پر سوار تھے اور فرما رہے تھے، کہ :"شمس الدین! اگر تم ایک حوض تعمیر کرنا چاہتے ہو تو اس جگہ تعمیر کراؤ جہاں ہم کھڑے ہیں"۔

جب صبح بادشاہ نیند سے بیدار ہوا تو بے حد خوش تھا انہوں نے فوراً ہی خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بلوایا تاکہ انہیں اپنی اس زیارت کے بارے میں بتا سکیں لیکن خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کشف کے ذریعے اس خواب کے بارے میں پہلے ہی سے جانتے تھے، اس لئے انہوں نے بادشاہ سے بس اتنا فرمایا کہ "مجھ سے بس اس مقام پر ملنا جہاں کی نشاندہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمائی تھی"۔

اور جب بادشاہ اُس مقام پر پہنچے تو اُن کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب انہوں نے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو عین اسُی جگہ نماز ادا کرتے پایا اور گھوڑے کے قدم کا ایک نشان بھی پایا، جس سے پانی نکلنا شروع ہو چکا تھا۔ یہ حوض آج دن تک وہاں موجود ہے۔ یہ ۱۴ ربیع الاوّل سال ۶۳۴ ہجری کا دن تھا، جب یہ چشتی آفتاب دُنیا سے پردہ فرما گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی خلافت حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے فرمائی۔ یہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ تھے، جنہوں نے اپنے

Marfat.com

مرشد کے مرشد کے مزار شریف کی زیارت کرتے وقت سوچا تھا کہ "میں نہیں جانتا کہ آیا حضرت بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کو میری حاضری کا علم ہے یا نہیں؟"

اُن کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے مزار شریف پر پہنچتے ہی خود اپنی آنکھوں سے خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا جو اپنے مزار کے قریب بیٹھے یہ شعر پڑھ رہے تھے:

"مجھے بالکل اپنی طرح زندہ تصوّر کر: اگر تو میرے پاس جسم سے چل کر آؤ گے، تو میں بھی جان سے چل کر آؤں گا۔"

سلامتی ہو اللہ کے تمام ولیوں پر، بالخصوص جملہ چشتی اولیاء پر اور اُن کے تمام عاشقوں پر۔ آیئے سب مل کر دُعا کرتے ہیں: "اے اللہ کریم! سُبحَانَ الکَرِیمُ الاَکرَم۔"

اے اللہ کریم! سب تعریفیں آپ کے لئے ہیں جو فیاضی میں سب سے عظیم فیاض ہیں۔ اے اللہ کریم! حمد و ثنا ہو آپ کے لئے، جو سب کچھ جاننے والے خالق ہیں یا سبحان الخالق العلیم! یا اللہ کریم، نُورِ ہدایت کو پانے میں ہماری مدد فرمائیں، تاکہ ہمارے دل منوّر ہو جائیں۔ اے اللہ کریم! آپ سب سے بڑے معاف کرنے والے ہیں۔ ہمارے گناہ اور ہماری زیادتیوں کو معاف فرما، چھوٹی یا بڑی، ظاہری یا پوشیدہ جو ہم سے دانستگی

Marfat.com

یا نادانستگی میں سرزد ہوئی ہوں اپنے کرم اور فضل کے صدقے۔

اے اللہ کریم! اپنی بے پناہ رحمت کے حصول میں ہماری مدد فرمائیں۔ اے اللہ کریم! ہمارے دلوں کو اپنے اُس فضل سے خوشی عطا کریں، جو آپ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں عطا کی ہے۔ اے اللہ کریم! جب تک آپ کی رضا سے ہم اس دُنیا میں رہیں، ہماری نصرت فرمائیں اور ہمیں تباہی اور بربادی سے بچائیں اور ہمارے نیک اعمال کو قبول فرمائیں۔

اے اللہ کریم! ہماری عبادتوں اور ریاضتوں کو قبول فرمائیں۔ اے اللہ کریم! ہمارے دلوں سے دُنیا کی رغبت کو دُور فرما۔ اے اللہ کریم! ہماری اُمیدوں کو اپنے دامن سے جُڑی رہنے دیں۔ اے اللہ کریم! آپ ہی ہیں جو ہماری ساری کوتاہیوں کو چھُپاتے اور معاف کر دیتے ہیں۔

آپ ہی سب سے بڑا عطا کرنے والے ہیں، رحم کرنے والے ہیں اور بخشش دینے والے ہیں۔ آپ رؤف الرحیم ہیں۔ اپنی بے کنار رحمت اور اپنے کرمِ کامل کو ہم پر غالب ہونے دیں اور فردوسِ بریں کی طرف ہماری رہنمائی فرمائیں۔ اپنے محبوب مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے۔

آمین!

Marfat.com

۴؍ مارچ ۲۰۱۱ء (۱۵۹)

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس نے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا جو زمین اور آسمانوں کے درمیان موجود ہیں۔ جس نے روشنی کو پیدا فرمایا اور ساتھ ہی تاریکی کو بھی۔ جس نے ذہن کے ساتھ دل کو بھی پیدا کیا۔ وہ بے شک وہی ہے، واحد و اَحَد جو ذہن کو روشنی بخشتا ہے، اور دل سے تاریکی کو نکال دیتا ہے۔

درود و سلام نبی اُمّی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جنہوں نے دُنیا کو اللہ کا کلام سکھایا۔ اور سب کو حق و بصیرت کی تعلیم دی۔ لیکن یہ فقط محبوبین ہیں جنہوں نے حق و بصیرت کے اس علم سے استفادہ کیا۔

—— ○ ——

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے اور آپ کے پیاروں کے لئے، اور سلامتی ہو اُن دلوں کے لئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو جذب کرتے ہیں اور انہیں پوری دُنیا میں پھیلا دیتے ہیں۔

Marfat.com

کیا آپ آج کل وقت کی رفتار کو محسوس کر رہے ہیں ؟

ایسا لگتا ہے کہ یہ "قلتوں" کا وقت ہے۔ یعنی وقت کی قلت۔ محنت سے کمائے ہوئے پیسے کی قلت اور اچھے اخلاق کی قلت۔ ہر آدمی بہت کچھ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ کسی کے پاس یہ سب کچھ کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے کچھ لوگوں نے گزرا وقت دیکھا ہو۔ اور دل میں ایک تمنّا رکھتے ہوں کہ کاش وہ وقت لوٹ کے واپس آئے۔

وہ ایسا زمانہ تھا کہ ہر ایک کے پاس، ہر کام کرنے کے لئے وقت ہوا کرتا تھا۔ کیوں کہ ترقّی پانے کے لئے نفسا نفسی نہیں تھی۔ دنیا میں سب سے بہترین کے حصول کے لئے مقابلہ بازی نہیں تھی۔ دوسروں کی قیمت پر معاشرے میں بلند مقام حاصل کرنے کی جستجو نہیں تھی۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کہیں کہ وہ زمانہ صاف ستھرے وقتوں کا زمانہ تھا۔ جب رشتوں کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ جب ماؤں کو اپنے بچّوں کو دینے کے لئے وقت ہوتا تھا اور بچّوں کے پاس والدین یا بڑوں کے لئے وقت ہوا کرتا تھا۔ وہ زمانہ جب ہوا اور فضا صاف تھی، غذا خالص تھی۔ جب اقدار اور محبّت سچے ہوا کرتے تھے، یہ وہ زمانہ تھا جب سب کے لئے سچّی خوشی اور خلوص عام تھا۔

Marfat.com

اس عالمِ بے فکری کی اصل وجہ یہ تھی کہ اُس وقت لوگوں کی خواہشات محدود تھیں۔ طلب کم تھی اور اُس دور کے لوگوں میں دُنیا کی طمع کم تھی۔ چونکہ اُس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں دُنیا کی چاہت کم تھی۔ اس لئے اللہ کی راہ پر چلنے کی خواہش زیادہ پُر زور تھی۔ اُس وقت کے لوگ اللہ کے پیغام کو توجہ سے سُنتے تھے اور اُس کے قہر سے زیادہ ڈرتے تھے۔ وہ دنیا کو ہمیشہ ایک عارضی قیام گاہ سمجھتے تھے؛ اور انہیں امن وسکون صرف اللہ کا نام لینے سے ملتا تھا۔

اس دنیا میں آپ کی زندگی ایسی ہے جیسے کہ آپ ایک ایسی ٹرین میں سفر کر رہے ہوں جو کئی اسٹیشنوں پر رُکتی ہے۔ آپ ہر اسٹیشن پر کئی نئے لوگوں سے مل سکتے ہیں، اور اُن میں سے کئی لوگ دوسری منزلوں کے لئے ٹرین کو چھوڑ بھی سکتے ہیں۔

لیکن آپ کو ایسا مُشکل سے نظر آئے گا کہ کوئی بھی اِن اسٹیشنوں کو اپنی مستقل قیام گاہ بنانا چاہے۔ یہ ٹرین دیر تک کبھی نہیں رُکتی کیوں کہ اِسے تو اپنے مقررّہ وقت کے اندر اپنے سفر کو مکمل کرنا ہے۔ انسان کا سفر اُس وقت ختم ہوتا ہے جب وہ اپنی آخری سانس لے چکتا ہے۔ یہ اسٹیشن اس کی زندگی کے مختلف مرحلے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ اس کا بچپن، اس کا لڑکپن،

Marfat.com

جوانی، اُس کی اَدھیڑ عمر اور اُس کا بڑھاپا۔

زندگی کے ہر موڑ پر اُس کو نئے چہرے دیکھنے کو ملیں گے لیکن اُسے اپنے پرانے دوست اور احباب بھی چھوڑنے پڑتے ہیں۔ جس طرح آپ اس مثال سے دیکھ سکتے ہیں کہ ٹرین کسی بھی اسٹیشن پر دیر تک نہیں رُکتی، اس کے معنی یہ ہیں کہ زندگی کا ہر ایک دور زیادہ دیر کے لئے نہیں ہے۔ اسے بالآخر آگے بڑھنا ہی ہے۔ اس کا بچپن، جوانی یا ادھیڑ عمر زیادہ عرصے تک رہنے والی نہیں۔ اس امر میں دیر نہیں لگے گی جب اُسے محسوس ہو گا کہ اس کے بدن کی جوانی نے بڑھاپے کے لئے جگہ چھوڑ دی ہے۔

اُس کے بازوؤں کی طاقت، جس پر اُسے ناز تھا، بڑھاپے کے درد اور دُکھوں میں بدل چکی ہے۔ اس کی عقل کی بصیرت بھی اُسے چھوڑ چکی ہے اور اس پر بڑھاپے کا سٹیانہ پن چھا چکا ہے۔ اب اس کی زندگی کی اس کیفیّت کو کوئی بھی اُس کی شباب والی نشاط میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ زندگی کی ریل گاڑی دراصل ایک بے رحم گاڑی ہے، جو نہ کبھی رُکتی ہے اور نہ ہی کسی کے لئے اُس کی رفتار دھیمی ہوتی ہے۔ یہ فقط اُس وقت رُکتی ہے جب اپنی منزل پر پہنچ جاتی ہے، اور یہ منزل سب کے

Marfat.com

لئے قبر کا تاریک گڑھا ہے۔

تو چاہے آپ اس زندگی کے لئے کتنی ہی محنت کریں چاہے آپ کی اس سفر کے لئے کتنی ہی خواہشات کیوں نہ ہوں آپ سب اسی انجام یعنی بڑھاپے تک پہنچیں گے۔ آپ میں سے فقط وہ دانا ترین ہی اس ٹرین کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ اور اپنی تمام تر کوششیں اُس سفر پر مرکوز کرتے ہیں، جو اس وقت شروع ہو جاتا ہے جب آپ کی آنکھیں اس دُنیا میں بند ہو جاتی ہیں اور پھر دوسری دُنیا کے لئے دوبارہ کھُل جاتی ہیں۔ یہی وہ بات ہے جو تمام انبیاء، تمام اولیاء اور تمام بزرگانِ دین بتاتے آرہے ہیں کہ اس دُنیا کے سفر میں اپنا دل لگانا بے کار ہے، جو آخر کار اِک دن ختم ہونے جا رہا ہے۔

اس کے بجائے آپ اپنا دل اللہ کی اُس دُنیا کے سفر میں لگائیے جو کبھی ختم نہیں ہونے والا ہے، اور وہ سفر ابد تک جاری رہنے والا ہے۔

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ بھی اُن بزرگ ہستیوں میں سے ایک تھے جو زندگی بھر دُنیا کو یہی سبق سکھاتے رہے ہیں۔ یہ تو آپ کے زمانے کے صرف وہ لوگ ہی ان صوفی تعلیمات کی قدر جانتے ہیں جو عقل مند ہیں اور جو اپنا وقت اور اپنی کوششیں

Marfat.com

بصیرت کے ان موتیوں کو سمجھنے میں صرف کرتے ہیں۔ وہ ایک گھنٹہ جو آپ اللہ کے اولیاء کے ذکر کرنے اور اُن کی تعلیمات کے حصول میں گزارتے ہیں، اُن تمام وقتوں سے بہتر ہے جو دُنیا کے کاموں میں گزارے جاتے ہیں۔

یہ گھنٹے دراصل آپ کے مستقبل کی سرمایہ کاری ہیں۔ اور یقیناً آپ کے اعمال نامے میں نیکیوں کا ایک اضافہ ہیں۔ تو پھر آیئے آج عظیم حضرت میاں میر قادری رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں بات کرتے ہیں، جن کا واسطہ ۲۸ پُشتوں سے حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ سے تھا۔ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے والدین بھی اپنے وقت کے ولی اور ولیہ تھے۔ جیسا کہ یتیم ہونا اکثر ولیوں کا خاصہ ہے حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے والد کا بھی انتقال اُس وقت ہوا جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر صرف ۷ سال کی تھی۔ تو اس طرح اس ننھے ولی کی ذمہ داری آپ کی والدہ نے سنبھال لی۔ آپ کی والدہ بی بی فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا نے وقت ضائع کئے بغیر اپنے بچے کی رُوحانی تربیت کا آغاز کر دیا کیوں کہ اُن کی اپنی تربیت اُن کے والدِ محترم قاضی قادن نے کی تھی۔ کچھ عرصے بعد اپنی والدہ کی اجازت سے حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ ایک پیرِ کامل کی تلاش میں نکل پڑے جو اُن کی مزید تربیت کر سکیں۔

Marfat.com

اُس زمانے میں ایک مشہور عارف بُزرگ، حضرت خضر سیستانی، سیستان کی ایک پہاڑی میں رہتے تھے۔ ہر موسم میں وہ فقط ایک ہی کپڑا (یعنی تہہ بند) جسم پر لپیٹے رکھتے تھے، اور جنگلی میوؤں اور پتّوں پر گزر بسر کرتے تھے۔ موسم سرما میں وہ ایک تنُور جلاتے اور رات بھر اُس کے قریب بیٹھ کر گزارتے تھے۔

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مُرشد کی تلاش کے دوران جب وہ سیستان گئے، تو اتفاق سے پہاڑوں میں انہیں ایک تنور نظر آیا۔ انہوں نے سوچا کہ یہ ضرور کسی بزرگ کا ہوگا، اس لئے وہ وہاں تین دن تک انتظار کرتے رہے۔ تین دن کی کڑاکے کی سردی برداشت کرنے کے بعد آخر کار حضرت خضر سیستانی رحمتہ اللہ علیہ نظر آ گئے۔ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے اُن کی خدمت میں سلام عرض کیا جس کے جواب میں حضرت شیخ خضر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "وعلیکم السلام یا میر محمد" حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ اپنا نام ایک مکمل اجنبی کی زبان سے سُن کر حیران ہوئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ ان بزرگ کا رُوحانی کشف تھا۔

کچھ دیر بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ نے بیعت کی درخواست کی۔ اور اس طرح آپ حضرت شیخ خضر رحمتہ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں

Marfat.com

شامل ہو گئے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ چند سالوں تک اپنے مُرشد کی خدمت میں رہے اور درجۂ کمال تک پہنچے۔ اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ لاہور کی طرف چل پڑے۔ اُس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف ۲۵ برس تھی اور یہ جلال الدین اکبر بادشاہ کا دور تھا۔

لاہور میں بھی آپ مولانا سعد اللہ رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا نعمت اللہ رحمتہ اللہ علیہ جیسے نامور علماء کے ساتھ رہے، لیکن آپ کا زیادہ تر وقت ذکر و اذکار میں بسر ہوتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا، کہ آپ اولیاء اللہ کے مزارات پر جاتے اور اپنا زیادہ وقت جنگلوں اور باغوں میں گزارتے جہاں وہ اور اُن کے مریدین مختلف جگہوں پر بیٹھ کر ذکر کیا کرتے اور صرف نماز کے وقت میں ملتے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار بیان کیا کہ "میں نے ایک بار ۱۵ دن تک ایک خالی مکان میں قیام کیا جو شہر سے باہر تھا۔ لیکن ایسی خلوت میں کی جانے والی عبادت سے بھی مجھے اطمینانِ قلب حاصل نہ ہوا۔ آخر کار میں اُس مکان سے باہر نکلا اور ایک سقّا (ماشقی) مجھے ملا جس نے مجھ سے سوال کیا کہ میں وہاں کیا کر رہا ہوں؛ میں نے جواب دیا کہ میں نے یہ جگہ اس لئے چھوڑ دی کہ مجھے اس میں سکونِ قلب نہیں ملا۔ اس پر سقّا نے کہا کہ

Marfat.com

"آپ کے یہاں آنے سے ایک دن پہلے اس گھر میں ایک بارات آکر ٹھہری تھی۔ اور انہوں نے یہاں رات بھر کھیل تماشے کئے تھے۔"

یہ سُن کر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی سمجھ میں آگیا کہ اس مقام کا سکون کیوں تباہ ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جب اللہ کے طریقوں کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اور لوگ خرافات میں پڑ جاتے ہیں، تو فضا بھی منفی اثرات کو جذب کرتی ہے۔

شہزادہ دارالشکوہ اپنی کتاب "سکینت الاولیاء" میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی تواتر (تسلسل) سے حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے کھانا پکائے، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اُسے کھانے سے انکار کرتے، آپ کہا کرتے تھے کہ "اگر کوئی شخص متواتر بھیجے تو پھر دل میں اُمید ہو جاتی ہے کہ فلاں چیز کو فلاں شخص لے کر آئے گا اور کسی کے ساتھ امید وابستہ کرنا توکّل کے خلاف ہے اور یہ ایک خطرہ ہے جو فقیر کے لئے نقصان دِہ ہو سکتا ہے۔"

اور جب کوئی شخص یا بادشاہ آپ کی خدمت میں سونا یا زیورات ہدیہ کے طور پر پیش کرتا، تو آپ فرمایا کرتے کہ "اگر مجھے فقیر سمجھ کر یہ ہدیہ میرے پاس بھیجا، تو پھر یاد رکھیں، کہ میں فقیر نہیں ہوں اور آپ کے مال پر میرا کوئی حق نہیں ہے۔ میں تو خود ایک غنی ہوں، کیوں کہ جو شخص اللہ کو اپنا دوست رکھتا ہے' وہ

Marfat.com

کبھی فقیر نہیں ہوسکتا۔ جاؤ، اور اس سونے اور زیورات کو غریبوں میں تقسیم کر دو۔"

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ بادشاہوں سے ملنے میں کبھی پس و پیش نہیں کرتے ۔ وہ جب بھی ان سے ملتے انہیں نیک ہدایت دیتے۔ شہزادہ دارالشکوہ اپنی کتاب میں مزید فرماتے ہیں کہ "میں نے کسی بزرگ کو حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ جتنا عبادت گزار نہیں دیکھا۔"

بادشاہ شاہجہاں دو مرتبہ آپ رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے آپ کے پاس آئے۔ ان میں ایک ملاقات کے دوران انہوں نے اپنے بیٹے کی بیماری کا تذکرہ کیا۔ دارالشکوہ ایک لاعلاج مرض میں مبتلا تھا۔ اس پر حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے مٹی کا ایک برتن طلب کیا اور اُس میں پانی بھر کر اُس پر دَم کیا۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے شہزادہ سے کہا کہ وہ اسی برتن سے پانی پئیں۔ ایک ہفتے کے اندر بیماری ختم ہوگئی۔

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی بتادیا تھا کہ شہزادے کو کب شفائے کُلی حاصل ہو گی۔ جو واقعی اسی دن ہوئی جس کے بارے میں حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے بتایا تھا شہزادہ دارالشکوہ نے ایک اور بھی واقعہ سُنایا، یعنی یہ کہ کس طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کے دور کے بادشاہ آپ کے در پر گداگر بن کے آتے تھے، تاکہ اُن سے ملاقات کریں۔

ایک بار بادشاہ آپ کے پاس آئے اور آپ کو کھجور کی گٹھلیوں سے بنی ایک تسبیح اور ایک دستار ہدیہ کے طور سے پیش کیں۔ بادشاہ نے عرض کی ”میں جانتا ہوں کہ آپ تحفہ قبول نہیں فرماتے، لیکن یہ آپ کے لئے ایک عاجزانہ تحفہ ہے۔ براہِ کرم اسے قبول فرمائیں۔“ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے تسبیح تو قبول کی لیکن دستار لینے سے معذرت کی اور تسبیح شہزادے کو عطا کی۔ یہ شہزادہ دارالشکوہ کی عقیدت تھی کہ جب کبھی وہ اُن ولی کے گھر کی طرف جاتا، تو اپنے جوتے اُتارتے ہوئے کہتا ”جس جگہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں، وہ میرے لئے ایک پاک وادی ہے، اور اس مقام تک ننگے پاؤں جانا ایک عزت و سعادت ہے۔“

ایک مرتبہ جب حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ سے گفتگو کر رہے تھے، تو اُس وقت آپ کچھ لونگ چبا رہے تھے جن کو وہ کچھ دیر چبانے کے بعد پھینک دیا کرتے تھے۔ شہزادہ دارالشکوہ نے انہیں فوراً اٹھا لیا اور کھا لیا۔ اچانک ان کے دل میں حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے محبت و عقیدت کا ایک ولولہ اُٹھا،

Marfat.com

اور جب انہوں نے اُن میں سے کچھ اور کھلائے تو اُن کا دِل بہت زیادہ بے قرار ہو گیا، اور حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ وہ انہیں اپنا مرید بنا لیں۔

بعد میں شہزادے نے بیان کیا کہ: "میں نہیں بتا سکتا کہ اُن لونگوں کو کھانے کے بعد مجھے کیا ملا۔ اُن لونگوں کے کھانے سے میری زبان کو قوّتِ بیان حاصل ہوئی اور طبیعت کو کلام کی موزونیّت حاصل ہوئی۔ اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہِ اقدس کے گداگروں میں اُٹھایا جاؤں گا"۔

"سکینت الاولیاء" میں لکھا ہے کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ موٹے کھدّر کا لباس پہنا کرتے تھے جو بہت صاف ستھرا ہوا کرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سفید عمامہ اور کم قیمت والا دستار پہنا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی پر توجہ دینے کے دوران اُس آدمی کی دُنیا ہی بدل گئی، اور اُس نے کئی روز تک لباس تبدیل نہیں کیا۔ جس سے اُس کے کپڑے مَیلے ہو گئے اور پھٹ گئے۔

ایک بار وہ شخص حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ سے ملا، تو اُس کی قمیض کئی جگہوں سے پھٹی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر اللہ کے ولی نے فرمایا کہ: "آپ کی یہ حالت کیوں ایسی ہو گئی ہے؟"

Marfat.com

اس پر اُس شخص نے جواب دیا کہ "حضور! یہ میرے ہاتھ (اختیار) میں نہیں ہے"۔ لیکن حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے اُسے حکم دیا کہ: "جاؤ اس گدڑی کو اُتار پھینکو۔ اور ایسا لباس پہنو جو یہ ظاہر نہ کرے کہ تم صوفی ہو"۔

"سکینت الاولیاء" میں لکھا ہے کہ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ، قادری سلسلے سے وابستہ تھے، اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے آپ کی عقیدت اتنی گہری اور شدید تھی کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کبھی بھی بے وضو اُن کا نام زبان پر نہ لاتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فقر و غنا، توکّل و قناعت، اور ترکِ دنیا میں یکتا تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ: "صوفی وہ شخص ہے جس کا پورا وجود فنا ہو"۔

ایک بار ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ "جب بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ چاہیں، براہِ کرم مجھے اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں"۔ اس پر حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "اُس وقت پر خاک پڑے کہ جس وقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا خیال کروں اور اللہ کی یاد دل میں نہ ہو"۔

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ شریعت کے سخت پابند تھے، اور بہت کم کسی کو مرید بناتے لیکن جب کسی کو مرید بنا لیتے، تو

Marfat.com

اُسے مرید نہیں کہتے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ: "ہمارے دوستوں کو بُلاؤ"۔ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کی بہت ساری کرامتیں مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ ایک بادشاہ فوت ہوا۔ اور اُس کے نالائق بیٹوں میں سے ایک نے تخت پر قبضہ کرنا چاہا۔ اس نے اپنا ایک آدمی بھیجا کہ وہ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ سے جا کر اُس کے لئے ایک دستار لے آئے تاکہ وہ اُسے تاج پوشی والے دن پہن سکے۔

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے اُسے کوئی دستار دینے سے انکار کیا۔ اس پر بادشاہ نے اپنے دربار کے ۲ یا ۳ بدتہذیب لوگوں کو بھیجا، جنہوں نے جا کر حضرت سے بدتہذیبی کی اور انہیں اپنی دستار دینے کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اس پر حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے غصے میں آکر اپنی دستار زمین پر پھینک کر فرمایا کہ: "میں اس سر پر کیا دستار باندھوں جس کو ایک ماہ کے اندر اندر قتل کر دیا جائے گا"۔ اور جو کچھ حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا وہ سچ ثابت ہوا۔ کیوں کہ ایک ماہ کے اندر ہی بادشاہ کو اندھا کر کے قتل کر دیا گیا۔

حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کے خُدّام کا کہنا ہے کہ جب حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ عُمر رسیدہ ہو گئے تو آپ نے عبادت کے لئے باغوں میں جانا چھوڑ دیا۔ اور زیادہ وقت اپنے حجرے میں

Marfat.com

گزارنے لگے۔ رات کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ چھت پر چلے جاتے جہاں خادم آپ کا مسواک، پنکھا اور جوتے رکھ دیتے تھے۔ پھر فجر کے وقت آپ کا خادم دوبارہ چھت پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مسواک وغیرہ کے لئے جاتا۔

ایک بار حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے خادم سے فرمایا کہ: "میں نے ساری رات کشمیر میں گزاری ہے۔ اگر تم اس جگہ کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو" دوسری رات خادم نے حسبِ معمول حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ کی چیزیں چھت پر رکھ دیں، مگر پانی کا کٹورا رکھنا بھول گیا۔ (یاد آنے پر) وہ آدھی رات کو چھت پر گیا، مگر اُسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہیں نہیں پایا۔ تو اس لئے وہ نیچے اُتر آیا۔ مگر نمازِ فجر کے وقت اُس نے سُنا کہ حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اُسے پانی لینے کے لئے آواز دے رہے ہیں۔

جب وہ اُوپر گیا تو اس نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ وہ رات کو کہاں تھے؟ کیوں کہ اس نے انہیں رات کے وقت چھت پر نہیں پایا تھا۔ اس پر حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات انہوں نے "غارِ حرا" میں گزاری تھی۔ کیوں کہ جو بھی غارِ حرا میں عبادت کرتا ہے، اُسے ایک ہی

Marfat.com

رات میں اتنی رُوحانیت حاصل ہوتی ہے جو کسی دوسری جگہ کی ۴۰ سالوں کی عبادت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

۶۰ سال لاہور میں قیام کے بعد حضرت میاں میر رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۱۷ ربیع الاوّل کو اپنے حجرے میں ہوا۔ آپ کے آخری دن میں آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی چارپائی سے اُٹھنے کی کوشش کی، اور فرمایا: "اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ" اور پھر انہیں سانس لینے میں تکلیف ہوگئی۔ اُس وقت بھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کے لب فرما رہے تھے "اللہ اللہ" اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اور پھر آپ کی رُوحِ پاک مالکِ حقیقی سے جاملی۔

اللہ کے ولیوں کی زندگیاں وقت کو زیادہ لُطف اندوز اور قابلِ قدر بناتی ہیں۔ اور آج بھی اتنے عرصے کے بعد، اللہ کے ان ولیوں کے ذکر سے وہی ہدایت و خوشبو پھیل رہی ہے۔ خود کو یادِ اللہ، یادِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم اور یادِ اولیاء میں مصروف رکھیں، اور بلاشُبہ یہ یادیں آپ کی زندگیوں کا بہترین وقت ثابت ہوں گی۔

آئیے سب مل کر دُعا کرتے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں اپنے ذکر اور خیال میں قائم رکھیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں اپنی قُدسی

Marfat.com

ذکر کا مزا چکھائیں، کیوں کہ آپ اُن کو یاد کرتے ہیں جو آپ کو یاد کرتے ہیں۔

اے اللہ کریم! ہمیں قرآن پاک کی تلاوت اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کریں۔ اے اللہ کریم! ہماری زبانوں کو ذکر اللہ، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے ولیوں کے ذکر سے مزّین رکھ۔

اے اللہ کریم! ہمارے دلوں کو حفظِ قرآن سے، اور اپنی قُدسی واحدانیّت پر ایمان سے منوّر فرمائیں۔ اے اللہ کریم! آپ کو سچے دل اور سچی نیّت سے یاد کرنے کی توفیق عطا کریں۔ اے اللہ کریم! کلمہ طیّبہ کو ہمارے دلوں کی گہرائی سے ہمارے لبوں تک پہنچانے، اور ابد تک جاری رکھنے میں ہماری مدد فرمائیں۔

اے اللہ کریم! ہمیں اس دُنیا میں اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مُحبتِ پاک سے دُور نہ رکھیں۔ اے اللہ کریم! ہمارے چہروں کو منوّر اور دلوں کو پاک رکھیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں خوشی و رضا سے اپنی عبادت، خدمت اور اطاعت کرنے کی توفیق عطا کریں۔

اے اللہ کریم! ہمیں اپنے ذاکرین اور عاشقین کے ہمراہ

Marfat.com

اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم تلے جمع فرمائیں ۔ اے اللہ کریم! ہماری خطاؤں کو درگزر کریں اور انہیں معاف فرمائیں ۔اے اللہ کریم! ہمارے معاملے اپنے عدل سے نہیں، بلکہ اپنی بخشش سے طے فرمائیں۔

اے اللہ کریم! اپنے فضل و کرم سے ہمیں جنّت الفردوس میں داخل فرمائیں ۔ اے اللہ کریم ہم پر رحم فرمائیں اور ہماری معافی اور بخشش فرمائیں ۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ، تمام شکر اللہ ہی کے لئے ہیں ۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہماری دُعاؤں کو قبول فرمائیں ۔

آمین!

Marfat.com

حضرت شاہ محمدّ عزن رحمتہ اللہ علیہ (والد صاحب)

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو ربّ السمٰوٰت والارض ہے۔ جو اُن سب کو رزق عطا کرتا ہے جو ایمان والے ہیں اور اُن کو بھی جن کے پاس ایمان نہیں۔ وہ جو اپنی تمام مخلوق کا خالق اور رازق ہے۔ جس کے عدل سے کوئی محروم نہیں ہے۔

درود وسلام اُن پر جو عالم انسان کے لئے رحمت ہیں، جن کی ثناء آپ کے اللہ اور اُس کے ملائک کرتے ہیں۔ بے شک یہ ثناء ایک لمحے کے لئے بھی نہیں رُکتی۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے۔ سلامتی ہو رحمتہ اللعالمین کی اُمّت کے لئے، اُن سب کے لئے جو اپنے رسُولِ مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفادار اور اُن سے سچے ہیں۔

کیا آپ نے کبھی کسی پرندے کو پنجرے میں بند دیکھا ہے؟ وہ کتنی تنگ جگہ میں محدود ہے جہاں وہ مشکل سے اپنے پروں

Marfat.com

کو پھیلا سکتا ہے۔ اُس کی وہ آنکھیں جو ۱۰۰ فٹ کے فاصلے پر پڑے ہوئے ایک چھوٹے سے دانے کو دیکھ سکتی ہیں، وہ اس پنجرے میں فقط چند فٹ آگے تک دیکھ سکتی ہیں۔

اس کے وہ بازو جو اُسے زمین سے سیکڑوں میل اُوپر لے جاسکتے ہیں، وہ اُسے پنجرے میں اب صرف ۲/۳ اِنچ اُوپر اُٹھا سکتے ہیں۔ یہ پرندہ جو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ خوشی سے چہچہاتا ہوا آسمان کی بلندیوں پر اُڑا کرتا تھا، اب اپنی آزادی کی خوشی سے محروم، تنہا اور اکیلا ہے۔

یہ پرندہ اب پہلے کی طرح کبھی نہیں ہوسکتا۔ وہ وقت جو وہ اس تکلیف دِہ چھوٹے سے پنجرے کی قید میں گزارتا ہے، ہوسکتا ہے وہ چہکتا بھی ہو، لیکن اُس چہک میں ایک غم زدہ ساز سُنائی دے گا۔ ہوسکتا ہے کہ اُس کی یہ اُداسی کی وجہ اُس کے محبوب کی یاد ہو جسے وہ بہت چاہتا تھا اور جو اب اُس کے ساتھ نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اب بھی اپنے پَر پھڑپھڑاتا ہو لیکن یہ اظہارِ خوشی کی بجائے اپنی مایوسی ظاہر کرنے کے لئے کررہا ہو جو اُس پرندے کو مزید بے بس کردیتی ہے۔ بغاوت کے اظہار میں شروع میں وہ بہت زیادہ چِلّاتا ہو، کھانا پینا نہ لیتا ہو، مگر آخر کب تک؟

Marfat.com

کچھ وقت بعد ہو سکتا ہے کہ اس کی آنکھیں صرف چند فٹ آگے دیکھ سکتی ہوں۔ اس کے بازو پھڑپھڑانا بھول جائیں۔ اور وہ کچھ دیر کے لئے چہچہاتا بھی رہے، لیکن اُس چہک میں اب وہ خوشگوار لہک کی کمی ہوگی۔ بس ایسا ہی کچھ عموماً ہوتا ہے جب ایک آزاد جاندار کو ایک چھوٹے سے پنجرے میں بند کیا جاتا ہے۔ چاہے وہ پنجرہ سونے کا بنا ہو، یا کتنی اچھی غذائیں اسے کھلائی جائیں وہ کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتا۔ وہ اپنی آزادی کے لئے ہمیشہ بے تاب رہے گا، اپنی خوشی اور اپنے محبوب کے لئے۔

اے آدم کی اولاد! آپ سب کی بھی یہی کیفیت ہے آپ سب بھی صید یعنی پنجرے میں بند ایک پرندہ ہیں، ایک تنگ اور محدود قید میں۔ پرندہ آپ کی رُوح ہے، اور جسم آپ کا پنجرہ ہے۔ اس رُوح نے بڑے اچھے وقت دیکھے ہیں۔ اِس نے وہ دور دیکھا ہے جب یہ عالمِ ارواح میں تھی جہاں یہ آزادی سے اُڑتی رہتی تھی، جہاں اس نے محبت کا مزہ چکھا تھا، جہاں اس کی آنکھیں غیب کو دیکھنے کی عادی تھیں۔

اس طرح تھی آزاد یہ رُوح، مشاہدۂ حق میں ہر وقت شاداں۔ لیکن پھر اس رُوح کو زمین پر بھیج دیا جاتا ہے۔ اور اُسے ایک محدود جسم میں مقید کیا جاتا ہے جو اُس کے لئے تنگ اور دم گھٹنے والی

Marfat.com

جگہ ہے۔ یہ رُوح اب ایک پَر کٹے پرندے کی مانند ہے، پست حوصلہ۔

یہ جانتی ہے کہ یہ اللہ کی مرضی ہے اور اُسے اس پر راضی بہ رضا ہونا ہے۔ اسی لئے تو یہ شکست خوردہ اور خاموش رہتی ہے۔ اور خاموشی سے وقت گزرنے کا انتظار کر رہی ہے۔

اُڑ گئی صیاد اب دل سے ہوس پرواز کی
بیٹھا رہنے دے قفس میں ہم کو پَر جھاڑے ہوئے

جس طرح ایک قیدی پرندہ اپنے مقام کا عادی ہو جاتا ہے، بالکل اسی طرح یہ مقیّد انسانی رُوح بھی اس جسم کی عادی ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک پرندے اور رُوح میں واضح فرق ہے۔ پنجرے میں بند پرندہ زیادہ سچا اور وفادار ہوتا ہے۔ وہ اپنے ماضی کو فراموش نہیں کرتا۔ وہ کھاتا ہو یا چہکتا ہو، مگر اپنی آزادی کو کبھی نہیں بھُولتا، بلکہ درحقیقت وہ تو اس قید سے نکلنے کی لگاتار کوشش کرتا ہے۔ اب اگر اس پنجرے کو آپ ایسی جگہ پر رکھتے ہیں جہاں پُراثر آوازیں اور مناظر ہوں، یا اگر آپ اُس پرندے کو قیمتی دانہ کھلاتے ہیں، یا اُسے آرام دِہ رہائش فراہم کرتے ہیں، تو تب بھی وہ آزادی کی تمنا کرے گا اور آزاد ہونے کے طریقے تلاش کرتا رہے گا، اور جس دن بھی اُس نے پنجرے کا دروازہ ٹھیک طرح سے

Marfat.com

بند نہ پایا، وہ فوری طور سے اُڑ جائے گا ایک لمحہ بھی پیچھے مُڑے بغیر۔ یہ ہے ایک پرندے کی وفاداری۔

اے جُنون توڑ کے زنجیر درِ زنداں کو
جی میں ہے کھائیے اب چل کے بیاباں کی ہوا
دم ہوا ہوتا ہے مُرغانِ قفس کا صیّاد
جب قفس میں کبھی آتی ہے گلستاں کی ہوا!

لیکن جب آپ قید شُدہ انسانی رُوح کو دیکھیں، اُس کی کہانی بالکل مختلف ہے۔ انسانی رُوح جب اس دُنیا میں آتی ہے تو وہ اپنے طور طریقوں میں معصوم ہوتی ہے۔ یہ معصومیت ایک بچّے کے معصوم سوالات سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ چھوٹی سی نعمت سے بھی خوشی کا اظہار کرتا ہے، اور اپنے اطراف پھیلی ہوئی اللہ کی سے خوبصورتیوں سے پیار کرتا ہے۔

پرندوں اور پھُولوں سے، آسمان اور چاند سے، پہاڑوں اور سمندروں سے محبّت کرتا ہے۔ اُس کے مطابق دُنیا تو بس محبّت کے گرد گھُومتی ہے۔ یعنی اُس کی ماں کی محبّت کے گرد، اُس کے گھرانے اور دوستوں کی محبّت کے گرد۔ لیکن پھر کہانی کا غمناک حصّہ شروع ہو جاتا ہے۔ جب وہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو ایک گھُس آنے والا اُس کی زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ اُس گھُس آنے والے کا

Marfat.com

بڑا مقصد اللہ کے طریقے میں رکاوٹ ڈالنا ہے۔ اُس نظام میں رکاوٹ پیدا کرنا ہے جو اللہ نے اس دُنیا میں نافذ کیا ہے۔ وہ مداخلت کار شیطان ہے، جو ہر انسانی رُوح کو ورغلاتا ہے تاکہ اُس شخص کی رُوح اس دُنیا میں اس قدر محو ہو جائے کہ وہ بھول جائے کہ اُس نے پہلے کیا دیکھا تھا۔

بدقسمتی سے بیشتر انسانوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے شیطان بڑی چالاکی سے اس دُنیا کو مصنوعی رنگوں اور روشنیوں سے سجاتا ہے۔ یہ رنگ اتنے چمکدار ہیں کہ انہیں کوئی نظرانداز نہیں کر سکتا اور روشنیاں اتنی تیز ہیں کہ یہ تمام آنکھوں کو بہکا دیتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا کی چمک دمک انسانی دِلوں کو اپنے شکنجے میں لینا شروع کرتی ہے۔ رفتہ رفتہ رُوح اپنا ماضی بھولنا شروع کرتی ہے۔ اُسے دنیا کے عارضی عیش و نشاط کی لالچ دی جاتی ہے اُسے ایسے نرم بستر دکھائے جاتے ہیں جو انسانی جسم کو آرام بخشتے ہیں اِسے ایسی پُرتکلف غذاؤں کا مزہ چکھایا جاتا ہے جس سے اُس کے سوچنے کی رفتار دھیمی پڑ جاتی ہے۔ اس کو دنیا کے دوست بھی گھیر لیتے ہیں جو ہر وقت اپنی بڑی اور اعلیٰ باتیں کرتے رہتے ہیں کہ وہ دنیا میں عظیم کامیابی کس طرح حاصل کریں گے۔ اور یہ کہ وہ کس طرح زینے کے سب سے اونچے مقام تک پہنچ سکیں گے۔

Marfat.com

یہ باتیں رُوح کے دل پر نقش ہو جاتی ہیں، جو آہستہ آہستہ دُنیا کے رنگوں میں رنگنا شروع ہو جاتا ہے۔ وہ آنکھیں جو پہلے سات آسمانوں سے آگے دیکھ سکتی تھیں، اب وہ فقط اپنے آپ کو دیکھنے تک محدود ہو جاتی ہیں۔ یہ آنکھیں خود اپنے نظارے میں اتنی مگن ہیں کہ باقی تمام چیزیں اُن کے لئے معدوم ہو جاتی ہیں۔ یہ نُورانی اجسام جو بڑی آسانی سے عالم ارواح ہیں گھوما پھرا کرتے تھے، اب ایسا لگتا ہے کہ جیسے دُنیاوی خواہشوں سے چپک کر رہ گئے ہوں۔

گناہوں کے بوجھ نے ان جسموں کو اتنا بھاری کر دیا ہے کہ اب ارواح کے لئے یہ ناممکن ہو گیا ہے کہ وہ اس فانی جگہ سے اُوپر اُڑ سکیں۔ اور وہ دل جو کبھی اتنے مسرور و شاد تھے، اب دل برداشتہ اور ناخوش ہو چکے ہیں۔ اور اس ناخوشی کے باعث وہ اب دُنیاوی عشرتوں کی جانب زیادہ تیزی سے دوڑ رہے ہیں۔ لیکن کیا خالی جام سالہا سال کی پیاس کو بُجھا سکتا ہے؟

یہ دُنیاوی عیش و عشرتیں تو بس کھوکھلی آوازیں اور بے سبب ہنگامے ہیں جس سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ انسانی ارواح کتنی بدنصیب ہیں؟ آج میں قید اپنے ماضی سے فراموش اور اپنے مستقبل سے بے خبر۔ حتیٰ کہ اُن

Marfat.com

کا ”آج“ بھی اتنا بے ثمر اور کھوکھلا کہ اُن سے کسی کو بھی فیض نہیں ملتا۔

مگر کچھ رُوحیں ایسی ہیں جو عام ارواح کی طرح بالکل نہیں، وہ درحقیقت اپنے طریق میں نہایت ہی مختلف اور نہایت ہی مُبارک ہیں۔ یہ خاص رُوحیں شیطان کی چالبازیوں سے متاثر نہیں ہوتیں۔ اسی وجہ سے وہ دنیا کی ترغیبات میں نہیں آتیں۔ اُن کی بچپن کی معصومیّت زندگی بھر اُن کے ساتھ رہتی ہے۔ اُن کی یادیں کبھی خراب نہیں ہوتیں۔ اور انہیں ماضی کی مسرتیں یاد رہتی ہیں۔ انہیں اُس دنیا کی وہ بے فکری، وہ مزے یاد ہیں جو انسانی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ اور جو اللہ کے دوستوں کی ارواح کو ابھی تک یاد ہیں۔

یہ پاک و معصوم رُوحیں اُن لوگوں کے دلوں کا دُنیاوی ترغیبات سے بچاؤ کرتی ہیں۔ اور انہیں اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہنے میں مدد دیتی ہیں۔ وہ شیطان کے فریب کو پہچان سکتی ہیں اور وہ ہر وقت اللہ کی تلوار کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں، یعنی: ولاحول ولا قوّۃ والی تلوار جو تمام شیطانی وسوسوں، اور خیالات کی سرکوبی کے لیئے ہمہ وقت تیار رہتی ہیں۔ یہ رُوحیں ہمارے اللہ کے ولیوں کی ارواح ہیں، اُن لوگوں کی ہیں، جنہوں نے

Marfat.com

اپنی زندگیاں اللہ اور اُمتِ محمدیؐ کے لئے گزاریں تھیں۔

ہمارے پیارے حضرت خواجہ شاہ محمد عزن قادریؒ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک ایسی ہی رُوح کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے محبوب مُرشد حضرت افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ بزرگوار تھے۔ فرزندِ ارجمند نے آسانی سے دُنیا کو یہ دکھا دیا کہ اُن کے والدِ محترم کس طرح کے تھے۔ آخر یہ صرف پھلدار درخت ہوتے ہیں جو پھل دے سکتے ہیں۔

تو حضرت شاہ محمد عزن رحمۃ اللہ علیہ وہ پھلدار درخت تھے جن پر کئی پھل لگے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں اُن میں سے ہر ایک کامل اور اعلیٰ تھے۔ ہر زاویے سے آپؒ شریعت کے سختی سے کامل تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور اُن کے ہر عمل سے دین جھلکتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک انتہائی ذمہ دار افسر کی حیثیت بھی انہیں راہِ مستقیم سے ہٹا نہ سکی۔ آپ ایک قادری سہروردیؒ بزرگ تھے۔

قادریؒ سہروردی بزرگ وہ ہیں جن پر براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات ہیں۔ اور پھر جن کے ہاتھ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ یہ بھی آپ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا ہے۔ ملازمت سے سبکدوش

Marfat.com

(ریٹائرمنٹ) کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ ۳۲ سال تک اپنے حجرے میں رہے اور اس میں زیادہ وقت حضوری نشست میں بیٹھے رہے، یعنی دوزانو بیٹھے رہے اور آپ اپنے اوراد و وظائف کے سختی سے پابند رہے۔

اے اُمتِ محمدی! تمام نیک رُوحیں اپنے ماضی کے نیک دوستوں اور ساتھیوں کو یاد رکھتی ہیں۔ یعنی اُس دور کے جب وہ نادیدہ دُنیا میں ایک ساتھ تھیں۔ یہ ساتھی جب اپنے انسانی جسموں میں اس دُنیا میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اُن کو قربت کا ایک احساس ہونے لگتا ہے۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف پیار سے کھنچتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آسانی سے دوست بن جاتے ہیں، اس دُنیا میں بھی۔

حضرت شاہ محمد عزن رحمۃ اللہ علیہ ایک درویشی رُوح تھے۔ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو درویشوں کی صحبت پسند تھی، جو اُن کے ساتھ کئی کئی دن گزارتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دل اوروں کی ضروریات کی طرف بہت ہی نرم تھا۔ کوئی بھی غریب، ضرورت مند یا غریب بچے بھی اُن کے فیض و کرم سے محروم نہیں رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن سب کی ہر طرح کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ مالی طور سے، رُوحانی اور جذباتی طور سے۔

Marfat.com

جب کبھی بھی کوئی پریشان ہوتا تو وہ جانتا تھا کہ خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دروازے اُس کے لئے کھُلے ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ نے دائرۂ فانی کو کم عمری میں چھوڑا، مگر خواجہ شاہ غزن رحمتہ اللہ علیہ نے دوسری شادی نہیں کی اور خود کو مکمل طور سے بچوں کی پرورش کے لیئے وقف کر دیا۔ ایک نہایت ہی باضابطہ اور منظّم انداز میں۔

آج کے بیشتر والدین کے برخلاف جو اپنی موج مستیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ حضرت شاہ محمد غزن رحمتہ اللہ علیہ نے اس اَمر کو یقینی بنایا تھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے ہر بچّے کی تربیّت اپنی سخت نگرانی میں فرمایا کرتے تھے۔ اس طرح ہر بچّے کو یہ علم تھا کہ وہ اپنے والد کے سامنے جواب دِہ ہے۔ اس سے اُن میں اپنے کام کے حوالے سے زیادہ نظم وضبط پیدا ہوا جو آگے چل کر اُن کی پوری زندگیوں پر محیط رہا۔

اے اُمّتِ محمدی! ایک آدمی کی حقیقی زادِراہ یا سرمایہ کاری اُس کے نیک اعمال کے بعد اُس کے بچّے ہیں، اور اُن کی تربیّت کا بہترین وقت اُن کے بچپن کا زمانہ ہے، جب ایک چھوٹا سا بیج بو دیا جاتا ہے اور اس کے نازک نہال زمین سے پھوٹ پڑتے ہیں۔ وہی صحیح وقت ہوتا ہے، اُس کی نگہداشت کا۔ یہ تو صرف پیار بھرے

Marfat.com

اور نرم انداز اور غذا، پانی، سورج کی روشنی کے سخت نظام الاوقات سے ہی ممکن ہے۔

اس کے علاوہ نشو و نما کے لئے نہایت احتیاط سے اُن غیر ضروری جھاڑ جھنکار سے اُسے بچانا بھی ضروری ہے، جو اُس رُوح پر اُگ سکتے ہیں۔ یہ سارے جتن کرنے کے بعد ہی یہ ننھّا سا پودا ایک تنا ور درخت بن جاتا ہے۔ انسانی بچّے کی نگہداشت بھی بالکل اسی طرح ہے، اگر ایک باپ اپنے بچّے کو محبت اور شفقت دیتا ہے، اور اس پر کڑی نگاہ رکھتا ہے کہ کوئی قلبی بیماری بچّے کو نہ لگ جائے، جس سے بچّے کی روحانی پرورش رُک سکتی ہو۔ تو تب ہی وہ بچّہ ایک نفع بخش سرمایہ بن سکتا ہے۔ اور یہ باپ کے لئے آخرت کا توشہ (منافع بخش سرمایہ) بن جاتا ہے۔

حضرت شاہ محمد افضل سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے والدِ گرامی یہ سب بخوبی جانتے تھے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انہوں نے اپنی ولی اولاد کی پرورش کی ذمہ داری سے ایک لمحے کے لئے بھی غفلت نہیں کی تھی۔ حضرت شاہ محمد غزن رحمتہ اللہ علیہ ایک قادری، سَروری تھے۔ اسی لئے آپ کا وصال ۱۱ ربیع الثانی، یعنی گیارہویں شریف کو ہوا۔ وہ ۱۱ دن تک صاحبِ فراش رہے۔ اور ۱۱ دن

Marfat.com

تک حالتِ استغراق میں رہے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے دن میں آپ کی کئی کرامات کا ظہور ہوا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک ہفتے تک جاگے رہے۔ ایک لمحہ بھر نہیں سوئے۔ اور اپنی آخر سانس تک کامل ہوش میں رہے۔ حتیٰ کہ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کی جان آپ کے آدھے جسم سے بھی نکل گئی، تو تب بھی آپ کی طہارت قائم رہی اور آپ رحمتہ اللہ علیہ میں بہت زیادہ صبر تھا۔ ایک بار حضرت افضل سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے دوستوں میں سے ایک نے پوچھا: "ابا جان کی طبیعت کا کیا حال ہے؟" اس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا "اللہ کا کرم ہے"۔

جس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی آخری سانس لی، تو پورا کمرہ ایک خوبصورت روشنی سے جگمگا اٹھا۔ ایسی ہوتی ہیں اللہ کے دوستوں کی ارواح۔ جب جانے کا وقت آتا ہے، تو وہ اللہ کے چھوٹے پرندے بن جاتی ہیں۔ اپنے پنجرے سے نکلنے کی راہ ڈھونڈھتی ہیں، درحقیقت اپنی دُنیا کو لوٹنے کے لئے، اپنی محبت اور اپنے سرور کی طرف لوٹنے کے لئے بے حد بے قرار، اپنے اس محبوب کی باہوں میں جانے کے لئے بے تاب، جو بالکل اسی طرح اپنے پرندے کا منتظر ہے، کہ وہ اس کے

Marfat.com

پاس لوٹ آئے۔ آخر جُدائی کسے پسند ہے؟

اسی کیفیت کو حضرت شاہ لطیف بھٹائی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

میں برکھا رُت بن جاؤں
نینوں سے نیر بہاؤں
جب پیا مِلن کو جاؤں
کاٹوں دن رات سفر میں
انجانی پریت ڈگر میں
میں لوٹ کے پھر نہ آؤں
جب پیا مِلن کو جاؤں
ہر وقت لطیف ہے کہتا
مجھ کو ہے دھیان اُسی کا
گُن اُسی کے ہی گاؤں
جب پیا مِلن کو جاؤں

آئیے سب مِل کر دُعا کرتے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں ہر وقت اپنی یاد اور اپنے خیال میں رہنے کی توفیق عطا کریں۔ اے اللہ کریم! ہمیں کوثر کا پانی اپنے محبوب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مُبارک سے، امام حسن رضی اللہ

Marfat.com

عنہ کے ہاتھ سے، امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ سے پلائیں۔ اے اللہ کریم! ہمیں موت سے آگاہ کریں، ہمارے مرقد کو فردوسِ بریں کا ایک گلشن بنائیں۔ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔

اے اللہ کریم! ہمیں اپنی عبادات میں ثباتِ قدمی عطا فرمائیں۔ اور اپنی رضا میں راضی بہ رضا رکھیں۔ ہمارا شمار نیکوں میں فرمائیں۔ اے اللہ کریم! اپنے کرم سے تمام دلوں کو دینِ اسلام کی طرف پھیر دیں۔ اے اللہ کریم! اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو جنّت الفردوس میں داخل فرمائیں۔ اے اللہ کریم! اُمّتِ محمّدی کو معاف کر دیں۔ اُمّتِ محمّدی پر رحم فرمائیں۔ اُمّتِ محمّدی کو اپنی حفاظت کی چادر سے ڈھانپ دیں۔

آمین!

Marfat.com

۱۸ مارچ ۲۰۱۱ء (۱۶۱)

(گیارہویں شریف) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے، جس کا جاہ و جلال تمام عالمین پر محیط ہے۔ جو اپنے تمام امور میں عادل ہے۔ بے شک جو کچھ وہ جانتا ہے دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

درود و سلام اُس ذاتِ مقدّس پر جن کا دِل مہربان اور آنکھیں ہر وقت پُرنم ہیں۔ جن کا وجُودِ پاک گُلاب کی پنکھڑی سے بھی زیادہ نازک ہے، اور جو اپنے عاشقین کے لئے رحمتِ کامل ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن تمام شُکر کرنے والی زبانوں اور صبر کرنے والے دلوں کے لئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اگر ہو جائے سمندر روشنائی، میرے ربّ کے کلمات لکھنے کے لئے تو ختم ہو جائے گا سمندر، اس سے بیشتر کہ ختم ہوں میرے ربّ کے کلمات، اور اگر ہم لے آئے اتنی اور روشنائی اسکی مدد کو، تب بھی ختم نہ ہوں گے۔''

آمین!

Marfat.com

یہ سچ ہے کہ اللہ کے الفاظ حکمت و بصیرت سے پُر ہیں بشرطیکہ آپ انہیں کھُلے دل و دماغ سے سُنیں۔ ان الفاظ میں نُور بھرا ہوا ہے۔ وہ نُور جب دھیرے سے اور خاموشی سے دل میں داخل ہوتا ہے، تو وہ اُسے تبدیل کرتا ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ جب آپ کوئی آیت پڑھتے ہیں، اُس پر غور کرتے ہیں اور اُسے دوبارہ پڑھتے ہیں، تو پھر اُس کے نُور میں اضافہ ہوتا ہے، اور اس کا ایک زیادہ گہرا مطلب آپ پر عیاں کر دیا جاتا ہے۔ چاہے آپ کتنی ہی عبادت کرتے ہیں، یا آپ قرآن کی چاہے کتنی ہی تلاوت کرتے ہیں، اگر وہ سب اُسے سمجھے بنا کیا جاتا ہے تو پھر وہ ایسا ہی ہے جیسے آپ نے کچھ کیا ہی نہیں۔

آپ آسانی سے اس دُنیا کی مثال لے سکتے ہیں کہ: اگر کوئی آپ کی تعریف کر رہا ہے، لیکن وہ تعریف اس کے دل سے نہیں آ رہی ہو، تو آپ کو وہ تعریف کبھی پسند نہیں آئے گی۔ کبھی کبھی تو ایسے شخص کا چہرہ یا اس کے تاثرات بھی اس کے دل کی حقیقت کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ دل کی گہرائی سے کچھ کہتے ہیں اور آپ کا مقصد بھی وہی ہوتا ہے جو آپ کہہ رہے ہیں، تو پھر آپ کی آنکھوں سے وہ جذبات جھلکتے ہیں لیکن اگر آپ کے الفاظ کھوکھلے ہیں اور انہیں صرف اپنے فائدے کے لئے استعمال

Marfat.com

کر رہے ہیں، تو پھر آپ کی آنکھیں بھی آپ کے خالی الفاظ کی طرح خالی ہی نظر آئیں گی۔

اکثر اوقات لوگ بڑی آسانی سے آپ کے الفاظ کے کھوکھلے پن کو پہچان لیتے ہیں۔ یا آپ کی آنکھیں آپ کے فریب کو ظاہر کرتی ہیں۔ اللہ کو تو آپ کے دل کا حال جاننے کے لئے آپ کی آنکھوں میں جھانکنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اُسے تو پہلے سے معلوم ہے، یا پھر بتائیے کہ اس سے زیادہ بہتر جاننے والا کون ہے؛

اگر آپ اپنی عبادات میں زیادہ محتاط اور ثابت قدم ہیں، اور اگر آپ روزانہ قرآن پاک کے کچھ اوراق پڑھتے ہیں اور اپنے ذکرواذکار بھی کرتے ہیں، لیکن یہ سب کچھ اپنے دل سے نہیں کرتے، پھر تو آپ کو اس پوری مشق سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ یہ پھر آپ کے لئے ایک بے نتیجہ کوشش ہے۔

ہم نُور کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے جو اللہ کے کلام سے پھُوٹتا ہے۔ آپ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ کے کلام کی کئی صُورتیں ہیں: اللہ کی کتاب، اس کا قرآن، اس کا براہِ راست کلام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی اللہ کا کلام ہیں، کیوں کہ جیسے قرآن کہتا ہے: "وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، وہی کچھ

Marfat.com

کہتے ہیں جو اُن پر وحی کیا جاتا ہے؛
اور اولیاء کی زبان پر آنے والے الفاظ بھی اللہ کے بالواسطہ کلام ہیں۔ اکثر اوقات یہ الفاظ ان اولیاء اللہ کے دلوں پر القاء ہوتے ہیں اور پھر یہ الفاظ ان سب کے لئے ہدایت کا باعث ہو جاتے ہیں، جو اُن کے اِرد گرد ہوتے ہیں۔ تو اگر کوئی شخص قرآن وحدیث اور اُن کی حکمت کے موتیوں کو باقاعدگی سے پڑھتا ہے جو اللہ کے ولیوں کی زبانِ مبارک ... سے جھڑتے ہیں، پھر ایک خوبصورت نُور اُن کے دلوں میں اُترنا شروع ہوتا ہے۔
یہ نُورِ عرفان اور حقیقت کے دروازوں کو کھول دیتا ہے اور الفاظ اپنے آپ سے بولنا شروع کرتے ہیں۔ اللہ کا عرفان نُور کی صُورت میں آتا ہے، اور یہ صرف مُتبرک لوگ ہی ہیں جن کو یہ نُور عطا ہوتا ہے۔ اس کے حق دار ہونے کی صرف ایک شرط ہے، اور وہ شرط روزانہ یہ نُوری الفاظ کا پڑھنا ہے۔ بس انہیں توجہ سے اور سمجھ سے پڑھیں، اور انہیں بے حد ادب و احترام سے پڑھیں۔
جو کچھ آپ پڑھیں، اُس کو اپنی زندگی پر نافذ کریں۔ بس یہی چھوٹی سی ایک شرط ہے کہ جسے اگر آپ پوری کرتے ہیں، تو یہ آپ کو آگاہی اور نُورانیت کی نئی رفعتوں تک پہنچائے گی۔

Marfat.com

اللہ کے تمام اولیاء اس شرط سے بخوبی آگاہ تھے۔ وہ جانتے تھے کہ کسی شخص کی رُوحانیّت لامحدود بلندیوں کو چھُو سکتی ہے، بشرطیکہ اللہ کا نُور اس کے باطن میں دمکتا رہے۔ وہ مشاہداتِ نفس کرتے ہیں، وہ زُہد و توکّل کے عامل ہوتے ہیں۔ وہ مکمل تقویٰ اور پرہیزگاری کی حالت میں رہتے ہیں۔ تاکہ اُس نُور کی شمع ذرّہ برابر بھی ضائع نہ ہو جائے جو اللہ نے انہیں عطا کیا ہے۔

یہ اولیاء ہزاروں میل کا سفر طے کرتے تھے تاکہ اللہ کے دوسرے دوستوں سے ملیں اور اُن سے علم حاصل کرسکیں۔ تو اس طرح وہ ایک حساب سے ہروقت حق کی تلاش میں رہتے تھے، یعنی اللہ کے نُور کی تلاش میں۔ آپ کے زمانے میں تو بڑی آسانیاں ہیں۔ بس ایک ذراسی کوشش سے آپ کو بے شمار کتابیں مل سکتی ہیں، اپنے اطراف علم کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

آپ کو بس سمجھ سے کام لیتے ہوئے سچّے علم کو جاننا اور اس کی شناخت کرنا ہے، وہ علم جسے موجودہ دور کے منافقین نے بگاڑ نہ دیا ہو۔ اللہ نے آپ کو آپ کا مُرشد عطا کیا ہے اور یہ محفلیں بھی بخشی ہیں تاکہ آپ ہروقت عشق کے سمندر میں ڈوبے رہیں۔ اور ہروقت بصیرت کے نادر موتی چُننے میں مصروف بھی ہیں

Marfat.com

جو اُن پانیوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ے ترا یک حج بود سالے وے در کوئے یار ما
گزارد ہر زماں حجے کسے کو عاشق زار است

(یعنی اے بندے! تیرے لئے نو سال میں ایک حج ہوتا ہے، لیکن جو عاشق زار ہے اُس کے لئے تو ہمارے یار کی گلی میں ہر لمحے حج ہوتا رہتا ہے۔)

اللہ کے نور، اُس کے ولی، اُس کے معبودِ سُبحانی کی حیاتِ مُبارکہ اس بات کی مثال ہے کہ ایک سچّا عاشق کس طرح اپنا سب کچھ اپنے محبوب کی نظر کرتا ہے۔ آئیے اُن سے عشق کا سبق سیکھیں۔ اور اس نور کو ہر طرف پھیلائیں۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ جو قصرِ معرفت کے روشن مینار تھے، سکونِ جان، قرارِ دل، آفتابِ دین، نورِ علم وحکمت اور عارف اکمل تھے۔ اِن کے والدِ گرامی، سید ابو صالح رحمتہ اللہ علیہ ایک ایسے بزرگ تھے جنہوں نے ایک سیب بھی اُس وقت تک قبول نہیں کیا جب تک کہ اُس کے مالک کو تلاش نہیں کیا۔ اور اِن کی والدہ محترمہ اُمّ الخیر فاطمہ رحمتہ اللہ علیہ ایک نیک خاتون تھیں اُن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ اپنے زمانے کی عابدہ اور

Marfat.com

زاہدہ تھیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ کا سلسلۂ نسب بارہویں پُشت میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ بھی براہِ راست حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھیں۔ اس طرح آپ رحمتہ اللہ علیہ حسنی حسینی سیّد ہیں۔ عبدالقادر نام والدین نے رکھا تھا اور آپ کا لقب محی الدّین تھا۔ یعنی (مذہب کو زندہ کرنے والا)۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ۴۷۰ھ ہجری کو ایران کے قصبے جیلان میں ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ یکم رمضان المبارک کے دن پیدا ہوئے۔ جب والدین ولی اور ولیا ہوں تو بچّہ کیوں نہ مادر زاد ولی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ننّھے ولی دورانِ رمضان دن کے وقت دُودھ نہیں پیتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ خود اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ ہے: "ہماری ابتدائی حالت کے ذکر سے تمام عالم بھرا ہوا ہے۔ اور میرے گھوارے میں روزہ رکھنا مشہور رہے۔"

جیساکہ عام طور پر ہوتا ہے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کم عمری میں ہی یتیم ہو گئے، اور آپ کو آپ کے نانا نے اپنی محبّت بھری سرپرستی میں لے لیا۔ اس کم عمری میں بھی ایک غیبی

Marfat.com

صدا آپ رحمتہ اللہ علیہ کا پیچھا کرتی تھی ۔" اسے برکت دیئے ہوئے، میری طرف آ ! "

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پاکیزگی اور اعلیٰ تربیت کی ایک جھلک اس واقعہ میں دیکھی جاسکتی ہے جب ایک قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھا، جس میں ۱۸ سالہ نوجوان عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ جب ڈاکوؤں نے اس نوجوان ولی سے پوچھا کہ: "کیا اُن کے پاس کوئی قیمتی شے ہے"، تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ: "جی ہاں! وہ میری قمیض میں سی دیئے گئے ہیں"

ڈاکو اس نوجوان ولی کے جواب سے حیران رہ گئے، اور پھر جب اُن کے سردار نے آپ سے پوچھا کہ: "یہ جواب کیوں دیا جبکہ اس کے بارے میں نہ بتا کر اس رقم کو آسانی سے بچا سکتے تھے" اس پر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ: "یہ میری ماں کا حکم تھا، جنہوں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ اگر جان پر بن جائے تو پھر بھی جھوٹ نہ بولنا اگر تم مجھے قتل بھی کر دیتے تو میں اُن کا حکم نہ ٹالتا"

اس جواب سے سب پر کامل خاموشی طاری ہوگئی۔ پھر ایک عجیب بات رونما ہوئی۔ ڈاکوؤں کا سردار اچانک پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور کہنے لگا" اس چھوٹے سے لڑکے کو اپنی ماں کا اتنا

Marfat.com

پاس ہے اور میں جو اپنے ربّ سے کیا گیا عہد دن میں کتنی دفعہ توڑتا ہوں۔ افسوس! میں ہلاک ہو گیا۔" دیکھا آپ نے کہ اس ولی کے نُور نے کس طرح لمحوں کے اندر ایک رہزن کی دُنیا کو بدل ڈالا؟

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "اپنے طالب علمی کے زمانے میں اپنے اُستادوں سے سبق لیتا اور پھر جنگل میں چلا جاتا۔ اور پھر چاہے دن ہو یا رات، بارش ہو یا آندھی، موسم گرما ہو یا موسم سرما، میں وہاں اپنی پڑھائی جاری رکھتا۔ میں سر پر ایک چھوٹا امامہ رکھتا اور عام کپڑے کا جُبّہ پہنا کرتا تھا۔ دن فاقہ کشی میں گزرتے۔ میں کبھی کبھار دریائے دجلہ کے کنارے چلا جاتا اور وہاں جو جنگلی سبزیاں ہوتیں تھیں انہیں استعمال کرتا تھا لیکن پھر ایسا وقت آتا کہ کچھ دوسرے فقیر بھُوک کے مارے اُسی جگہ آنے لگے۔ اس وقت ان کی حق تلفی کرتے ہوئے مجھے شرم آتی اور میں خالی پیٹ جا کر سو جایا کرتا تھا۔"

ایک بار آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں زمانے کی جن سختیوں سے دوچار ہوا، انہیں برداشت کرتے کرتے پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔ یہ تو ذاتِ بے نیاز کا کام ہے کہ میں باعافیت ان خار زاروں سے گزر گیا۔" سال ۴۹۶ھ ہجری کے دوران شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف دینی علوم کی تحصیل (تکمیل) کی اور

Marfat.com

اُس وقت آپ رحمتہ اللہ علیہ کی عمر شریف صرف ۲۶ سال تھی۔

جب آپ رحمتہ علیہ نے فتوے دینے شروع کئے، تو دنیادار علماء نے آپ کے خلاف ایک محاذ بنالیا۔ اُن کی دلیل یہ تھی کہ شرعی مسائل بچّوں کا کام نہیں۔ پھر انہوں نے اس پر زور دیا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ بغداد کے علماء کے سامنے پیش ہوکر اُن کا اجازت نامہ حاصل کریں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ایک دُنیادار آدمی نہیں تھے اور نہ ہی آپ رحمتہ اللہ علیہ کو شہرت اور مقبولیّت کی تمنّا تھی، لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مندوں کا کہنا تھا کہ آپ کو علماء کے آگے جانے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ انہوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو بتایا کہ "اگر آپ نہیں جاتے تو وہ اس کو آپ کی طرف سے ایک بہانہ سمجھیں گے"۔ "مگر مجھے تو دنیا کی پرواہ نہیں"، شیخ نے جواب میں فرمایا۔

جب عقیدت مندوں نے زیادہ اصرار کیا، تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ جانے پر آمادہ ہوئے۔ یہ ایک عجیب وقت تھا۔ تمام علماء ایک بڑی عمارت میں جمع ہوئے۔ وہ سب شاندار لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور اُن کی آنکھوں میں علم کا غرور تھا۔ اُن کے مقابلے میں نوجوان شیخ بڑے سادہ کپڑے پہنے ہوئے، اور نگاہیں جھکائے بیٹھے تھے۔ کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔ شیخ عبدالقادر

Marfat.com

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت دھیرے سے نگاہیں اُٹھائیں۔ اور فرمایا: "حضرات! میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ کسی امتحان سے گزر سکوں۔ مگر جب رسم دنیا یہی ٹھہری تو پھر بسم اللہ!"

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی سے ہر ایک عالم کی طرف دیکھا، جیسے ہی علماء کی نظریں آپ سے ملیں، اُن کے وجود میں ایک عجیب انقلاب برپا ہوا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ "حضرات! اپنے سوالات پوچھئے!" لیکن سوالات نہیں آئے۔ وہ سوالات پوچھتے بھی کیسے، جب کہ ان کا تمام علم جیسے ان کے سینوں سے مٹا دیا گیا ہو۔

ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی "نگاہِ مردِ مومن" نے ایک ہی لمحے میں اُن کا علم اُن سے چھین لیا تھا۔ وہ سب ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھ رہے تھے۔ یہ ایسے ہی تھا جیسے ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کہ: "مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نُور سے دیکھتا ہے۔" یہ علماء بھول گئے تھے کہ وہ اللہ کے نُور کی طرف دیکھ رہے تھے، تو اُن کی دُنیاوی آنکھیں اس نُور کے سامنے کس طرح روشن رہ سکتیں؟

علماء کو اس کا احساس بہت دیر بعد ہوا۔ اور جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے دوبارہ پوچھا کہ: "مجھ سے

Marfat.com

سوال کیوں نہیں پوچھ رہے ہیں؟ جواب میں علماء نے کہا: "ہم آپ سے کیا پوچھیں؛ ایسا لگتا ہے کہ ہمارے دلوں سے سارا علم رخصت ہو گیا ہے"۔ "تو پھر مجھے جانے کی اجازت دیجئے، مجھے اور بھی کام کرنے ہیں"۔ شیخ نے جواب دیا۔ لیکن اسی وقت کمرہ علماء کی فریاد سے بھر گیا۔ جو عاجزی سے شیخ سے درخواست کر رہے تھے کہ وہ اُن کا علم واپس کر دیں۔

اس پر غوث الاعظم، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "میں شمشیرِ برہنہ ہوں اور چڑھی ہوئی کمان ہوں۔ میرا تیر نشانے پر لگنے والا ہے، میرا نیزہ بے خطا اور میرا گھوڑا بے زین ہے۔ میں عشق خداوندی کی آگ ہوں، حال واحوال کو سلب کرنے والا دریائے بے کراں اور رہنمائے وقت"۔

تمام علماء کے سر شرم سے جھکے ہوئے تھے۔ وہ سب آپ کے ارشاد سے اتفاق کر رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اُس جگہ سے رخصت ہونے کے بعد ہی علماء کا علم ان کے دلوں میں لوٹ آیا۔ اس پورے واقعے نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا سے مزید دُور کر دیا۔ اور آپ دوبارہ جنگل و بیاباں کی طرف لوٹ گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار پھر کئی سال تک نفس کشی

Marfat.com

اور مجاہدے کئے۔ ایک خاص واقعے کے باعث شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ مخلوق کی طرف واپس آ گئے۔ ایک شب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو فرما رہے تھے کہ "بیٹا! تم بولتے کیوں نہیں ہو؟" اس پر آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا: "آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) میں عجمی ہوں، میں اپنی زبان فصیح عربی بولنے والوں کے سامنے کس طرح کھول سکتا ہوں؟" اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اچھا اپنا منہ کھولو" اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ۷ مرتبہ پڑھی:

"بلا پروردگار کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ"

جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو آپ کی گوشہ نشینی آپ کے دل سے نکل چکی تھی۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو سننے کے بعد ہزاروں لوگ مسلمان ہو جاتے۔ کئی تو عالم وجد و کیف میں اپنے گریبان چاک کیا کرتے تھے۔ بے شمار ایسے بھی تھے جو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی محفلوں میں آئے تو اپنے پیروں پر چل کر، لیکن وہاں سے رخصت اپنے جنازوں سے ہوئے۔ یہ ہے ان کے کلام کا کچھ حصہ جس سے ان کا آتش عشق ظاہر ہوتا ہے:

Marfat.com

بہ رخ گر زرد شد عاشق، نہ یرقاں باشد و نے دق
طبیبِ عاشقاں داند کہ از بہر چہ بیمار تست

(جب عاشق کا چہرہ زرد و پیلا ہو جاتا ہے، اگرچہ اُس وقت نہ یرقان ہو نہ دِق ہو لیکن عاشقوں کا طبیب تو خوب جانتا ہے کہ مریضِ عشق کیوں بیمار ہے۔)

شُتر چوں مست می گردد، دہانش از علف بندے
اگر مست خُدائی تُو، چرا حرصِ تو بارِ خار ست

(اُونٹ جب مست ہو جاتا ہے تو اُس کا مُنہ چارہ کھانے سے بند ہو جاتا ہے، اے بندے! اس سے تُو نصیحت حاصل کر، اس لئے تو اگر اللہ کا سچا مست ہے، تو پھر تجھے کانٹے کھانے کی حرص و ہوس کیوں ہے؟)۔

روزِ ابر ایں چنیں داری تُو سر درِ کاسہ
گر بجائے قطرہا سنگ از ہوا آید خوش است

("اے عاشق! برسات کے دن میں تُو اپنے سر کو بارش کے قطروں سے بچانے کے لئے خوب ڈھانپ لیتا ہے، حالانکہ میرے یار کی طرف سے اگر بارش کے قطروں کے بجائے ہوا میں سے پتھر بھی آئیں تو میں انہیں بھی اپنی خوش بختی سمجھوں گا۔")

اللہ کے نُور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس

Marfat.com

دُنیائے فانی میں ۹۰ برس تک مقیم رہے۔ اور پھر یہ نور اار ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہجری کے دن اپنے ربّ سے جا ملا۔ اللہ کے اس ولی کے ذکر کے لئے اگر اس دنیا کے تمام دن، تمام مہینے اور تمام سال درکار ہوں، لیکن پھر بھی آپ کو محسوس ہوگا کہ سُننے کی پیاس نہیں بجھی۔ اس لئے ان کے بارے میں باتیں کرتے رہیئے، اور ان کے نُور کو اپنے اطراف پھیلاتے رہیئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اُن کا نُور ہر وقت اس دُنیا کی ظلمتیں مٹاتا رہے گا۔

اے اللہ کریم! آپ نے زمین کو ہمارے قدموں تلے پھیلا دیا۔ اور آسمان کو ہمارے سروں پر سایہ فگن کیا۔ ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے الگ نہ رکھیئے، اے اللہ کریم! ہمیں ہر وقت اُن پاک بازہستیوں کی رفاقت نصیب فرمائیں، جنہیں آپ کی رضا حاصل ہے۔

اے اللہ کریم! جس طرح آپ نے ہمیں یہاں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں ہونے کا شرف بخشا ہے، اسی طرح ہمیں یومِ حشر تک رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے کی عزت عطا کریں۔ ہمیں مومن بن کر رہنے اور مومن کی حیثیت سے مرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین!

Marfat.com

حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کے جمال کا کوئی ثانی نہیں اور نہ ہی اُس کی حکمت کا۔ وہ جس نے دُنیا کے ہر واقعے کی بڑی باریک بینی سے منصوبہ بندی کی ہے، اور یہ کام اُس نے دُنیا کو پیدا کرنے سے بہت پہلے کیا تھا۔ بے شک وہ سارے عالمین کا ربّ ہے۔

درُود وسلام اللہ کے جمال پر، ان پر جو اللہ کے محرم راز ہیں۔ وہ جن کا دل سمندر کی طرح گہرا اور ریشم کے مانند نرم ہے۔

o

سلام، رحمت اور برکتیں آپ کے لئے اور آپ کے گھرانوں کے لئے، سلامتی اُن سب کے لئے جو اللہ کے عاشق ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو بھی اس جام سے پیتا ہے پھر کبھی اِس دُنیا کی طرف لوٹ کر نہیں آسکتا۔ آپ ضرور یہ سوچ رہے ہوں گے کہ اگر اللہ کا عشق یہاں ہر ایک کے لئے ہے، تو اتنے سارے لوگ غلط راستے پر کیوں چلے جاتے ہیں یہ وہ گمراہ کیوں ہو جاتے ہیں؟

Marfat.com

وہ اللہ اور اُس کی محبّت کو کس طرح بھول سکتے ہیں؟ اس سوال کا ایک آسان جواب یہ ہے کہ وہ اپنے دل کو ایک بند خول میں رکھتے ہیں اور یہ خول اتنا سخت ہے کہ وہ اس میں کوئی لطیف جذبہ داخل نہیں ہونے دیتے۔ شیطان یہ خول اُن لوگوں کے دلوں پر چڑھا دیتا ہے جو اہلِ دُنیا ہیں۔ یہ خول تحفظ کا ایک جھوٹا احساس ہے۔ اور یہ تحفظ مال و دولت، شہرت اور طاقت کی صورت میں ہے۔

ان لوگوں کے خیال میں اگر یہ چیزیں اِن کے پاس ہیں، تو وہ اس دُنیا میں محفوظ ہیں اور اُن کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو وہ تمام عمر اُن ہی تحفظات کے پیچھے دوڑتے رہتے ہیں، اور اس طرح اس خول کو سخت سے سخت تر بناتے رہتے ہیں۔ اُسے اس قدر بند کر دیتے ہیں کہ اس میں کوئی لطیف جذبہ داخل نہ ہو سکے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ آپ نے گُلاب کی ایک خوبصورت کلی کو اُٹھا کر ایک ڈبّے میں رکھ دیا۔

اَب وہ اپنی حماقت میں اس ڈبّے کو بہت ساری تاروں اور رسیّوں سے لپیٹ دیتے ہیں یہ سوچ کر کہ وہ اُس خوبصورت کلی کو محفوظ کر رہے ہیں۔ مگر اس کوشش میں وہ بھول جاتے ہیں کہ گُلاب کی وہ کلی ایک نازک چیز ہے، اُسے اس کی بقا،

Marfat.com

کے لئے سورج کی روشنی، ہوا اور غذا کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے وہ اپنے اس تحفظ دینے کے عمل میں اس قدر مسرور ہیں کہ روزانہ دنیا سے ایک نئی رسی لاتے ہیں اور اس ڈبے کے گرد لپیٹ دیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ چند ہی دنوں میں انہیں احساس ہو جائے گا کہ وہ پھول مرجھا گیا ہے اور اس کی خوشبو اور خوبصورتی ختم ہو چکی ہے۔

یہی صورتِ حال انسانی دل کی ہے۔ ایک انسانی دل گلاب کی کلی کی طرح معصوم اور لطیف ہے۔ اس کی بقا بھی روشنی، ہوا اور غذا میں مضمر ہے۔ روشنی دراصل آپ کے اللہ کا نور ہے جسے فقط وہ دل ہی حاصل کر سکتے ہیں جو نرم اور کھلے ہیں اور جو دنیا کی رسیوں کو اپنے گرد لپٹنے نہیں دیتے۔ ایسے دلوں کے لئے ہوا ذکرِ اللہ ہے، جو جب اُن میں داخل ہوتی ہے تو انہیں دھڑکنے کی قوت عطا کرتی ہے۔ یہ دھڑکن ''اللہ ھو'' کا ذکر ہے، یعنی سچے دلوں کے لئے حیات بخش۔

ایک زندہ دل کے لئے غذا عشق ہے، یعنی عشقِ الٰہی اور عشقِ محمدیؐ۔ یہ عشق دل کو توانائی بخشتا ہے اور اس کے بغیر دل بھوک سے مر سکتا ہے۔ اسی لئے تو حسرت موہانیؒ نے فرمایا ہے کہ:

Marfat.com

ے عشق سے تیرے بڑھے کیا کیا دلوں کے مرتبے
مہر ذرّوں کو کیا، قطروں کو دریا کر دیا
کیوں نہ ہوں، تیری محبّت سے منوّر جان و دل
شمع جب روشن ہوئی، گھر میں اُجالا کر دیا
سب غلط کہتے تھے لُطفِ یار کو، وجہِ سکُوں
دردِ دل اس نے تو، حسرت اور دُونا کر دیا

یہ دردِ دل دراصل ایک مومن کے دل کے لئے سکُونِ دل ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عاشق اس درد کی آرزو کرتا ہے اور جب یہ درد تڑپ میں تبدیل ہو جاتا ہے، تو شاعر بے اختیار کہتا ہے کہ:

ے بہر قتلم چوں کشند تیغ، نہم سر بہ سجُود
اُو بہ ناز عجبے، من بہ نیاز عجبے

(جیسے ہی اس نے میرے قتل کے لئے تلوار کھینچی، میں نے سجدے میں سر جُھکا لیا، کیا عجب ناز و ادا اُن کی اور کیا عجب تسلیم و نیاز میری)۔

عشق وہ لطیف جذبہ ہے، وہ پہلا جذبہ ہے، جو انسانی دل میں داخل ہوا، اور پھر وہ انسان ایک معمولی انسان سے

Marfat.com

ایک عاشق بن گیا۔ تو پھر آپ ایک عاشق کا حال کیسے بیان کریں گے ؛ " بکھرے بال، چاک گریباں ، پریشاں حال، سوجی آنکھیں اور زرد چہرہ۔" جہاں کہیں بھی آپ کو یہ حلیہ نظر آئے، تو سمجھ جائیے کہ آپ حقیقت میں ایک عاشق کا چہرہ دیکھ رہے ہیں، ایسے شخص کا چہرہ دیکھ رہے ہیں جس کی زبان پر صرف اس کے محبوب کا نام ہے، جس کی ہر سانس بس اُس کے محبوب کے لئے ایک آہ ہے، جس کی نگاہ میں صرف اُس کے محبوب کا چہرہ ہے۔ جہاں کہیں بھی آپ کو ایسا شخص نظر آئے، اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیجئے کیوں کہ اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے۔ اس کا تعلق آپ سے نہیں ہے، حتیٰ کہ خود اپنے آپ سے بھی نہیں۔ اُس کا تعلق صرف اُس کے معشوق سے ہے ، اُس کے محبوب سے ہے :

؎ چھوڑو مجھے بے خود ، میرا آرام یہی ہے
بے نام و نشاں رہنے دو، بس نام یہی ہے
لے ! سر سے قدم تک ہوں جلا شمع کی مانند
شاید کہ میاں ، عشق کا انجام یہی ہے !
سوجھے نہیں دن رات، تیرے دھیان میں پیارے
اپنی تو سحر ہے یہی ، اور شام یہی ہے

Marfat.com

بے چارہ عاشق چاہتا ہے کہ اُسے کوئی نہ پہچانے، اُسے کوئی پریشان نہ کرے، ہر کوئی اُسے تنہا چھوڑ دے تاکہ وہ عشق کی آگ میں جلتا رہے۔ وہ اپنے دردِ دل کی دَوا نہیں مانگتا۔ اُسے اپنے مرض کے لئے کسی طبیب کی ضرورت نہیں۔ لیکن کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ عشق اور مُشک چھُپے نہیں رہ سکتے؟

کبھی کبھی عشق اتنا کھُل کر سامنے آتا ہے اور اتنا مشہور ہو جاتا ہے کہ نہ صرف اس کے بارے میں بات کی جاتی ہے اُس کے اپنے زمانے میں، بلکہ اس کا تذکرہ صدیوں تک جاری رہتا ہے جو لاکھوں عاشقین کے دلوں کو گرماتا ہے۔ (تو پھر) یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم عشق کے بارے میں اتنی باتیں نہ کریں، جب ہم عاشق و معشوق کی باتیں کر رہے ہوں، جام و سرور کی، کیف و مستی کی، رنگ و نظر کی۔ اور ہم حضرت محبوبِ الٰہی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کی باتیں نہ کریں؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری محفل عشقِ نظامی کے جذب و مستی کے رنگ میں رنگ نہ جائے؟ کہ یہ اس کی تال میں جھوم نہ اُٹھے کہ: "چھاپ تلک سب چھین لی رے موسے نینا ملائی کے ...."

یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سب حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے چشتی رنگ میں رنگ نہ جائیں، اللہ

Marfat.com

کے خوبصورت عاشق کے رنگ میں۔ اپنے وقت کے مشہور تاریخ دان، ضیاء الدین بارانی، حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں دنیا کو بتاتے ہیں کہ "شیخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ اپنے حلقۂ ارادت میں ہر قسم کے لوگوں کو قبول فرماتے تھے چاہے وہ معتبر ہوں یا غریب، پڑھے لکھے ہوں یا ان پڑھ، سپاہی ہوں یا جنگجو، آزاد ہوں یا غلام ہوں، یہ لوگ ہر قسم کے نامناسب کام سے اجتناب کرتے، کیونکہ وہ خود کو شیخ کے مرید سمجھتے تھے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات کے نتیجے میں عام مخلوق مرد اور عورتیں، جوان اور بوڑھے، دکان دار اور ملازم، بچے اور غلام، سب نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد میں آتے تھے۔ غیاث پور شہر تک کے تمام راستے میں کئی سرائے تعمیر کئے گئے، کنوئیں کھودے گئے، پانی کے کوزے رکھے گئے، اور ہر سرائے میں ایک قاری مقرر کیا گیا تاکہ شیخ کے پاس جانے والے لوگوں کو اپنی نفلی عبادات کی ادائیگی میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

شہر کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جہاں نیک لوگوں کا ہر ماہ یا ہر بیس دن میں اجتماع نہ ہوتا ہو جہاں وہ صوفیانہ کلام پیش کرتے جو آنکھوں کو اشکبار کر دیتا۔ حضرت محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ ایک نرم دل اور مہربان بزرگ تھے۔ ایک بار آپ رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

کو حالتِ جذب میں یہ سنائی دیا کہ: "حشر والے دن جو سب سے زیادہ انعام کے قابل کام ہوگا وہ ہے کسی انسان کے دل کو سکون پہنچانا۔"

(بس پھر) ساری زندگی آپ رحمتہ اللہ علیہ اسی اصول پر کار فرما رہے اور مغموم دلوں کو سکون پہنچاتے اور غریبوں کی مدد فرماتے رہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ دُنیاوی ترغیبات کو سختی سے رَد کیے بغیر کوئی تقدّس کی زندگی نہیں گزار سکتا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ: "دُنیا کو رَد کرنے کے معنی یہ نہیں کہ آدمی اپنے لباس سے بے نیاز ہو اور ایک پھٹا ہوا کپڑا اوڑھ کے بے کار بیٹھا رہے، دُنیا کو رد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کپڑے پہنے، کھائے پیئے، جو (بلا مانگے) ملے اُسے قبول کرلے لیکن اُس کو ذخیرہ نہ کرے۔ آدمی کو کسی چیز پر دل لگانا نہیں چاہیئے۔" یہ ہے دُنیا کا رد کرنا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے مُریدوں کو ہدایت کرتے کہ وہ اپنے دشمنوں سے بھی اچھا برتاؤ کریں اور اکثر اوقات شیخ شجاع الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا کرتے کہ:

وہ جو میرا دوست نہیں اللہ اس کا دوست بنے
اور جو میرا بدخواہ ہے اُسے زندگی میں خوشی زیادہ ملے

Marfat.com

وہ جو میری راہ میں دشمنی کے باعث کانٹے بچھائے
اُس کے گلشنِ حیات میں کھلنے والا ہر پھول بغیر کانٹے کا ہو۔

شیخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کا اصل تعلق بخارا سے تھا لیکن منگولوں کے حملوں کے دباؤ سے انہیں ہندوستان کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ خواجہ علی اور خواجہ عرب مستقبل کے شیخ کے دادا اور نانا نے ہندوستان پہنچ کر بدایوں میں قیام کیا۔ بدایوں میں ہی خواجہ عرب نے اپنی صاحبزادی بی بی زلیخا کی شادی خواجہ علی کے صاحبزادے، خواجہ احمد سے کر دی شیخ نظام الدّین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ۶۳۶ھ ہجری (۱۲۳۹ء عیسوی) میں صفر کے آخری چار شنبے کو ہوئی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام محمد رکھا گیا لیکن آپ مشہور ہوئے نظام الدّین اولیاء کے لقب سے۔

آپ کی کم عمری میں ہی آپ کے والدِ گرامی کا انتقال ہوا اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ نے کی جو ایک پارسا خاتون تھیں۔ بدایوں کے پُرسکون رُوحانی ماحول نے حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے امن پسند مزاج پر گہرا اثر ڈالا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کو اس جگہ سے محبت تھی، اور آپ تقریباً بیس (۲۰) سال وہاں رہے اور اپنی تعلیم مکمل کی۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا پُوربی لہجہ بھی بدایونی اثر کا شاہد تھا۔

Marfat.com

داراشکوہ کے بیان کے مطابق روحانی وجد کے لمحات میں شیخ فرمایا کرتے کہ: "(یومِ میثاق میں) میں نے اپنے اللہ سے جو عہد کیا تھا' وہ (بھی) پوربی لہجہ میں تھا۔"

حضرت محبوبِ الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کے اپنے وقت کے دو مشہور اُستاد تھے، یعنی شادی مغری رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا علاؤالدین اصولی رحمتہ اللہ علیہ۔ "قدوری" کی تکمیل کے بعد یہ مولانا اصولی رحمتہ اللہ علیہ ہی تھے جنھوں نے دستارِ فضیلت نوجوان شیخ کے سرِ مُبارک پر باندھی۔ یہ دستار شیخ نظام الدین اولیا رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ نے بڑی محبّت سے بنائی تھی۔ جس کے لئے انہوں نے نہایت مُشکل سے ایک معمولی کپڑا مہیّا کیا تھا اور دستار بندی کے لئے بہ ٹکڑے پیش کئے تھے۔

مولانا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس میں کچھ اپنی جیب سے شامل کئے اور ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں بدایوں کے علماء اور بزرگوں کو مدعو کیا گیا۔ پگڑی کی ہر لپیٹ پر حضرت نظام الدّین اولیا رحمتہ اللہ علیہ شُکرانے کے طور پہ اپنے اُستاد کے آگے جُھک جاتے۔ بدایوں کے ایک معروف درویش حضرت علی مولا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "اے مولانا! یہ ایک عظیم آدمی بنیں گے۔" اس پر مولانا اصولی رحمتہ اللہ علیہ نے اُن سے پوچھا کہ:

Marfat.com

"اس پیش گوئی کا سبب کیا ہے"؟ فرمایا کہ" : کون دستار پہننے کے بعد اپنے اُستاد کے آگے جُھکتا ہے۔ اور ان کے مستقبل کی عظمت کی دوسری نشانی یہ ہے کہ" : اُن کی پگڑی میں ریشم کا ایک دھاگہ بھی شامل نہیں"۔

۲۰ سال کی عمر کو پہنچنے پر شیخ رحمتہ اللہ علیہ کا خاندان بدایوں سے دہلی منتقل ہوا۔ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے ابتدائی ایام اپنی والدہ اور ہمشیرہ کے ساتھ نہایت غربت میں بسر ہوئے۔ کئی کئی دن ایک روٹی کے بغیر ہی گزر جاتے تھے اور گھرانے کو بھوک کی شدت اور فاقہ کشی برداشت کرنی پڑتی تھی۔

جب گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہ ہوتا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ فرماتیں" : نظام الدین! آج ہم اللہ کے مہمان ہیں"۔ نوجوان نظام الدین کو اس جملے سے بڑا روحانی سکون محسوس ہوتا اور اس جملے کو سننے کی ہمیشہ تڑپ رکھتے۔ چند ہی برس کے بعد والدہ کا شفیق سایہ بھی آپ کے سر سے اُٹھا لیا گیا اور اپنی آخری سانس میں والدہ نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر کہا" : اے میرے ربّ! میں اسے آپ کے سپرد کرتی ہوں"۔

شیخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "اگر

Marfat.com

میری والدہ میرے لئے سونے جواہرات سے بھرا ایک گھر چھوڑ جاتیں تو مجھے اتنا سکون نہ ملتا جتنا کہ ان چند الفاظ سے ملا۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی بھر خود کو اللہ کی حفاظت اور نگہداشت میں محسوس کیا۔ چند عجیب وغریب حالات کے باعث حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے غیاث پور میں مستقل قیام کا فیصلہ کیا۔ تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اب بھی غربت میں بسر ہو رہی تھی۔

لیکن شیخ بس مسکراتے اور فرمایا کرتے کہ: "لگتا ہے کہ ہمارے کام میں اب بھی کوئی نقص ہے اور اسی کی وجہ سے ہمیں بھوکا رکھا جا رہا ہے۔" بدایوں میں ہی شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی بار شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا۔ جب حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ دہلی پہنچے، تو اتفاق سے آپ نے شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے پڑوس میں قیام کیا جو شیخ فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی تھے۔ اپنی نصابی تعلیم کی تکمیل کے بعد شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے درخواست کی کہ: "وہ ان کے "قاضی" بننے کے لئے دُعا فرمائیں۔" مگر شیخ نجیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "قاضی نہ بنیں کچھ اور بنیں۔"

Marfat.com

ایک رات حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد میں تھے، جب مؤذن نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی: (جس کا ترجمہ ہے) "کیا مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل کامل عاجزی سے اللہ کی یاد (ذکر) میں مصروف ہو جائیں"۔ (سورۃ الحدید:۱۶) اس کا حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ پر زبردست اثر ہوا۔ اجودھن (پاک پتن) کی آگ نے اس ولی کے دل کی طرف ایک شعلہ سا پھینکا اور آپ اجودھن کے لئے روانہ ہوئے۔ بغیر کسی رقم یا سامان و اسباب کے۔

جب شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں داخل ہونے کا وقت آیا تو حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اضطراب محسوس کیا۔ لیکن باباصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا اس شعر سے استقبال کیا، جس کا ترجمہ ہے: "تمہاری جدائی کی آگ نے ہمارے دلوں کو جلا دیا ہے۔ تم سے ملنے کی تمنا کی آندھی نے ہماری زندگیوں کو تباہ کر دیا۔"

ایسا لگتا تھا کہ یہ پہلی نظر کی محبت تھی، لیکن اصل میں یہ محبت تو نگاہیں ملنے سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔ ایک دن اجودھن میں حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ان کے دہلی کے دنوں کے ایک ساتھی طالب علم سے ملاقات ہوئی۔ شیخ کو پھٹے پرانے

Marfat.com

کپڑوں میں دیکھ کر اس نے حیرت سے پوچھا: "مولانا نظام الدین! آپ پر یہ کیسی بدقسمتی آن پڑی ہے؛ اگر آپ دہلی میں پڑھاتے، تو آپ کے ساتھ ہرگز ایسا نہ ہوتا"۔

شیخ نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، لیکن یہ ساری بات اپنے مرشد کو بتادی۔ مرشد نے فرمایا کہ: "جب اگلی بار اس سے ملاقات ہو تو اسے یہ شعر سنا دینا۔

"تو میرا ہمسفر نہیں ہے۔ جا اپنی راہ لے۔ (خدا کرے) خوش حالی تیرے حصے میں آئے اور بدحالی میرے حصے میں"۔

شیخ نے پھر حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ: وہ باورچی خانے سے کھانے کی ایک طشتری اٹھا لائیں۔ اور اسے سر پر رکھ کر اپنے دوست کے پاس لے جائیں"۔ جب آپ نے ایسا کیا تو آپ کا دوست شیخ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ سے ملنے آیا۔ وہ آپ سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے آپ کے حلقے میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔

ہم نے آج کی گفتگو کا آغاز محبت سے کیا تھا۔ یہ محبت ایک بڑا گہرا لفظ ہے سلسلۂ چشتیہ میں۔ یہ اور بھی گہرا ہو جاتا ہے جب اس میں نظامی رنگ شامل ہوتا ہے۔ آپ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ پر لکھی گئی کوئی بھی کتاب اٹھائیں تو

Marfat.com

آپ کو اُس میں صرف محبّت کی زبان ملے گی، اور ملاحظہ ہو کہ اُس محبّت کو حضرت نظام الدّین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے پیارے مرید حضرت امیر خسروؔ رحمتہ اللہ علیہ نے کس خوبصورتی سے گایا ہے۔

پوری کائنات میں وہ بہترین اُستاد کون ہے جو محبّت کے سبق پڑھائے، ظاہر ہے کہ آپ کہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم، جن کو عشق کے یہ اسباق براہِ راست اُن کے ربّ نے سکھلائے ہیں۔ تو جب اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کو اس دُنیا پر ظاہر کرنے کا فیصلہ کیا، پھر وہ اس دربار کو کیوں نہ چُنتے جو صدیوں سے ہر ایک کو عشق کے رنگ میں رنگ رہا ہے۔ جو صدیوں سے دلوں کو فراق کے شعلوں سے جلا رہے ہیں، اور جو صدیوں سے ارواح کو اپنے معشوق کے رقصِ محبوبیّت کے گرد گھما رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ دربارِ محبوبِ الٰہی ہی وہ جگہ ہے جہاں سے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نظامیہ نوُریہ کا آغاز سال ۲۰۰۰ء عیسوی میں ہوا۔ سلسلۂ نظامیہ نوُریہ، اور حلقۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ نوُریہ یکجا ہوئے فقط ایک مقصد کے لئے۔

محبّت کی خوشبو کو ان مشکل وقتوں میں پھیلائیں۔ اور برداشت اور امن کی زبان کو فروغ دیں جو بیشتر لوگوں نے بُھلا دی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حقیقی حسن پر باتیں کی جائیں،

Marfat.com

یعنی عشق کے بارے میں، عاشق اور معشوق کے بارے میں۔

حضرت نظام الدّین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اس شدّت کو "سُلگائی ہوئی ایک آگ" قرار دیا۔ اور پھر مزید فرمایا کہ "ایک مرتبہ مجھے خواب میں کوئی شے دکھائی دی اور میں نے یہ شعر کہا: "اے دوست! تُو نے مجھے امید کے ہاتھوں مار دیا ہے"۔ اور ایک مرتبہ پھر خواب میں دہرایا۔ "اے دوست! تُو نے مجھے اُمید کے زخم سے مار دیا ہے"۔ لیکن پھر مجھے احساس ہوا کہ یہ تو اس سے بڑھ کر تھا۔ "اے دوست! تُو نے مجھے اُمید کی تلوار سے مارا"۔

اور کون ہے جو امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کے ان خوبصورت الفاظ سے لُطف اندوز نہ ہوتا ہو۔:

"تُو نے میرے جسم سے رُوح کھینچ نکالی، مگر پھر بھی
تُو ابھی تک رُوح میں موجود ہے
تُو نے درد بھی دیا اور دوا بھی تم ہی ہو
تُو نے سرِعام میرا سینہ چیر ڈالا
لیکن تم پھر بھی میرے سینے میں چھُپے ہوئے ہو
تُو نے میرے دل کی بادشاہت ہی تباہ کر دی
ناز و ادا کی تلوار سے
اور پھر بھی تم اس جگہ کے حکمران ہو۔"

Marfat.com

محبت کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی کوئی انتہا۔ بس یہ ہر وقت موجود رہتی ہے، یہ تو دلوں کا کام ہے کہ بڑھ کر اسے محسوس کریں۔ ایک بار جو انہیں عشق کا جام مل جائے، پھر کوئی شے بھی انہیں اس جام سے الگ نہیں کر سکتی۔ یہ ہے محبت کی طاقت۔ لیکن کبھی کبھی عاشق کے بغیر ایک لمحہ بھی (خود) موت ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸ ربیع الثانی کے دن اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔ اور اس کے صرف چھ ماہ بعد ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیارے مُرید امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بھی اُن سے جا ملے، تو آپ کس طرح محبت کرنے والوں کو جُدا کر سکتے ہیں۔ خاص طور سے کہ جب یہ عشق کا سبق خود اللہ سکھائے۔

دراصل محبت میں جُدائی ہے ہی نہیں۔ کیا خوب کہا ہے خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے: "لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ زندہ اس لئے ہیں کہ اُن میں رُوح ہے۔ لیکن میں زندہ اس لئے ہوں کہ میرے اندر محبت ہے۔ میں شہید ہوں محبت کے عطا کردہ کرب کے باعث۔

(کیوں کہ ایک عاشق کی نظر میں محبوب کے دیئے ہوئے کرب سے بڑھ کر کوئی شے عزیز تر نہیں ہے۔)

آمین

Marfat.com

یکم اپریل ۲۰۱۱ء (۱۶۳)

صُوفی

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کی شانِ جلالت پُوری دُنیا پر محیط ہے، اور جس کی برکتیں اس زمین پر بارش کے ننھے قطروں کی طرح برستی ہیں؛ صرف وہ جو بابرکت ہیں، وہی اِن نعمتوں کو حاصل کرتے ہیں۔ بے شک اللہ بہت ہی معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔

درُود و سلام اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہیں بڑے پیار سے مدثر و مزمل کہا گیا ہے۔ وہ جن کا دل دُنیا کے تمام سونے چاندی سے کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

—— ○ ——

رحمت، برکت اور سلامتی آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن تمام نرم دلوں اور نیک اعمال پر جو اپنے اللہ کو ہر وقت راضی رکھتے ہیں۔

آج ہم اس پر گفتگو کریں گے کہ ایک صوفی کو کس طرح اپنے شب و روز گزارنے چاہیئے۔ اکیسویں صدی کے تصوّف کے نہج و

Marfat.com

منکرات کیا کیا ہیں۔ آئیے پہلے اس کا خلاصہ کریں کہ صوفی کہتے کس کو ہیں، اور آئیے یہ بھی دیکھتے ہیں کہ اس کے بارے میں اس راہ کے مختلف بزرگوں نے کیا فرمایا ہے۔

حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک بڑی خوبصورت مثال دی ہے " کچھ دل تالاب یا حوض کی طرح ہوتے ہیں جس میں پانی ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ (اور یہ تالاب اور حوض صوفی اور مشائخ ہوتے ہیں)۔ ان صوفیوں اور مشائخ نے عالموں اور زاہدوں کے دلوں کو صاف کیا ہے۔ ان لوگوں کے دل بھی اسی طرح کے تالاب اور حوض بن گئے ہیں "

ایک بار حضرت مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ " میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور وہاں صحابہ کرام بھی موجود تھے۔ اور میں نے انہیں تالاب اور حوضوں کی طرح پایا، کیوں کہ ان کے دل علوم کے حافظ اور نگہبان تھے "۔ تو اب ہم جانتے ہیں کہ صوفی اسرارِ الٰہی کے محافظ (حافظ) ہیں کیوں کہ انھوں نے دُنیا کی طرف کوئی رغبت نہیں کی۔ اور جب تقویٰ کی جڑیں اُن میں مضبوط ہوگئیں، پھر اُس پرہیز اور تقویٰ کے باعث اُن کے نفوس پاک ہوگئے، اور زُہد کی وجہ سے اُن کے دل صاف و شفاف ہوگئے۔

Marfat.com

پھر زُہد کی حقیقت سے انہوں نے دُنیا سے اپنے تعلق کو توڑ دیا۔ پھر اُن کے جسموں کا ہر ایک پور کھُل گیا اور انہوں نے اپنے دل کے کانوں سے سُننا شروع کیا۔ ایک مرتبہ کسی نے شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ "آپ کس کو صوفی قرار دیتے ہیں"؟ آپ نے جواب دیا کہ: "میں اُن اشخاص کو صوفی کہتا ہوں جو اپنی عقل کی کلیات کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر استقامت سے قائم رہتے ہیں اور اس کی طرف ہر وقت متوجہ ہیں اپنے دل و جان سے اور اپنے نفس کے وسوسوں سے بچنے کے لئے۔ وہ اپنے مُرشد کا ہاتھ مضبوطی سے تھامتے ہیں۔"

"میری نظر میں یہی لوگ صوفی ہیں اور درحقیقت یہی سچے صُوفی کی تشریح ہے۔ میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اپنے آقا و مولیٰ سے فقر کا تعلق رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں دُعا فرماتے تھے: "الٰہی مجھے طرفۃ العین کے لئے بھی نفس کے حوالے مت کر اور میری نگہبانی اس طرح فرما جیسے بچّے کی کرتے ہیں۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: "ہر ایک چیز کی چابی ہے اور جنّت کی چابی مساکین اور صابروں سے محبّت کرنا ہے کیونکہ یہی

Marfat.com

وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے"۔ ایک مرتبہ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ: "کیا آپ ایک فقیر کی تشریح کر سکتے ہیں؟" تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "فقیر وہ ہے جو اللہ کے سوا کسی کی پرواہ نہیں کرتا"۔

حضرت ابوحفص رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ: "تصوّف کُلیّہ آداب ہیں کہ ہر وقت کا ایک ادب ہے، اور ہر حال کا ایک ادب ہے، اور ہر مقام کا ایک ادب ہے، اور جس شخص نے آدابِ اوقات کو اپنے ذمہ لے لیا تو وہ مردوں کے مرتبہ کو پہنچ گیا اور جس نے ان آداب کو ضائع کر دیا تو وہ اس راہ سے دُور ہو گیا"۔

شیخ ابومحمد جریری رحمتہ اللہ علیہ سے جب ایک بار تصوّف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "تصوّف اعلیٰ اخلاق میں داخل ہونے اور تمام ادنیٰ اخلاق کو ترک کرنے کو کہتے ہیں، جس کے معنی ہیں کہ تصوّف اعلیٰ ترین اخلاق کا حصول اور ادنیٰ اخلاق کا ترک کرنا ہے"۔ ایک بار حضرت ذوالنّونؒ مصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: "سواحلِ شام پر میری ملاقات ایک خاتون سے ہوئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ "تم کہاں سے آئی ہو؟" تو اُس نے جواب دیا کہ "میں اُن لوگوں میں سے آئی ہوں جن کے بارے میں اللہ نے کہا ہے کہ "جو خواب گاہوں کو اپنے پہلو سے الگ رکھتے ہیں"۔

Marfat.com

پھر میں نے اس سے پوچھا کہ "تمہیں جانا کہاں ہے؟" اس نے کہا: "میں اُن لوگوں کے پاس جاؤں گی جن کے بارے میں اللہ نے کہا ہے کہ "جن کو اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت"۔" پھر میں نے اس سے کہا کہ "کیا تم مجھے ان لوگوں کے اوصاف کے متعلق کچھ مزید بتا سکتی ہو؟" اس نے کچھ اشعار پڑھے:

"ارادے ان کے سارے اپنے خالق سے ہیں وابستہ
نہیں ایسے وہ، دول ہمّت کہ، جوڑیں غیر سے رشتہ
بس ان کا آقا و مولیٰ ہی ایک مقصود ہے اُن کا
ہے اُن کا مقصد و مطلب خدائے واحد و یکتا
ہوئے آباد وہ دُنیا سے کٹ کر سیل گاہوں میں
پہاڑوں کی بُلندی پر ملے گا آستاں اُن کا"

صوفی کی تشریح کرتے ہوئے ایک اور خوبصورت بات حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمائی ہے کہ "صوفی بالکل زمین کی طرح ہے۔ دُنیا کی تمام غلاظت ان کے اندر جاتی ہے، لیکن جو اس میں سے نکل آتا ہے وہ ہمیشہ اچھا اور میٹھا ہے"۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ "صوفی اس سرزمین کی طرح ہے، جس کو سب لتاڑتے ہوئے گزرتے ہیں، نیک یا بدکار سے۔ وہ ایک بادل

Marfat.com

کے مانند ہیں جو ہر وقت ہر ایک پر سایہ کئے رکھتے ہیں ۔ وہ بارش کی طرح ہیں جو ہر وقت ہر ایک کو سیراب کرتے ہیں"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلام کی دعوت ہمیشہ قبول فرماتے، سواری کے لئے گدھا استعمال کرتے اور صوف کے بُنے ہوئے کپڑے زیب تن فرماتے"۔ یہ یہی نسبت ہے جس سے لفظ صُوفی وجود میں آیا اور لوگوں نے اس قسم کا لباس پہننا شروع کیا، کیونکہ یہ ہلکا اور نرم ہے اور انبیاء کا لباس ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے ایسے ۷۰ اصحابِ بدر کو دیکھا جو صوف سے بنے لباس پہنے جنگِ بدر میں شریک تھے"۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ اُن کے بارے میں بیان کرتے تھے کہ:

"یہ وہ ہیں جو شدید بھوک کے باعث زمین پر گر جاتے تھے اور بدّو انہیں دیوانہ سمجھتے تھے۔ اُن کے کپڑے صوف کے بنے ہوئے تھے اور جب انہیں پسینہ آتا یا بارش سے اُن کے کپڑے بھیگ جاتے، تو اُن سے چمڑے کی بُو آتی، وہ بہت کم کھاتے تھے اور اُن کا لباس بس سَتر ڈھانپنے کے لئے ہوتا تھا۔ انہوں نے سب کچھ چھوڑ دیا تھا اور صرف اپنے اللہ اور آخرت کے کام میں

Marfat.com

مشغول رہتے تھے۔ وہ اس کام میں اتنے مگن تھے کہ انہیں اس دنیا کے لئے وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ اصحابِ صُفّہ کی شان میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اور اے پیغمبر! ان لوگوں کو مت نکال لئے جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں اور اس کی رضا کے خواہاں ہیں۔“ اللہ ایک دوسری آیت میں فرماتے ہیں ”آپ خود ہی ان لوگوں کے ساتھ صبر اختیار کریں جو اپنے پروردگار کو صبح و شام پکارتے ہیں۔“

صوفی بھی بالکل اصحابِ صُفّہ کی طرح ہیں کیوں کہ وہ بھی مل جل کر پیار سے رہتے ہیں۔ یہ اصحابِ صُفّہ تعداد میں ۴۰۰ کے قریب تھے اور مدینے میں ان کا کوئی گھر نہیں تھا۔ وہ مسجدِ نبوی میں ایک چبوترے پر بیٹھا کرتے تھے جس طرح صوفی خانقاہ میں رہتے ہیں۔ ان اصحابِ صُفّہ کا کوئی ذریعۂ معاش نہیں تھا سوائے لکڑیاں کاٹنے اور کھجور کی گٹھلیاں زمین سے چن کر جمع کرنا، اور رات کے وقت وہ قرآن کی تلاوت کیا کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو دلاسہ دیتے، اُن کی تعلیم فرماتے، اور اپنا (کچھ) وقت اُن کے ساتھ گزارتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ کھانا بھی تناول فرماتے تھے۔ قرآن پاک میں اللہ نے فلاح پانے والے لوگوں کے بارے بہت ساری باتیں کی

Marfat.com

ہیں۔ اُس نے اِن لوگوں کو ابرار اور کبھی مقرّبین کہا ہے۔ اُس نے ان کے لیئے صابرین، ذاکرین، صادقین اور محسن جیسے الفاظ بھی استعمال کیئے ہیں۔

لفظ "صوفی" میں مذکورہ بالا تمام اوصاف موجود ہیں۔ اگرچہ یہ لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں استعمال نہیں ہوتا تھا اور پہلی بار یہ لفظ تابعین کے زمانے میں استعمال ہوا۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک بار میں نے ایک صوفی کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ میں انہیں کچھ دینا چاہتا تھا، مگر انہوں نے اُسے قبول نہیں کیا۔" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لفظ "صوفی" حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں استعمال ہوتا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُورِ مصطفوی کے ظاہری وجود نے دُنیا سے پردہ فرمایا، تو لوگوں نے رفتہ رفتہ دُنیا کی لذّتوں میں ملوّث ہونا شروع کیا۔ اس وقت کچھ لوگوں نے اس سے بچنے کے لیئے گوشہ نشینی اختیار کی، وہ صرف کبھی کبھی ملا کرتے تھے۔ اہلِ صُفہ کی طرح وہ خود کو یادِ الٰہی میں مصروف رکھتے تھے۔ اس طرح انہیں نہ فقط ایمانِ ظاہری حاصل ہوا، بلکہ انہیں ایمانِ باطنی بھی نصیب ہوا۔

Marfat.com

حضرت ہریسہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "جب مجھے غیر معمولی ایمان کے مرتبے کا کشف ہوا، جو عام لوگوں میں نہیں پایا جاتا ہے، تو اُس وقت میں حقیقی اور صحیح معنوں میں مومن بن گیا"۔ یہ وہ علوم تھے جو پہلے عام نہیں تھے۔ ان علوم کی نئی اصطلاحات وجود میں آئیں جن سے اُن کی رُوحانی مشاہدات وتجربات کی تشریح ہوسکتی تھی، اور اس کو علمِ تصوّف کہا جانے لگا۔ اُس وقت سے لفظ "صوفی" عام ہو گیا۔

حضرت شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: "یہ علم ان کی نشانی ہے اور علمِ الٰہی اُن کی صفت ہے، عبادتِ الٰہی اُن کا سراپا ہے، اور تقویٰ اُن کا لباس ہے۔ حقیقتِ الٰہی کے اسرار اُن کے حقائق ہیں"۔

اکیسویں صدی کے صوفی کا روّیہ کیسا ہونا چاہیئے؟ یا کیا ہمیں یہ کہنا چاہیئے کہ صرف اُن ہی لوگوں کو صوفی مانا جائے جو گدڑی پہنے ہوئے ہوں اور دُنیا سے کنارہ کش ہوں؟

حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا کے بارے میں لوگوں کا یہی خیال ہے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ اگر آپ تصوّف کی تشریح کرنا چاہتے ہیں تو اُسے ایک لفظ میں کرسکتے ہیں، اور وہ لفظ

Marfat.com

ہے" دل"۔ تصوّف میں ہمیں صرف ایک چیز کرنی چاہیئے اور وہ یہ کہ، آپ کو اپنے دل پر سخت اور کڑی نگاہ رکھنی چاہیئے۔

دل ہی وہ واحد چیز ہے جسے اگر آپ درست حالت میں رکھتے ہیں، تو پھر آپ کا پورا وجود صحیح حالت میں رہے گا۔ لیکن اگر یہ چھوٹا عضو صحیح کام کرنا چھوڑ دے، تو اس شخص کا پُورا وجود تباہ ہو جاتا ہے۔ یہ سوال اُٹھ سکتا ہے کہ اس بات کا تعین کیسے کیا جائے کہ جسم کے اس اہم حصّے میں کوئی خرابی پیدا نہ ہونے پائے۔

ایک شخص کا قلب اُس کا روحانی دل ہے، اور یہ ایک نہایت حسّاس عضُو ہے، حسّاس مگر بہت ہی مضبوط۔ ایک صوفی اس کی نگہداشت کے لئے کچھ اقدامات کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ دل اصل میں ایک پیالہ (ظرف) ہے، جو اللہ کے عرفان کو سنبھالے ہوئے ہے۔ یہ عرفان ہر انسانی بچّے کے دل کو عطا کیا گیا ہے۔ اس عرفان کو پیالہ میں بھرا ہوا ایک شفاف مشروب سمجھیں۔ پیالہ قلب ہے اور مشروب بے رنگ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا انحصار اُس شخص پر ہے کہ وہ اس کو کس طرح رنگا رنگ اور مزیدار بناتا ہے۔

صوفی کا پہلا کام اس قیمتی جام کو دنیا کی تمام گرد و غبار

Marfat.com

سے محفوظ رکھنا ہے۔ لیکن وہ یہ بھی جانتا ہے کہ دُنیا کا سحر اور دلچسپیاں طوفان کی طرح آتی ہیں اور اپنی راہ میں آنے والی ہر چیز کو آلودہ کرتی ہیں۔ اس دُنیا میں رہنے والے ہر آدمی کو اس طوفان کا سامنا کرنا ہے۔ لیکن ایک صوفی اس کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ اس کی آنکھیں دُنیا کی خوبصورتیوں کو دیکھتی ہیں، سونے کی چمک دمک، بروکیڈ، اور ریشم کی رعنائیاں، یہ محلّات کی شان وشوکت، یہ سب اس کے سامنے ہیں۔ یہ منظر اس کی نظر میں تھوڑی دیر تک رہ سکتا ہے۔ لیکن یہ اس کے دل پر کبھی اثر انداز نہیں ہوتا۔ صوفی کی نگاہ میں سونے کے کنکر اور مٹی کے کنکر میں کوئی فرق نہیں۔ ریشم کا لمس اور صوف کا لمس ایک جیسا ہے۔ جَو اور مَتنجن کا ذائقہ ایک جیسا ہے۔ دُنیا کے مزے اس کے دل کو کبھی بھی چھو نہیں سکتے۔

صوفی کی دوسری صفت (یا خوبی) یہ ہے کہ وہ دلوں کے رکھوالے (یا نگہبان) ہیں۔ فرض کیجئے کہ اگر کسی صوفی کی رقم یا قیمتی شئے کھو جائے تو وہ اتنا غمزدہ نہیں ہوگا، جتنا کہ اس احساس سے کہ اُس کی وجہ سے کسی کا دل ٹوٹتا ہے۔ اُس کی نظر میں یہ ایک بڑا گناہ ہے۔ جو کسی حالت میں بھی قابلِ قبول نہیں۔ یہ ہیں تصوّف میں دو اہم ترین کرنے اور نہ کرنے والے 'اَمر و نہی'

Marfat.com

اوّل خود کو دُنیاوی لذّتوں سے بچائے رکھیں اور دوم، کبھی بھی کسی کے دل کو نہ توڑیں یا کسی کے احساسات کو مجروح نہ کریں۔

یہ دو صفتیں اس پیالہ کو دُنیا کی دُھول اور ملبے سے بچاتی ہیں، لیکن ایسا کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ اللہ نے آپ کے قلب کے ظرف میں عرفان کا ایک بیش قیمتی جام بھر دیا ہے۔ یہ جام بے رنگ اور شفّاف ہے۔ یہ تو صرف آپ کی طلب، اور کوشش ہے جو اس کو رنگ دار اور مزیدار بناتی ہے۔ اگر آپ اسے یونہی چھوڑ دیتے ہیں، یعنی اگر آپ اس کی قدر نہیں کرتے، یا اِس کے لئے کوشش نہیں کرتے، تو پھر اس سے نقصان آپ ہی کا ہو گا۔

اس جام کو اُٹھائیں اور اس میں اپنے اخلاق کی شیرینی گھول دیں۔ پھر اپنی ریاضت اور عبادت کا عرق اُس میں نچوڑیں، جو اس میں ایک مزیدار ذائقہ پیدا کرے گا۔ پھر اس میں نبیُ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر بھیجے جانے والے درود و سلام کی خوشبو ملائیں، تاکہ مشروب میں دل نواز مہک پیدا ہو۔ پھر اس کو صبر و شکر کے چمچ سے آہستہ آہستہ ہلائیں، اور اُسے عشقِ الٰہی کی دھیمی آنچ پر رکھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مشروب میں گاڑھاپن آنا شروع ہو جائے گا اور یہ سرور آمیز بن جائے گا۔

کسی بھی وقت جب آپ محسوس کریں کہ عشق کا شعلہ

Marfat.com

دھیما پڑ رہا ہے تو شعلہ پر توبہ کے اشکوں کا چھڑکاؤ کریں حتیٰ کہ کسی عاشق کے سینے سے نکلنے والی آہوں سے بھی اگر اس شعلے پر پھونکا جائے، تو اس سے بھی حدت بڑھے گی۔ لیکن اس شعلے پر چھڑکنے کے لئے بہترین چیز محبت کے وہ سچے آنسو ہیں جو عاشق کی آنکھوں سے اس کے محبوب کے عشق میں چھلکتے ہیں۔

ان خاص اشکوں کے چند قطرے بھی ان شعلوں کو نئی بلندیوں پر لے جائیں گے۔ اور اس مشروب کو اس طرح پکائیں گے کہ اس مزیدار مشروب سے پیدا ہونے والی مہک نہ فقط آسانی سے عاشق کو آئے گی، بلکہ اس کے اطراف موجود تمام لوگوں کو بھی آئے گی۔ ایک صوفی اپنے دل کو اسی طریقے سے رکھتا ہے۔

آپ ایک صوفی کس طرح بنتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس دنیا میں رہنے والا ہر شخص اس شرط پر صوفی بن سکتا ہے کہ وہ پہلے اپنے دل کو عشقِ الٰہی میں جلائے، اس کو عشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انگاروں سے جھلسا دیں۔ دل کی آگ کو اس قدر تیز کریں کہ پورا وجود راکھ بن جائے۔ یعنی معدومیت کی راکھ میں، تاکہ اب آپ نیست ہو جائیں، اور وہ تنہا جو باقی رہے وہ واحد اور اَحد ہو۔

یہ ہمیشہ یاد رکھیئے کہ بقا صرف فنا میں مل سکتی ہے۔

Marfat.com

یہ تصوف کے چند اسباق ہیں۔ انہیں بغور سُنیں اور اُن کے ہر ایک لفظ کو جذب کریں۔ بے شک اس جیسا اچھا سبق بہت کم ملے گا۔

اسی موضوع پر مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"سچا دل ایک بے داغ آئینہ ہے جس میں لا انتہا حُسن کی شبیہیں منعکس ہوتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، کامل ولی کے دل کے آئینے میں، اس لا انتہا وجود کا عکس تھے، جس کی کوئی ہیئت (صورت) نہیں ہے۔ وہ ہستی جو دکھائی نہیں دیتی، یہ ہیئت یا شبیہ کسی آسمان، کسی سمندر اور نہ ہی کسی کائنات میں سما سکتی ہے۔ ان سب چیزوں کی حدیں مقرر ہیں، لیکن دل کے آئینے کی کوئی حد نہیں"۔

(مثنوی: ۸۔ ۳۴۸۵)

اے اللہ، اے اس کائنات کے مالک، ساری تعریفیں آپ کے لئے ہیں اور لاکھوں کروڑوں، اربوں، کھربوں، درود وسلام اے اللہ کریم ! ہمارے دلوں کو امن وسلامتی دیں اور اُن کو بھی جو آپ کے سچے بندے ہیں۔ اے اللہ کریم ! اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتیں نازل فرمائیں، اور اُن کے اُمتیوں پر بھی۔

اے اللہ کریم! آپ معاف کرنے اور رحم فرمانے والے ہیں۔ ہمارے گناہوں کو معاف اور ہم پر رحم فرمائیں۔ ہمیں ہماری عبادات میں استقامت عطا کریں، اور ہماری دُعاؤں کو قبول فرمائیں۔ اے

Marfat.com

اللہ کریم ! ہم آپ کی مدد اور بخشش کے طالب ہیں ۔ ہمیں آپ ہی پر بھروسہ ہے ، ہمیں صبر و شکر عطا کریں اور ہمیں اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیں ۔

اے اللہ کریم ! ہمارے دلوں کو اپنی ، اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دینِ اسلام کی محبت سے بھر دیں ۔ اے اللہ کریم ! اپنی لامحدود رحمت کے صدقے ، ہم سب کو جو یہاں موجود ہیں ، جو غیر حاضر ہیں ، جوان ہیں یا بوڑھے ، مرد ہیں یا خواتین سب کو ایمان کی زندگی دیں ۔ اور اس دُنیا سے رُخصتی کے وقت ہمارا ایمان سلامت رکھیں ۔ اور اسلام پر مستقیم رکھیں ۔

اے اللہ کریم ! اپنی تمام مخلوقات کے دلوں ، اور خاص کر اُمتِ محمدی کے ہر فرد کے دل میں اسلام کے لئے محبت و احترام پیدا فرمائیں ۔ ہمیں ابدی عشقِ الٰہی اور عشقِ محمدی عطا کریں ۔

آمین !

Marfat.com

ذمّہ داریاں بطور عبادت

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو بہت ہی مہربان اور معاف کرنے والا ہے۔ وہ ذاتِ واحد جس کے لئے تمام حمد و ثناء اور سارے اسمائے حسنیٰ ہیں۔ کیا اس جیسا کوئی دوسرا ہو سکتا ہے؟ بے شک وہی احد اور اکیلا ہے۔

درُود و سلام محبوبِ عالم پر، اُن نازک اور خوبصورت آنکھوں پر، جن میں اس وقت چمک پیدا ہوتی ہے جب بھی وہ اپنی اُمّت پر رحمت برستی دیکھتی ہیں، لیکن جو اشک بھی بہائی ہیں اپنی اُمّت کی مغفرت کے لئے۔

O

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو اُن باوفا دلوں کے لئے جو اپنے نبی کے فرمان کو دُنیا کی ہر ایک شئے سے زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں۔ بے شک یہ صحیح راہ پر ہیں۔

جب بھی آپ قدرتی آفات، یا زمان (وقت) کے خاتمے

Marfat.com

کی کوئی علامت پوری ہوتے دیکھتے یا سُنتے ہیں، تو آپ کے احساسات مِلے جُلے ہوتے ہیں۔ آپ ذرا سا خوف زدہ ہوتے ہیں یہ سوچ کر کہ وقت اتنی تیزی سے کیوں بھاگا جا رہا ہے، اور یہ کہ اس سے آپ کتنے متاثر ہوں گے؟ پھر آپ پُکار اُٹھنے میں مجبور ہوتے ہیں کہ "اے میرے ربّ! فقط آپ ہی ہم سب کو بچا سکتے ہیں۔ صرف آپ ہی اُمت کو بچا سکتے ہیں، کیونکہ ہماری نسبت آپکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔" بلاشبہ ہماری نسبت اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے زیادہ اللہ کے پیارے ہیں۔

لیکن کیا اس سے آپ کے کاندھوں پر بڑی ذمہ داریاں نہیں پڑتیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کے خاتمہ کے متعلق بہت ساری باتیں ارشاد فرمائی ہیں، لیکن آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جنہوں نے اس کی کئی نشانیوں کو حقیقتاً صحیح ہوتے دیکھ کر خود کو تبدیل کیا ہے؟ کتنوں نے اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے اللہ سے دُعائیں کی ہیں، کتنوں نے اس مشکل وقت میں رہنمائی کی دُعائیں مانگی ہیں، اور آپ میں سے کتنوں نے ساری اُمت کی بخشش کے لئے صدقِ دل سے اللہ سے التجائیں کی ہیں؟

Marfat.com

یقیناً یہ مشکل زمانے ہیں، اب واقعی زمان کے خاتمے میں زیادہ دیر نہیں ہے۔ وقت سکڑ گیا ہے، دل سکڑ گئے ہیں (اور اس کے ساتھ ہی) نیک اعمال اور لوگوں کی بصیرت بھی سکڑ گئی ہے۔ جیسے جیسے وقت اپنے اختتام کی طرف بڑھ رہا ہے، دنیا کے لئے لوگوں کی حرص اور طمع میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہم اس صورت حال کو بالکل مہمل (عجیب) کہہ سکتے ہیں، یعنی آپ ایک ایسی چیز کے پیچھے دوڑ رہے ہیں جو ختم ہو رہی ہے۔ آپ کی طلب ایک ایسی شے کے لئے ہے جس کا جلد ہی کوئی وجود باقی نہیں رہے گا۔ آپ اس کی زیادہ سے زیادہ طلب کر رہے ہیں جو دن بہ دن کم ہو رہی ہے۔

ایک ایسی چیز جو خود نہیں ہے، آپ کو کیا دے سکتی ہے؟

ایک بجھتی ہوئی شمع آپ کو روشنی کیسے دے سکتی ہے؟

ایک ڈوبتی ہوئی کشتی آپ کو کس طرح تحفظ اور سلامتی فراہم کر سکتی ہے۔ آپ کی کشتی اب بہت پرانی ہو چکی ہے۔ اس میں ہونے والے سوراخوں میں اضافہ ہو رہا ہے، جن کے ذریعے کشتی پانی میں ڈوب رہی ہے۔ آپ سب اس پرانی اور زنگ آلود کشتی کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔ آپ ان شگافوں کو بھی دیکھ سکتے ہیں جن سے پانی اندر بھر رہا ہے۔

آپ یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ یہ کشتی ایک ایسے سمندر

Marfat.com

میں تیر رہی ہے جو چٹانوں سے پُر ہے، اور آپ کو بالکل معلوم نہیں کہ کب یہ کشتی ان چٹانوں میں سے کسی ایک سے ٹکرا کے پاش پاش ہو جائے۔ یہ پورا منظر آپ کے سامنے صاف اور عیاں ہے۔ ایسا کوئی ایک لمحہ بھی نہیں ہے جس میں یہ خطرہ آپ کے سروں پر نہ منڈلا رہا ہو۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

بس بے مقصد اس کشتی میں بیٹھ کر اپنے حیرت انگیز منصوبوں کو ترتیب دے رہے ہیں، اُن سونے اور ہیرے جواہرات کے بارے میں سوچ رہے ہیں جو ساحل پر پہنچنے پر آپ کے منتظر ہیں۔ اُن خوشیوں کے بارے میں سوچتے ہوئے جن کے مزے وہاں پہنچ کر آپ اڑائیں گے۔ مگر کیا خواب اللہ کی مرضی کے بغیر پورے ہو سکتے ہیں؟

وہ خبردار کرتا رہا ہے۔ اس کے انبیاء اور اولیاء خبردار کر چکے ہیں۔ لیکن آج کے انسان کی طرف سے ایسی لاپرواہی اور بے توجہی کیوں؟ یہ صرف اس لئے ہے کہ اس انجام کے بارے میں کوئی بھی سُننا نہیں چاہتا، اور اگر کوئی سُنتا بھی ہے تو وہ اس پر سوچنا نہیں چاہتا۔ یا اپنے طور طریقوں میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں سے خوفِ خدا ختم ہو

Marfat.com

چکا ہے۔ وہ کسی چیز سے خوف زدہ نہیں ہیں۔ وہ نہ تو اپنے موت سے خوف زدہ ہیں، نہ قبر سے اور نہ ہی حشر سے۔ وہ دوزخ سے بھی نہیں ڈرتے۔ آخر کیوں؟ کیوں کہ وہ سوچتے ہیں کہ یہ سب دوسروں کے لئے ہے، اُن کے لئے نہیں۔

اے اُمتِ محمدی! اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور مجھے بتائیں کہ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو کہہ سکتے ہیں کہ "ہم نے ایسی زندگی گزاری ہے جس سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوں گے"، آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو کہہ سکتے ہیں کہ "ہم جنّت کے حق دار ہیں، کیوں کہ ہم نے اس کے لئے محنت کی ہے"، اور کتنے ایسے ہیں جو کہہ سکتے ہیں کہ "قبر اور حشر ہمارے لئے آسان ہوں گے، محض اس لئے کہ ہم اللہ کے نہایت فرمانبردار بندے رہے ہیں"؟ اگر آپ اپنے آپ سے سچے ہیں، تو آپ شاید مذکورہ بارہ سوالوں میں سے کسی ایک کا جواب بھی "ہاں" میں نہیں دیں سکیں گے۔

یہ امر یقینی ہے کہ آپ کے پاس اپنے مستقبل کے لئے کوئی ضمانت نہیں، اس مستقبل کے لئے جو ہمیشہ موجود ہے اور کبھی ختم نہیں ہونے والا لیکن آپ میں سے کتنے اس کے لئے فکر مند ہیں؛ اگر آپ میں سے کسی کا کوئی دُنیاوی نقصان ہو جائے مثلاً

Marfat.com

آپ کی کوئی رقم یا کوئی دُنیاوی مال واسباب کھو جائے، تو ہو سکتا ہے کہ اس کے بارے میں سوچتے ہوئے آپ کی نیندیں حرام ہو جائیں۔

لیکن کیا آپ میں سے کوئی ایسا ہے جس کی نیندیں اس کی آخرت کے خوف سے اُڑی ہیں، اس کے اللہ کی ناراضگی کے خوف سے، قبر اور حشر کے خوف سے؟ اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میں یہ کیوں کہتی ہوں کہ آج کا انسان مکمل گھاٹے اور خسارے میں ہے۔ چاہے آپ اپنی آنکھیں بند کریں اور اُس کے بارے میں نہ سوچیں، جو مستقبل میں آپ کے لئے رکھا ہے کیا آپ کا یہ روّیہ اللہ کے منصوبوں میں کوئی تبدیلی لائے گا؟ کیا اس سے گھڑیوں کی ٹِک ٹِک بند ہو گی یا وقت کو آگے جانے سے روکا جائے گا؟

جی نہیں! وقت گزرتا جائے گا اور یقیناً دنیا کی گھڑیاں بہت تیز چل رہی ہیں۔ کیا یہ مَلک الموت کو اپنے فرائض کی ادائیگی سے روکے گا، وہ کام جو یہ دُنیا کے آغاز سے کر رہے ہیں؟ جی نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اُن کے کام کی رفتار تیز ہو گئی ہے۔ یقیناً، آپ کی اپنی بے توجہی مَلک الموت کو اُن کے کام سے نہیں روک سکتی۔ اگر آپ کو وقت کے ختم ہونے کے قریب آنے کی پرواہ

Marfat.com

نہیں ہے، یا آپ اس کے بارے میں سُننا نہیں چاہتے، تو کیا اس سے کوئی حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے سے روکے گا جب اللہ صور پھونکنے کا حکم دے گا؟

اللہ کے اس نہایت تابعدار بندے کا صور اُن کے مُنہ کے قریب ہے اس دنیا کی پیدائش کے پہلے دن سے، اور جیسے ہی انہیں اس کے پھونکنے کا اشارہ ملے گا، وہ ایک لمحے کے لئے بھی پس و پیش نہیں کریں گے۔ کیا آپ کو اس سے یہ نظر نہیں آرہا ہے کہ چاہے کوئی خاتمے کے لئے آمادہ ہے یا نہیں' خاتمہ تو آنا ہی ہے، یہ ہونا مقدر ہے۔ ہے کوئی جو اللہ کے منصوبوں کو بدلنے کی جرأت کرے؟ ہے کوئی ایسا جو اس کے منصوبوں میں ایک لمحے کے لئے بھی تاخیر کرسکتا ہو؟

اس دنیا کے ایک ایک لمحے کی منصوبہ سازی اس کی پیدائش سے پہلے کی گئی ہے۔ آپ سب کی تقدیریں اس وقت لکھی گئی تھیں جب آپ میں سے کسی کا وجود نہیں تھا۔ تو پھر آپ کیسے گمان کر سکتے ہیں کہ اللہ نے قرآن میں جو کچھ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے فرمایا ہے، وہ کبھی بدل سکتا ہے؟

اب تک آپ سوچ رہے ہوں گے کہ "میں اس مشکل وقت میں کیسے جی سکوں گا"؟ آپ ایسے کہہ سکتے ہیں کہ "یا اللہ! ہم رہنا

Marfat.com

چاہتے ہیں جس طرح آپ فرمائیں گے لیکن دُنیا کی ذمہ داریاں ہمیں کھینچ رہی ہیں، یہ مسلسل ہماری توجہ ہٹا رہی ہیں، اب ہم کیا کریں؟"

دنیا واقعی ایک آزمائش کی جگہ ہے۔ آپ سب کے بچے ہیں اور دیکھ بھال کے لئے گھرانے ہیں، روزی کمانا ہے۔ یہ سب وقت طلب چیزیں ہیں، تو پھر آپ اپنی نفلی عبادات اور اللہ کے کام کے لئے کتنا وقت نکال سکتے ہیں؛

اس الجھن سے نکلنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ "اپنے دُنیاوی کام کو عبادت بنائیں، جس کے معنی ہیں کہ جو کچھ آپ اس دنیا میں کرتے ہیں، چاہے وہ آپ کی عبادتیں ہوں، آپ کے روزے ہوں، آپ کی کمائی ہو، آپ کے گھرانے اور دوستوں کی ذمہ داریاں ہوں، یہ سب صرف اللہ کے لئے کرنی چاہیئے بس اسی چیز کو اوّلیت ملنی چاہیئے۔

کوئی بھی کام شروع کرنے سے پہلے کہیئے: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ جو کچھ آپ کریں، وہ خالص اللہ کی رضا کی خاطر کریں۔ آپ کا کھانا، پینا، سونا، روزی کمانا، دوسروں کے ساتھ آپ کے تعلقات، وہ سب، اس طرح ہونے چاہئیں کہ آپ کا اللہ آپ سے خوش و راضی ہو۔ اس دُنیا میں آپ کوئی بھی کام کر رہے ہوں، تو سب سے پہلے یہ الفاظ جو ذہن میں ہونے چاہئیں وہ ہیں

Marfat.com

"اعتدال، انصاف، پاک اور حلال" اور سب سے اہم ترین لفظ یعنی "دل".
اب جب بھی آپ کوئی کام کریں ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ اُس میں اسراف نہ کریں۔ یا توازن کو نہ بگاڑیں۔ اعتدال اور توازن زندگی میں بہت ضروری ہے اور یہ جو کچھ بھی آپ کرتے ہیں اُس میں ضروری ہے۔ آپ کے کھانے پینے، سونے، کمائی اور آرام و آسائش میں توازن ہونا چاہیئے یعنی آپ کی پوری دنیا میں ہر چیز میں توازن رکھیئے۔

آپ کی دُنیا میں توازن کے معنی یہ ہیں کہ آپ اپنی خواہشات کے پیچھے نہیں بھاگیں اور اللہ جو عطا کرتا ہے اس پر راضی بہ رضا رہیں، توازن، توکل کو آسان بناتا ہے۔ اعتدال، دنیا کے ساتھ آپ کے تعلقات میں توازن قائم رکھتا ہے، اور آپ کو وقت فراہم کرتا ہے تاکہ آپ اپنی دوسری دنیا کے لئے کمائی کریں۔

دوسرا لفظ جو ہر وقت آپ کے پیشِ نظر رہنا چاہیئے، وہ ہے انصاف۔ انصاف ہی ہے جو آپ کرتے ہیں، اپنے کام میں انصاف۔ اگر آپ اپنے کام کے اوقات کو غلط استعمال کرتے ہیں اور دوسرا کام کرتے ہیں، تو یہ بھی بے انصافی ہے۔ اگر آپ اپنے کسی بھی معاملے میں خیانت کرتے ہیں، تو یہ بھی ناانصافی ہے۔ اگر آپ اپنے کسی رشتہ دار پر زیادہ شفقت برتتے ہیں اور دوسروں کو نظرانداز کرتے ہیں، تو یہ بھی ناانصافی ہے غریبوں

Marfat.com

ناداروں کی ضروریات کو نظر انداز کرنا، یا حیوانیات اور اللہ کی دیگر مخلوقات کے ساتھ بُرا سلوک کرنا، یہ سب ناانصافی ہے۔ کیوں کہ انصاف کا مطلب ہے کہ آپ سب کے حقوق کی پاسداری کر رہے ہیں، خواہ وہ کمزور ہوں یا طاقت ور، جوان ہوں یا بوڑھے' مالدار ہوں یا غریب، جاندار ہوں یا بے جان۔ جو بھی مضبوطی سے اس لفظ سے پیوست رہتا ہے، وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا اور ہر معاملے میں مہربان ہوگا۔ اور انصاف کرے گا۔

تیسرا لفظ جو یاد رکھنا ہے وہ ہے "پاک اور حلال"۔ وہ کریں جس کی اجازت اللہ نے دی ہے۔ اپنا حلال کھانا کھائیں، حلال کی روزی کمائیں، حلال تعلقات قائم کریں۔ ایسا سب کچھ کرنے سے زندگی میں پاکی آجاتی ہے۔ حلال غذا آپ کو جسمانی اور رُوحانی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ اسی طرح حلال رزق کمانے سے پیسے اور گھر میں برکت آجاتی ہے، اور ظاہر ہے کہ حلال رشتوں سے آپ کو ایک خوشگوار زندگی ملے گی۔

جب بھی آپ حلال اور حرام میں امتیاز برتیں گے، تو یہ آپ کی پوری زندگی کو مکمل پاک وصاف کرے گی۔ اس کے بعد بغیر کہے سُنے آپ خود ہی اس کا احتیاط کرنا شروع کریں گے کہ آپ کیا کھا رہے ہیں، کیسا رزق کما رہے ہیں، کس سے مل رہے ہیں۔ یہ

Marfat.com

احتیاط اس حد تک جا پہنچے گا کہ اپنی روزمرّہ کی زندگی میں ذرّہ بھر گندگی یا غلاظت برداشت نہیں کریں گے۔ آپ چاہیں گے کہ آپ کا لباس ہر وقت پاک وصاف رہے، آپ خود ہمیشہ باوضو رہیں اور آپ کے اِردگرد کا ماحول پاک صاف اور خوبصورت رہے۔ جس کے معنی ہیں کہ پاکی آپ کے وجود کا حصّہ بن جاتی ہے۔

اب آیئے ہم اس اہم ترین لفظ کی طرف بڑھتے ہیں۔ جسے اپنے دنیاوی اُمور اور روزمرّہ کاموں میں کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ وہ لفظ ہے ''دل'' مومن دلوں کا رکھوالا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ جو کچھ وہ کرتا ہے، وہ افعال سے کسی کا دل نہیں توڑے گا۔ ''دل'' پر تو بہت کچھ کہنے کو ہے، خاص طور پر اُن لوگوں کے حوالے سے، جو اپنے گھر الوں، ملازموں اور غربا کے ساتھ ظالمانہ روّیہ رکھتے ہیں۔

آج کل تو آپ کو مشکل سے کوئی دل دکھائی دے گا۔ آپ کو دل کی بجائے طمع و لالچ اور خودغرضی سے سخت ہوئے ڈھیر نظر آسکتے ہیں۔ کیا آپ نے کبھی تلوار اٹھائی ہے اور اُس سے کسی کو کاٹنے کی کوشش کی ہے، یا چاقو سے کسی کو زخم لگانے کی کوشش کی ہے؟ آپ ایسا نہیں کریں گے، کیوں کہ آپ جانتے

Marfat.com

ہیں کہ اس سے اُسے جسمانی تکلیف پہنچے گی، اور ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا زخم دکھا کر آپ کو جیل بھجوا دے۔

ان ہتھیاروں سے لگائے گئے زخم آسانی سے دکھائی دیتے ہیں لیکن زبان سے لگائے گئے زخم نہیں دیکھے جا سکتے۔ چوں کہ ہتھیار واضح طور سے دکھائی نہیں دیتے، اس لیے اس کا زخم بھی آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ مگر اس کا درد بہت بُرا ہے حقیقت میں نامہربان الفاظ سے پیدا شدہ درد، یعنی اُن الفاظ سے جو نفرت اور تکبّر سے بھرے ہوئے ہیں۔ کسی بھی جسمانی درد سے کہیں زیادہ تکلیف دِہ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زبان دل کو کاٹتی ہے اور دل انسان کا سب سے نازک ترین اثاثہ ہے۔

اگر آپ ایک گلاس فرش پر پھینکتے ہیں اور وہ ہزاروں ٹکڑوں میں پاش پاش ہوتا ہے تو کیا آپ اس کی مرمّت کر سکتے ہیں؛ بالفرض آپ اس کو کسی نہ کسی طرح جوڑ بھی لیتے ہیں، تو آپ ان دراڑوں یا ٹوٹنے کے نشانوں کا کیا کریں گے جو اُس پر ہمیشہ باقی رہیں گے؛

سچّے دلوں کی نسبت اللہ سے ہے اور وہ ان کا خوب خیال رکھتا ہے۔ (لہٰذا) اس پر کسی کی طرف سے نشتر زنی، اُس کے غُصّہ یا ناراضگی کو دعوت دینا ہے۔ اللہ کسی بھی شخص کے ان گناہوں

Marfat.com

کو نظر انداز کر سکتا ہے، جو اس نے حقوق اللہ کے ضمن میں کئے ہوں۔ لیکن وہ اس گناہ کو کبھی معاف نہیں کرے گا، جو کسی معصوم دل کو توڑنے کے ضمن میں کیا گیا ہو۔ جب تک متاثرہ (معصوم) شخص پہلے خود اسے معاف نہ کرے۔

یہ ہمیشہ یاد رکھیئے کہ کسی معصوم کی آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسو سیدھے قلبِ الٰہی پر گرتے ہیں۔ تو اس لئے آپ جو کچھ بھی کر رہے ہوں، یا جہاں کہیں ہوں، دل کو کبھی نہ بھولیں۔ ان کا ضرورت سے زیادہ خیال رکھیں۔ دوسروں سے سختی سے پیش نہ آئیں۔ دوسروں سے بے رحم نہ ہوں، اور دوسروں کے جذبات سے بے گانہ نہ ہوں۔ جس وقت بھی آپ کچھ کہنا چاہیں تو پہلے اپنے الفاظ کو اچھی طرح تولیں۔ اور پھر بولیں۔

اگر کسی وقت آپ غُصّے میں ہوں تو اُس وقت بس خاموش رہیں، اور جب آپ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے، تب معقولیت اور مہربانی سے اُس شخص سے بات کریں جس نے آپ کو تاؤ دلایا ہو، یہ بات ہر وقت یاد رکھیئے کہ "اندھا غصہ عقل کو بھی اندھا کر دیتا ہے"

غصہ ایک برہنہ تلوار کی طرح ہے جس میں ایک لمحے میں دلوں کو چیرنے کی طاقت ہے، تو اس لئے ہمیشہ پہلے اپنے غصّے

Marfat.com

کو ٹھنڈا کریں اور پھر بات کریں۔ یہ چند ایسے نکتے ہیں کہ جنہیں اگر آپ اپنی زندگی میں یاد رکھیں، اپنے تمام سالوں میں، اپنے مہینوں میں، اپنے دنوں اور اپنے گھنٹوں میں یاد رکھیں، تو وہ آپ کے روز مرّہ کے امور کو عبادت بنا دینگے اور آپ کا کام راہِ نجات بن جائے گا۔

آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ کے جملہ کام خالص اللہ کی رضا کے لیئے ہونے چاہئیں۔ اور پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ جو کچھ بھی کرتے ہیں، اس میں اعتدال، انصاف، حلال اور پاکی اور دلوں کے لیئے احساس شامل ہوں۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ کسی خاص صورتِ حال میں آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کیا تھا، اور پھر اُن کی پیروی کرنے کی کوشش کریں۔ یہ بھی آپ کی زندگی میں اللہ کی رضا اور برکتیں لانے کا ایک آزمودہ نسخہ ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ دُنیا اس شمع کی مانند ہے جو بس بجھنے والی ہے۔

"پکّا پھل"

دُنیا ایک درخت ہے جس سے ہم پیوست ہیں
(اور) ہم اُس پر لگے کچّے پھل ہیں!
کچّا پھل شاخ پر مضبوطی سے لگا رہتا ہے
کیونکہ کچّا ہونے کے باعث یہ شاہی محل کے قابل نہیں

Marfat.com

جب پھل پک کر میٹھے اور رس بھرے ہو جاتے ہیں
تو اُن کے کاٹنے پر اُن کی گرفت ڈھیلی پڑ جاتی ہے
جب مُنہ میٹھا ہو جائے اس سے
تو دُنیا کی بادشاہت اپنی دلکشی کھو بیٹھتی ہے
سختی سے دنیا سے چمٹے رہنا ناپختگی ہے
جب تک آپ شکمِ مادر میں اپنی ابتدائی حیات میں ہیں
خُون چُوسنا ہی آپ کی دلچسپی ہے"

اے اللہ کریم! تکریم و شان آپ کے لئے اور رحمتیں آپ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ اے اللہ کریم! ہم آپ سے بخشش کے طلب گار ہیں اور توبہ کرتے ہیں، ہمیں بخش دیں اور ہم پر رحم فرمائیں۔ بے شک آپ ہی بخشنے والے مہربان ہیں۔ ہم اپنی کسی بھی نافرمانی، یا ایسے گناہ کی معافی طلب کرتے ہیں، جو ہمارے ہاتھوں، ہماری زبان، ہماری آنکھوں یا جسم کے کسی بھی عضو سے سرزد ہوا ہو۔ ہمیں آپ کی رحمت پر بھروسہ ہے۔ ہمیں نجات اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔

آمین

Marfat.com

۱۵ اپریل ۲۰۱۱ء (۱۶۵)

زندگی گذارنے کا صحیح طریقہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جس کے پاک نام انتہائی خوبصورت ہیں اور جس کا کام کامل و اکمل ہے، جس کی شان اتنی بلند ہے جس کی کوئی حد نہیں۔

درود وسلام، محبوبِ ربّی، اللہ کے سب سے خوبصورت عاشق پر، جن کا ایک ایک لمحہ اپنے رب کو راضی کرنے میں بسر ہوتا ہے۔

○

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ اور آپ کے پیاروں کے لئے، سلامتی ہو اُن تمام دلوں کے لئے جو اپنے ربّ سے نسبت رکھتے ہیں اور جو سب کے لئے بے لوث محبت رکھتے ہیں۔

ہم زمان (وقت) پر گفتگو کر رہے تھے کہ کس تیزی سے وقت گزر رہا ہے، اور اتنے کم وقت میں کیا کچھ کرنا ہے۔ ہم اس پر بھی بات کر رہے تھے کہ کس طرح ہمارے روزمرّہ کے کاموں کو کیسے عبادت میں تبدیل کیا جاسکتا ہے صرف اس نیّت کے

Marfat.com

ساتھ کہ سارے کام اللہ کی خاطر کیئے جا رہے ہیں، اور ہر کام اعتدال اور انصاف کے دائرے میں رہتے ہوئے حلال اور پاک طریقے سے کیا جائے، اور اس کام کو کرتے وقت آپ کسی کا دل نہ توڑیں۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایسا کرنا کتنا مشکل ہو سکتا ہے سچ ہے کہ، کرنے سے کہنا آسان تر ہے، کیوں کہ اس کے لیئے آپ کو اپنے تمام اعمال میں احتیاط سے کام لینا پڑے گا۔ آیئے ایک کام کو مثال بنا کر لیتے ہیں جو آپ کا روزانہ کا معمول ہو۔

فرض کرتے ہیں کہ آپ گھریلو قسم کے شخص ہیں اور آپ کو ہر صبح اپنے بچّوں کو اسکول چھوڑنا ہے، اس صورت میں آپ ان تمام قواعد کو کیسے پورا کر سکتے ہیں؟ آپ کا گھرانہ، آپ کے بچّے، آپ کی ذمّہ داری ہیں جو اللہ نے آپ کو سونپی ہے۔ تو اگر آپ اُن کی صحیح نگہداشت کرتے ہیں پھر یہ اللہ کا کام بن جاتا ہے، جو آپ کر رہے ہیں۔

نیّت صرف آپ کے اللہ کے لئے ہونی چاہیئے۔ اگر آپ کی نیّت یہ ہو گی، تو آپ اپنے بچّوں اور گھرانے سے محبّت کرنے کے معاملے میں گمراہ نہ ہوں گے۔ آپ کے ذہن میں یہ بات آ سکتی ہے کہ کوئی شخص اپنے گھرانے سے محبّت کے معاملے میں گمراہ کیسے ہو سکتا ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ کبھی کبھی ایک شخص اپنے بچّوں

Marfat.com

یا گھرانے کو باقی تمام پر مقدّم رکھتا ہے، اور یہ غیر متوازن محبت اُس کو بہت سارے مسائل میں مبتلا کر سکتی ہے۔ وہ اپنے خاندان کے لئے بہترین کے حصول کے چکّر میں دولت کی خاطر کئی طریقوں سے ناانصافی کر سکتا ہے۔ یا وہ ایسے اقدامات کر سکتا ہے، جن سے دوسروں کو نقصان ہو، تو اسی لئے جب آپ کو معلوم ہو کہ اللہ کی رضا باقی سب پر مقدّم ہے، تو پھر آپ اپنے تمام اُمور میں اعتدال اور انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔

آپ اس اعتدال کی تعلیم اپنے بچّوں کو بھی دیں گے، انہیں یہ کہہ کر کہ اُن کا اوّلین فریضہ ان کے خالق کی طرف ہے۔ آپ انہیں تعلیم دیں کہ وہ اپنی عبادات میں رکھوالی کریں۔ اور اپنی تمام دینی ذمّہ داریوں کا احترام کریں۔ وہ اس بات کو جانیں کہ کس طرح دین کو اپنی زندگی کے ہر گوشے میں نافذ کریں۔ یعنی اپنی زندگی میں اعتدال پیدا کرنے کے لئے اپنے دین کی اتباع کریں۔

جب آپ صبح سویرے نیند سے اُٹھتے ہیں اور اپنے تمام گھر والوں کو بھی عبادت کے لئے جگاتے ہیں، تو یہ اعتدال ہے۔ آپ اس وقت صرف اپنے ثواب کے لئے نہیں سوچ رہے ہیں، بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ اس میں تمام گھر والے بھی شامل ہوں۔ انصاف یہ ہے کہ اس کی توجّہ گھر کے تمام افراد پر یکساں ہو، چاہے

Marfat.com

وہ آپ کے والدین ہوں، زوجہ ہوں یا آپ کے بچے، آپ ہر ایک کی ضرورت کا خیال رکھیں گے اور کسی کو بھی نظر انداز نہیں کریں گے۔

پاک وحلال کا مطلب ہے کہ آپ کا لباس، مکان اور آپ کی غذا سب کے سب پاک وصاف ہونی چاہیئے۔ رزق پاک وحلال ہونا چاہیئے، اور اسی طرح وہ کمائی بھی جس سے آپ رزق حاصل کرتے ہیں۔ پاک وحلال کے اصول کا اطلاق آدمی کی نظر اور نیّت پر بھی ہوتا ہے۔

ایک مومن کی آنکھ ہمیشہ حیادار ہوتی ہیں۔ وہ اپنی حدود کو جانتے ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ اگر کبھی اُن کی نظر ایسی چیز پر پڑتی ہے جس کا دیکھنا اُن کے لئے جائز نہیں ہے۔ تو وہ اسے دوبارہ نہیں دیکھیں گے۔

اُن کی نیّتیں بھی سب کے لئے ہمیشہ پاک وصاف ہیں۔ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے اور کسی کے لئے بھی بُرا نہیں سوچتے۔ پاک نیّتیں پاک دلوں کا باعث ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کے دل ہر وقت رنج وغم سے محفوظ ہیں، خوش رہنے کا یہ سنہرا اصول ہے یعنی معاف کرو، اور بھول جاؤ، جس کا مطلب ہے کہ کسی کو نقصان پہنچانے کی کوئی نیّت نہیں رکھے اور اگر کسی

Marfat.com

نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہے، تو اُسے اللہ کی خاطر معاف کریں اور اُس کی ہدایت کے لئے دُعا کریں۔ اس خیال سے آپ کی تکلیف بھی کم ہو گی کہ جس شخص نے آپ کو نقصان پہنچایا تھا، وہ شیطان کے ہاتھوں میں تھا، لیکن اگر اللہ نے چاہا تو اس کی ہدایت سے وہ راہِ راست کی طرف لوٹ کر آئے گا۔

کون جانتا ہے کہ اُس کی دُعا سے اُس آدمی کا دل واقعی تبدیل ہو جائے، کیوں کہ آخر مظلوموں کی دُعا اللہ تک فوری طور پر پہنچتی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ "معافی دینا نہایت اچھا احسان ہے، اور احسان انسان کو غلام بنا لیتا ہے۔"

اور اگر آپ دل رکھنے کی بات کرتے ہیں، تو اس کا مطلب ہے اپنے گھرانے سے شائستہ اور محبت بھرے لہجے میں بات کرنا جو تہذیب اور اچھے اخلاق کے حدود سے کبھی باہر نہ ہو۔ اور سب کے لئے رحم کا صحیح جذبہ، ایک نرم دل، نرم الفاظ کا باعث ہوتا ہے، جو آپ کے تمام رشتوں میں نرمی لاتا ہے۔ آج کل آپ آپس میں نفاق اور دُوریاں (رنجش) خاندانوں میں برپا ہونے والے طوفان کی باتیں سُنتے ہوں گے۔ باپ

Marfat.com

بیٹے سے خوش نہیں ، بیٹا اپنی بیوی سے خوش نہیں، بیوی اپنی ساس اور ساس گھر میں ہونے والی تبدیلیوں سے خوش نہیں ، تو کوئی بھی کسی سے خوش نہیں ۔

یعنی کئی اختلافات اور شکایتیں ہیں اور آپ کے چاروں طرف جھگڑے اور شکوے ہیں ۔ اس طرح پہلے کبھی نہ تھا۔ اگر آپ اپنے آباؤاجداد کے بارے میں سُنیں گے ،تو معلوم ہوگا کہ کئی خاندان اور نسلیں ایک ہی چھت کے نیچے ایک ساتھ رہتے تھے۔ اس کے باوجود خاندانوں کے درمیان خوشگوار ماحول موجود تھا۔ ایسا کیوں تھا؟ اس کا جواب تین جملوں میں دیا جاسکتا ہے:

۱۔ بڑوں کا احترام۔

۲۔ دوسروں کے لئے برداشت ۔

۳۔ خاندان کے ہر فرد کے لئے اس کا اپنا مقام ۔

آداب خاندانوں کا ایک لازمی حصّہ ہوتے تھے، خاص طور سے بڑوں اور بزرگوں کا ادب واحترام ۔ ادب کا یہ رشتہ خاندانوں کو جوڑے رکھتا تھا، جب خاندان کا بڑا کمرے میں داخل ہوتا، تو ہر ایک تعظیماً کھڑا ہوجاتا۔ وہ بڑوں کی باتیں غور اور توجّہ سے سُنا کرتا تھا۔ اور اُن سے ایک نرم اور باآدب لہجے میں بات کیا کرتا تھا۔ اور اس کے جواب میں بڑے بھی مہربان

Marfat.com

اور سمجھدار ہوا کرتے تھے۔

دوسروں کے ساتھ برداشت کے مظاہرے کا مطلب یہ تھا کہ وہ انا کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے۔ پھر بھی اگر کوئی ناخوشگواری جنم لیتی، تو اس کا توڑ خاموشی اختیار کرنا ہوتا تھا۔ آج کل کی طرح نہیں کہ "ایک کا جواب ۱۰ (دس) سے دو" مولائے کائنات کا ارشاد ہے کہ "وہ خاموشی جس سے وقار حاصل ہو، اُس گفتگو سے اچھی ہے جس سے عار (شرمندگی) لاحق ہو جائے"۔

خاموشی بعض اوقات غصے کو ٹھنڈا کرتی ہے، اور آپ کو سوچنے کا وقت فراہم کرتی ہے۔ اس کے برعکس غُصیلے الفاظ جو اس وقت مُنہ سے نکلتے ہیں، وہ تلوار کے مانند ہیں، جو نہ صرف دوسروں کے دلوں کو چیر دیتے ہیں بلکہ آپ کے اپنے وقار اور عزت کو بھی مجروح کرتے ہیں۔ پچھلے زمانے کے لوگ کئی ایسی ناخوشگواریوں کو اسی طرح قابو کرتے تھے۔

آخر کار آپ اس شخص سے مزید کیا کہہ سکتے ہیں۔ جو آپ کے زبردست غُصّہ پر کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کر رہا ہو۔ بڑے بزرگ اعتدال کے بارے میں ایک اور اہم نکتہ بھی جانتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ جلال کے وقت اُن کا ردِ عمل خاموشی ہوا کرتا تھا لیکن اس کا مطلب یہ نہ تھا کہ وہ اپنے بارے میں کسی ناانصافی کی اجازت

Marfat.com

دیتے، وہ حقیقت میں غصہ ٹھنڈا ہونے تک انتظار کرتے ، تاکہ دماغ معقولیت پر آجائیں، تب وہ اپنی بات کو آگے بڑھاتے تھے۔

نہایت ہی مہربانی اور شفقت سے وہ مسئلے کی جڑ تک چلے جاتے، اور اس کو وہیں ختم کیا کرتے تھے اس سے پہلے کہ وہ ان کے گھر کے سکون کو برباد کرتا۔ آپس میں بات چیت کو جاری رکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ اگر آپ شیطان کے وسوسے کے ہتھیار سے رشتوں کو تباہ کرنے سے روکنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ میں سے کوئی ایسی بات سُنتا ہے جو ایک نازک مسئلہ ہو، یا کوئی ناخوشگوار گفتگو کے بارے میں ہو، تو اوّلین چیز یہ کہ اُسے صبر وتحمّل سے سُنیں۔

جب بولنے والا شخص الزامات لگانا مکمل کرلے، تو کھُلے ذہن سے اس کا تجزیہ کریں کہ آیا وہ صحیح بول رہا ہے یا نہیں۔ اگر اس کے لگائے گئے الزامات یا کی گئی تنقید دُرست ہے اور اُس میں آپ کا قصور ہے، تو اپنے دفاع میں عُذر پیش کرنے کے بجائے، آپ کو اپنی غلطی تسلیم کرنی چاہیئے ، اور شفقت بھرے طریقے سے گفتگو کو ختم کرنا چاہیئے۔ لیکن فرض کیجئے کہ الزامات لگانے والا غلطی پر ہے، تو پھر آپ کو پہلے سے زیادہ صبر و برداشت

Marfat.com

کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔

دوسرا جو کہہ رہا ہے، اس کو خاموشی سے سنیں اور پھر نرم لہجے میں صورتِ حال پر اپنا نکتۂ نظر پیش کریں۔ مگر اس صورتحال میں سب سے اہم چیز یہ ہے کہ آپ کا توازن ہاتھ سے نکل نہ جائے کسی بھی نکتہ پر اگر آپ کو محسوس ہوا کہ آپ قابو سے باہر ہو رہے ہیں، تو اس گفتگو کو یہ کہہ کر ختم کریں کہ: "مجھے اس پر مزید غور کر لینے دیں، ہم اس پر کسی اور دن بات کریں گے۔" اس طرح سے گرم غصیلے اور تکلیف دہ فقروں سے بچا جا سکتا ہے۔ اور آپ کو اس پر واقعی سوچنے کا موقع ملے گا۔

ہو سکتا ہے کہ آپ کو کچھ حکمت بھرے مشورے بھی ملیں۔ اور آپ اس مسئلے کو دوستانہ انداز میں حل کر سکیں۔ کیا آپ کے دور میں صبر، برداشت اور رحیمانہ الفاظ دن گزرنے کے ساتھ کم سے کم تر نہیں ہوتے جا رہے ہیں؛ اور ہر ایک کی "میں" بڑے سے بڑی نہیں ہو رہی ہے؟ کیا آپ میں سے بیشتر کا رویہ یہ نہیں کہ: "جو میں کہہ رہا ہوں، بس اسے سنو"؟

بدقسمتی سے ہر ایک کی گفتگو کا لہجہ بھی سخت، خود غرضانہ اور متکبرانہ ہے۔ یہ آج کے سماج کا طریقہ بنتا جا رہا ہے۔ جب ایک بیٹا اپنے ضعیف باپ کی بات سننے سے انکار کرتا ہے،

Marfat.com

تو کیا وہ یہی سبق اپنے بیٹے کو نہیں سکھا رہا ہے، یعنی اپنے بڑوں کا احترام نہ کرنے کا سبق۔ جب کوئی اپنے سسرال والوں یا میکے والوں کی پیٹھ پیچھے برائی کر رہا/رہی ہو، تو آپ کے خیال میں ان رشتوں میں خلوص یا اعتماد کیسے برقرار رہ سکتا ہے؟

جب بڑے اپنے چھوٹوں کو بڑوں پر چیخنے یا بدتمیزی کرنے کی اجازت دیتے ہیں، تو کیا یہ بچے کبھی بڑے ہو کر متوازن اور باادب انسان بن سکیں گے؟ سماجی اقدار دھیرے دھیرے تباہ ہوتے جا رہے ہیں اور لوگ آسانی سے اپنے اخلاق اور اقدار کو فراموش کرتے جا رہے ہیں۔ یہ حقیقت میں ایک سنگین صورتِ حال ہے۔

پرانے وقتوں کے بزرگوں کو ایک بہت اہم چیز معلوم تھی جو اُن کے لئے خوشی اور اطمینان کا باعث تھی۔ وہ یہ کہ ہر ایک کو اس کا ایک مقام، یا جگہ دیتے تھے۔ ہر ایک کو ایک انفرادی شخص مانا جاتا تھا جس کے اپنے حقوق اور فرائض تھے۔ جب اس شخص سے یہ توقع کی گئی تھی کہ وہ اپنے فرائض انجام دے، تو اس کو اس کے تمام حقوق دیئے جاتے تھے، چاہے وہ جوان ہو یا بوڑھا، چاہے وہ باپ ہو یا بیٹا، ایک بیوی ہو یا خاوند، ایک ساس ہو یا بہو۔

Marfat.com

ہر ایک کا ایک مقام تھا، ایک حیثیت تھی۔ گھرانے میں جب وہ آپس میں بات کرتے تھے، تو اُن کی سُنی جاتی تھی اور ان کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا تھا' انہیں "انسان" سمجھا جاتا تھا، ماتحت یا ایسا شخص نہیں جس کی عقل و فہم نہ ہو۔ ہر ایک کی اپنی جگہ تھی؛ جس کا سب احترام کرتے تھے۔

مرد عموماً بیرونی معاملات میں فیصلہ کرنے والے ہوتے تھے' لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ عورتوں کی باتوں کو سُنتے نہیں تھے۔ اور اسی طرح گھروں میں عورتیں فیصلہ کرنے والی ہوتی تھیں مگر مردوں کی جانب سے دیئے جانے والے مشوروں کو بھی اہمیت دی جاتی تھی۔ ایک اور ضروری چیز جو گھرانے کو اکٹھا رکھتی تھی' وہ تھی "گھرانے کا اپنا اجتماعی وقت"۔ یہ ایک یا دو گھنٹے کا وقت ہوتا تھا، رات کے کھانے کے بعد جب خاندان کے تمام افراد مل کر بیٹھتے تھے۔ اور خوش گپیاں کرتے اور آپس کے کسی بھی مسئلے پر بات کرتے یا پھر خاندان کی بہبود کے بارے میں سوچتے۔

یہ وہ گراں قدر زمانے تھے جب ہنسی خوشی کا ماحول تھا، محبت اور رواداری تھی، یعنی جب زندگی گزارنی اتنی مشکل دکھائی نہیں دیتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ

Marfat.com

اُن کی زندگیوں کا سنہرا دور تھا۔ لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دور دوبارہ نہیں آسکتا؟ کیا وہ دور ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے؟ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ اچھائی کبھی ختم نہیں ہوسکتی، اس کو بس تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اور آپ مشکل نہیں پائیں گے اچھے وقتوں کو لوٹ کر لانے میں۔

یاد رکھیئے کہ آپ کے تمام کام خالص اللہ کی خوشنودی یا رضا کے لئے ہونے چاہیئے، اور اس میں اعتدال، انصاف، پاکی اور کریمی شامل ہوں۔ اسی طرح بڑوں کا احترام ہونا چاہیئے۔ دوسروں کے لئے برداشت اور ہر ایک کے لئے اس کا اپنا مقام ہونا چاہیئے جس سے آپ کے گھرانے کو پھلنے پھولنے اور خوشحال ہونے میں مدد ملے گی۔

یاد رکھیئے کہ ایک خوش اخلاق آدمی، خوش گھرانہ بناتا ہے۔ ایک خوش گھرانہ، ایک خوش سماج کی تشکیل کرتا ہے، اور ایک خوش سماج ایک خوش ملک بناتا ہے، اور ایک خوش ملک ایک خوش اُمت بناتا ہے۔ زندگی گزارنے کے یہ اصُول اللہ کے عطا کردہ ہیں، اور اگر آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس خوبصورتی سے ان قواعد کو نافذ فرمایا تھا۔

Marfat.com

یاد رکھیئے کہ ہر عمل، خواہ اچھا ہو یا بُرا، ہمیشہ دوسروں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اگر آپ کے اعمال اچھے ہیں تو درحقیقت آپ دوسروں کو اچھائی کی تعلیم دے رہے ہیں، لیکن اگر آپ کے اعمال مخلصانہ نہیں ہوں اور خودغرضانہ ہیں، تو سمجھیئے کہ آپ یہی چیز دوسروں کو سکھا رہے ہیں۔ تو گویا ہر شخص اپنے ہی اعمال کے ذریعے یا تو نیکی کی یا پھر بدی کی تبلیغ کرتا ہے۔ اب یہ آپ پر ہے کہ آپ کون سی راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت سے ان الفاظ میں خطاب فرمایا: "بارش کا قطرہ سیپی اور سانپ دونوں کے مُنہ میں گرتا ہے، سیپی اُسے موتی بنا دیتی ہے اور سانپ اُسے زہر۔ جس کا جیسا ظرف ویسی اُس کی تخلیق ہوتی ہے۔ اپنی سوچوں کو پانی کے قطروں سے زیادہ شفاف رکھو، کیوں کہ جس طرح قطروں سے دریا بنتا ہے، اُسی طرح سوچوں سے ایمان بنتا ہے۔"

آمین

Marfat.com

حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو جب چاہے بارش برساتا ہے اور جب چاہے قحط نازل کرتا ہے۔ وہ ذاتِ واحد جو تمام دلوں کے بھید جانتا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بہترین جاننے والا ہے۔

درود و سلام اس روشن جبین پر جو ہر وقت اپنے رب کے آگے سجدہ ریز ہے، درود و سلام اُن پُرنم آنکھوں پر جو کبھی ایک لمحہ بھر کے لئے بھی خُشک نہیں ہیں۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین اور آنکھوں سے بہتر کوئی نہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں، آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے، سلامتی اللہ کے اُن بندوں کے لئے جو اُس کی عبدیّت کے تقاضوں کو جانتے ہیں۔

محبّت کی کئی شکلیں ہیں، اور اس محبت کے اظہار کے کئی طریقے ہیں۔ ایک ماں اور اس کے بیٹے کے درمیان محبت

Marfat.com

وہ رشتہ ہے جو آخری دم تک قائم رہتا ہے۔ اگر دنیا کو اس محبت کی کوئی مثال چاہیئے، تو پھر انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو یاد کرنا چاہیئے کہ انہوں نے کس طرح اپنے بیٹے کی جان بچانے کی کوشش کی اور انہیں ایک پیٹی میں ڈال کر دریا کے بہاؤ کے ساتھ چھوڑ دیا۔

ایک باپ اور بیٹے کے درمیان کی محبت کو یاد کریں جب آپ سُنیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کس طرح اپنی سب سے زیادہ قیمتی شے کو اللہ کی راہ میں دینا چاہا، کیوں کہ دینے کے لئے انہیں اپنے بیٹے سے زیادہ قیمتی شے نظر نہ آئی۔

اور اگر آپ کو ایک باپ اور بیٹی کے درمیان محبت دیکھنی ہو تو، اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی صاحبزادی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مثال سے بہتر مثال کون پیش کر سکتا ہے اِس میں شک نہیں کہ اس محبت سے بڑھ کر کوئی مثال نہیں ہے۔ یہ مثال دُنیا کے سامنے اُس وقت پیش کی گئی جب دورِ جاہلیت تھا۔ ایک ایسے سماج میں جو مردانہ غلبے کا شکار تھا۔ جس میں عورت کو مرد کا اثاثہ یا سامان سمجھا جاتا تھا۔ جس طرح کہ اس کی ملکیت۔ وہ دراصل اُن مردوں کی ملکیت تھیں، اور اُن کے اپنے کوئی حقوق نہیں تھے۔ اس زمانے میں بیٹی کی پیدائش کو اس قدر شرمناک

Marfat.com

سمجھا جاتا تھا کہ مہینوں تک باپ دوسروں سے مُنہ چھپاتا پھرتا تھا، اور اس شرم کا بدلہ اُس بیٹی کو زندہ دفن کر کے چُکا دیا جاتا تھا۔

اس طرح کی ظلم و بربریت کا سامنا کرنا اس دور کی عورتوں کا روز مرّہ کا معمول تھا۔ لیکن اس زمانے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھرانے کے ساتھ نہایت مہربان اور شفیق تھے یعنی اس وقت بھی جب انہیں ابھی معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ پیغمبر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی حسّاس تھے اور سماج میں موجود اس ظلم و ناانصافی کو شدّت سے محسوس کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں، جن کو آپ یکساں محبّت و شفقت دیتے تھے۔ لیکن بہ رضائے الٰہی ان چار میں سے تین نے زیادہ عمر نہ پائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ اس آخری بیٹی کے ساتھ ایک کبھی ختم نہ ہونے والی مثال بن گئی کہ ایک باپ کا برتاؤ اپنی بیٹیوں کے ساتھ کیسا ہونا چاہیئے اور ایک بیٹی اپنے باپ سے کتنی محبّت کر سکتی ہے۔ اس مقدّس رشتے کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیّت پر عورت کا مقام واضح فرمایا۔ اور یہ کہ وہ شخص اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنا

Marfat.com

قریب ہوگا، جو عورت سے احترام سے پیش آئے گا۔

اسلام نے حقوق و مراعات دے کر عورتوں کو بہت مضبوط بنا لیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی سماج ایسا متوازن طرزِ حیات، یا ایسا احترام پیش نہیں کرسکتا جس کی تعلیم اس سچے دین نے دی ہے۔ آخر تو عورتیں بھی اللہ کی مخلوق ہیں؛ وہ بھی انسان ہیں؛ ان کے بھی جذبات و احساسات ہیں؛ پھر کس کو یہ حق حاصل ہے کہ ان سے بدسلوکی کرے، انہیں اُن کے عزت و وقار سے محروم رکھے۔ یا ان سے وہ سب کچھ چھین لیں جو حقیقتاً اُن کا ہے؟

جب اہلِ عرب نے اپنے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیٹی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے محبت و شفقت کرتے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے خاندانوں کی خواتین کے ساتھ نرم دلی سے پیش آنا شروع کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ کس طرح بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا اور کس طرح خاوند کا بیوی کے ساتھ برتاؤ کریمانہ تھا، تو انہوں نے بھی اپنی بیویوں سے اسی طرح کا مہربانہ سلوک کیا۔ اور جب انہوں نے دیکھا کہ کس طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے گھرانے کے ساتھ صبر و پیار کا مظاہرہ کرتی تھیں، تو پھر

Marfat.com

وہ بھی اپنی بیٹیوں کو اپنا اثاثہ سمجھنے لگے۔

آج کل کے زیادہ تر لوگوں نے ان تعلیمات کو بھلا دیا ہے۔ آج کی عورتوں کو بھی اس بنتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں زیادہ معلوم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مسلمان عورتوں کے اُس عزت و مقام سے رفتہ رفتہ محروم ہوتی جارہی ہے جو صدیوں سے اس کا خاصہ رہے ہیں۔ عورتوں کی گود ایک پوری نسل کی تربیت گاہ ہے۔ یہ نہ سوچیں کہ وہ فقط ایک بچے کو پال پوس رہی ہے، وہ درحقیقت اپنی نسل کو پال رہی ہے، جو اس بچے کے ذریعے دُنیا میں رہے گی۔ اگر اس کی تربیت میں کوئی نقص ہے، تو وہ نقص عموماً نسلوں میں پہنچتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ ایک عورت ہی ہے جو صحت مند قوموں کو جنم دیتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آج کے دور میں عورتوں کو اتنی اہمیت نہیں دی جارہی ہے۔ تو پھر کیوں آپ سب لوگوں نے عورتوں کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کرنا شروع کیا ہے گویا وہ کم تر اور کم شرف ہوں۔ ایک عورت کس طرح کم تر ہو سکتی ہے جب وہ نسلِ انسانی کو جنم دیتی ہے، جو اپنے بچوں کے پالنے پوسنے کی تمام تر سختیاں جھیلتی ہے، جو اپنے گھرانے کو پہلے کھلاتی ہے،

Marfat.com

اور بعد میں جو کچھ بچا ہو، تو اُسے خود کھاتی ہے۔

ایک عورت کے سارے رشتوں کو دیکھیں، آپ کو وہ سب بے لوث اور شفیق نظر آئیں گے۔ جب وہ ایک بہن ہے، تو وہ کبھی نہیں چاہے گی کہ اُس کے بھائی پر کوئی مشکل آن پڑے، اگر وہ ایک بیوی ہے، تو وہ اپنے خاوند کے گھرانے کو خوش رکھنے کے لئے اپنی پوری زندگی نذر کرے گی۔ اور حتیٰ کہ اپنے بڑھاپے میں بھی اپنے آزمودہ مشورے اپنے تمام جوان بچّوں کو دیتی ہے تاکہ انہیں زندگی کی وہ تکلیفیں جھیلنی نہ پڑیں جن سے وہ خود گزری ہے۔

ایک عورت کے یہ مثالی کردار ہیں، اُس عورت کی جو اللہ کی راہ کی "سالکا" ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنی حیات میں اس دُنیا کی عورتوں کی سردار تھیں، اور جنّت میں بھی ان تمام عورتوں کی سردار ہوں گی۔ یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنّت کی تمام خواتین کی سردار ہیں، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ مبارک کا ایک حصّہ ہیں۔ اگر انہیں کوئی ناراض کرے گا تو سمجھیئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرے گا۔ یہ ارشاد آپ کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

توپھر آج کی خواتین کیوں ان حقائق سے بے خبر ہیں، اور آج کے مرد

Marfat.com

بھی عورت کے حقوق اور احترام سے کیوں ناواقف ہیں۔ یہ جاننے کے لئے کہ اسلام نے عورت کو کس قسم کا مرتبہ و مقام دیا ہے، آئیے گفتگو کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی نے کس طرح زندگی گزاری اور ان کے ساتھ اُن کے پیارے والد کا برتاؤ کیسا تھا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ولادت نبوّت کے پہلے سال جمادی الاوّل میں ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۴۱ برس تھی۔ اس کے بارے میں کچھ اور روایات بھی ہیں، جن کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت سے ۵ سال پہلے ہوئی تھی جب قریش نے کعبہ کو دوبارہ تعمیر کیا تھا۔ اور یہ روایت ابن الجوزی اور کئی دوسرے محدّثین نے بھی کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا بچپن بھی دوسرے بچّوں سے بالکل مختلف تھا۔

اسلام کے آغاز سے ہی آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے پیارے والد پر کفّار کے ظلم وستم کو ہوتے دیکھا تھا۔ یہ وہ عمر تھی جب بچّے تو بس اپنے کھلونوں سے کھیلنا جانتے ہیں، لیکن بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے یہ وہ عمر تھی جب انہوں نے دیکھا کہ کس طرح مسلمانوں کو اس لئے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا کہ وہ ان کے جھوٹے خداؤں کو نہیں مانتے تھے۔ جب سورۃ الحجر نازل

Marfat.com

ہوئی، اُس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ اسلام کا حکم ہوا۔
"پس اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کھول کر بیان کر دیجئے، جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے اور مشرکین سے کنارہ کر لیں۔"

حالات مزید سخت ہوتے گئے۔ اس دلخراش مثال سے آپ اُس چھوٹی بچی کے احساسات کا اندازہ لگا سکتے ہیں جو ظلم و بربریت کے اس دور میں رہتی تھی۔ ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے قریب ہی قریش کے کچھ لوگ جمع تھے۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے، تو عقبہ بن معیط اُونٹ کی ایک اوجھڑی اُٹھا لایا، اور اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی جس کے بوجھ کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ جب اس واقعہ کی خبر بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی، تو وہ اسی وقت اپنے گھر سے نکلیں اور بھاگتی ہوئی اپنے والد کے پاس پہنچیں اور اوجڑی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت سے ہٹایا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ اور کفار کے ظلم و ستم کے باعث میاں بیوی، کچھ دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ

Marfat.com

حبشہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ ایک جوان بیٹی اور بہن کی جُدائی نے بھی پورے گھرانے کو اداس کر دیا ۔ یہ نبوت کا ساتواں سال تھا، اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا ابھی کم سن تھیں، جب "شعبِ ابی طالب" کا واقعہ رونما ہوا ۔ یہ وہ وقت تھا جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر چکے تھے، اور کچھ مسلمان حبشہ میں پناہ لے چکے تھے ۔ اس تمام صورتِ حال سے مشرکین کو خطرہ محسوس ہُوا اور انہوں نے رسولِ پاک ﷺ کے گھرانے کو "شعبِ ابی طالب" کی تنگ گھاٹی میں مکمل محدود کر دیا اور ہر قسم کے سماجی اور مالی تعلقات بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے منقطع کر لئے ۔

یہاں تک کہ انھوں نے دکانداروں سے بھی حلف لیا کہ وہ ان کو کوئی شے فروخت نہیں کریں گے ۔ قبیلہ بدر (بائی کاٹ) کا یہ سلسلہ تین سال تک جاری رہا ۔ اور بلا شبہ یہ دور سخت آزمائش اور اذیت کا دور تھا جب کھانے کے لئے ایک نوالہ یا بچّوں کے لئے دوُدھ کا ایک قطرہ تک نہیں تھا، جب بھوک مٹانے کے لئے درخت کے پتّے اور جھاڑیاں اُبال کر کھائی جاتی تھیں، جب چمڑے کے ایک ٹکڑے کو اُبال کر پیس کر اُسے ستّو کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا ۔ یہ تھا وہ زمانہ جب نو عمر

Marfat.com

حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اپنے والدین کے ہمراہ نہایت صبر سے تکلیفیں جھیلتی رہیں۔

نبوت کے دسویں سال یہ ظالمانہ محصوری ختم ہوئی لیکن بنتِ نبی کے لئے اس سے بڑا ایک صدمہ تھا۔ کیوں کہ اس کے کچھ ماہ بعد آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بیمار ہوئیں اور گھرانے کو غمزدہ چھوڑ کر رخصت ہوئیں۔ اس صدمے کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب کی موت کا صدمہ شامل ہوا۔ جو اتنا شدید تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سال کو ”عام الحزن“ یعنی ”غم کا سال“ قرار دیا۔

حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی معصوم رفاقت اور والہانہ محبّت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ان سخت ترین وقتوں میں تسکین کا باعث تھیں۔ بڑی ہونے کے بعد بھی وہ اپنے والد کی ہر طرح سے فرمانبرداری کرتی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کی شادی بھی اسلامی سادگی کی ایک روشن مثال تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد شاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ خود شہزادئ کونین تھیں۔ لیکن اس میں فضول خرچی کی جھلک دکھائی نہیں دی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی زِرّہ ۴۸۰ درھم میں

Marfat.com

بیچی، اور اس رقم کے دو تہائی (۲/۳) سے خوشبویات خریدیں اور ایک تہائی (۱/۳) شادی بیاہ کے دیگر سامان اور گھریلو چیزوں کے لئے خرچ کئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور دیگر مہاجرین اور انصار کو مسجدِ نبوی میں آنے کے لئے کہیں۔ ان سب کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے گروہ مہاجرین و انصار! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ فاطمہ بنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نکاح (حضرت) علی بن ابی طالب سے کر دوں۔ میں تمہارے سامنے اس حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔"

پھر نکاح کے خطبے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوہارے تقسیم فرمائے، اور خوش قسمت جوڑے کے لئے دعا مانگی۔ اس شادی کے لئے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لے لی تھی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شادی سے پہلے لڑکی کی رضامندی لینا ضروری ہے۔ اس کے پاس یہ پورا حق ہے کہ وہ کسی بھی شادی کی تجویز پر ہاں یا نہ کہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس شہزادی کی شادی میں

Marfat.com

جہیز بھی سادہ اور اوسط تھا جس میں چند گھریلو سامان شامل تھا جیسے کہ ایک کمبل، ایک بستر، ایک چکّی اور چند بنیادی ضروریات کے برتن جیسے کہ ایک پیالہ، ایک مٹّی کا گھڑا اور ایک جائے نماز۔ آپ میں سے کتنوں نے اپنی بیٹیوں کی شادیاں اس سادگی اور اوسط طریقے سے کرائی ہیں صرف اللہ کی رضا کی خاطر۔

کیا اہلِ بنی نے اتنے ہی قلیل اسباب کے ساتھ بھی خوش اور مطمئن زندگی بسر نہیں کی ہے، اس میں شک نہیں کہ یہ پیسہ نہیں ہے جو گھر بساتا ہے، یہ دلوں کی دولت ہے، جو حقیقتاً گھروں کو بناتی ہے اور اللہ نے اہلِ بیت کے ہر ایک فرد میں اس دولت کی رحمت برسائی تھی۔ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایک نہایت مطمئن زندگی بسر کی اُن نعمتوں کے ساتھ کامل مطمئن ہو کر جو اللہ نے انہیں بخشی تھیں۔ وہ مطمئن تھیں اس لئے کہ اُن کی محبّت سچّی تھی۔ یہ محبّت نہ صرف اُن کے اپنے گھرانے کے لئے تھی، اپنے پیارے والد کے لئے تھی، بلکہ پوری اُمّت کے لئے تھی۔ رات دن آپ رضی اللہ عنہ اُن سب کے لئے دُعا گو رہتیں اور خاص طور سے اپنے پیارے والد کے لئے جیسے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اُن کے لئے کہا تھا، جو پورے جہان میں سب سے محبوب ترین ہیں۔

Marfat.com

"جس نے ایک مرتبہ بھی خاکِ پائے احمدِ مجتبیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سونگھ لی، تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر کوئی اور خوشبو نہ سونگھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں وہ مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں کہ یہ مصیبتیں دِنوں پر ٹوٹتیں تو دِن، راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔ اے آخری رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ برکت و سعادت کے جوئے فیض ہیں۔ آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے"

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ایک کامل خاتون تھیں، ایک پیار کرنے والی بیٹی، ایک خیال رکھنے والی بیوی، ایک شفقت و محبّت دینے والی ماں۔ جب وہ چھوٹی تھیں تو ہر وقت اپنے والد بزرگوار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ رہتیں اور زمانے کے تمام دُکھ درد اُن کے ساتھ جھیلتیں۔ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر جانے کے لئے نکلتے، تو یہ آپ کی اُنگلی پکڑ کر ساتھ چلنے کے لئے اصرار کرتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے پوچھا کرتے کہ "بیٹی! تم میرے ساتھ کیوں جانا چاہتی ہو"، تو وہ فوراً جواب دیتیں کہ "اس لئے کہ مجھے خوف ہے کہ اگر کفار آپ کو

Marfat.com

تنہا دیکھیں گے، تو ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو نقصان پہنچائیں"۔ اور جب مغرور کفّار نفرت کے اظہار کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں کو ناپاک کرنے کے لئے مٹّی پھینکتے، تو آپ رضی اللہ عنہا کے ننھے ہاتھ اُن کو صاف کرتے۔ وہ ایک ہاتھ سے اپنے آنسو پونچھتیں اور دوسرے ہاتھ سے کپڑوں کو جھاڑتیں، اور ایسے موقع پر دُکھ بھرے لہجے میں کہا کرتیں:

"ابّا جان! فکر نہ کریں، ہمارا ربّ ہمارے ساتھ ہے"

یہ تھی محبّت اس بے پناہ محبّت کرنے والی بیٹی کی، وہ بیٹیؓ جسے اللہ بھی اُنکے والد سے جُدا کرنا نہیں چاہتا تھا۔ جب شفیق والد نے اس دُنیا سے پردہ فرمایا، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں جو فقط ۶ ماہ بعد ہی اُن سے جا ملیں۔

آپ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مُبارکہ ہر عورت کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال ہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہا ایک بیوی تھیں، تو اپنے خاوند کے لئے کامل ایثار تھیں۔ پہلے ہی دن خاوند کے گھر میں قدم رکھتے ہی آپ رضی اللہ عنہا نے گھر کے سارے کام اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ ایک دن کے لئے بھی آپ رضی اللہ عنہا نے گھر کے کسی کام میں جی نہیں چرایا۔ آپ رضی اللہ عنہا گھر کی صفائی کرتیں، کنوئیں

Marfat.com

سے پانی لاتیں، جانوروں کو چارہ ڈالتیں، کپڑے سیتیں، کھجور صاف کرتیں، اور چکی چلاتیں غربت کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا اپنے دونوں شہزادوں کے ایسے لباس تیار کرتیں، جیسے ان کا تعلق مدینہ کے کسی امیر ترین گھرانے سے ہو۔

اگر آپ کو یہ جاننا ہے کہ وہ کس قسم کی ماں تھیں، تو آپ کو چاہیئے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، کے کردار کی عظمت پر نظر ڈالیں جب انہوں نے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا کر مسلمانوں کو ایک بے مقصد خونریزی سے بچایا۔ اسی طرح معصوم کربلا کی شہادت بھی اس امر کی گواہ ہے کہ یہ کتنی عظیم ماں تھیں۔ بے شک آپ رضی اللہ عنہا کی فطری ایثار پسندی، صبر اور جرأت کا جوہر تھی جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے خون میں موجود تھی۔

صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہی وہ سب کچھ کر سکتے تھے، جو انہوں نے اپنے نانا جان کی اُمت کو منافقین اور دشمنانِ اسلام کی دسترس سے بچانے کے لئے کیئے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار فرمایا کہ "میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ نے اسے آگ سے محفوظ کیا ہوا ہے" وہ یقیناً فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔ "زہرا"

Marfat.com

کے معنی ”کلی“ ہیں، کیوں کہ وہ اپنے والد کی معصوم کلی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کو زہرا مصطفےٰ بھی کہا جاتا ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا: ”اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) کیا تو نہیں چاہتی کہ قیامت کے روز تجھے مومن عورتوں کی سردار کے طور پر لایا جائیگا“ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ”بیشک فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ایذا دی، اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے اُس پر شدت کی اُس نے مجھ پر شدت کی“۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

”میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو وغیرہ میں مشابہت رکھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے، پیار فرماتے، خوش آمدید کہتے اور ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھاتے۔ اسی طرح جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے، تو آپ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو کر استقبال کرتیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ اقدس تھام کر بیٹھنے کے لئے اپنی نشست دیتیں“۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ فرمایا رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "سب سے پہلے میں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت میں داخل ہوں گے"۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ "قیامت میں عرش کے زیریں حصے سے ایک منادی اعلان کرے گا" اے حاضرین حشر! اپنے سر اور نگاہیں جھکا لو تاکہ فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پُل صراط سے گزر جائیں"۔ آپ رضی اللہ عنہا (۷۰۰۰۰) ستر ہزار حُوروں کے جلو میں برق رفتاری سے گزر جائیں گی"۔

کہاں سے لا سکتے ہیں ایک باپ اور بیٹی کے درمیان موجود محبت کی کوئی دوسری مثال، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کی شہزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان تھی۔ وہ تمام عورتوں کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے اللہ کے لئے سب سے زیادہ پیاری ہیں۔ (بے شک) آپ رضی اللہ عنہا سیدۃ النساء العالمین ہیں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ:

مریم از یک نسبتِ عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نُورِ چشمِ رحمۃ اللعالمین!
آں امامِ اوّلین و آخرین!

Marfat.com

دِل ۔ ذکرِ اللہُ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے جو سب کا پالن ہار ہے، جو اُس چھوٹے سے کیڑے کو بھی رزق فراہم کرتا ہے جو زمین کی آخری تہہ میں گم ہے اور جس نے اپنی زندگی میں سُورج کی روشنی کبھی دیکھی ہی نہیں ہے۔ وہ جس کی حمد و ثناء وہ سب کر رہے ہیں جو دکھائی دیتے ہیں یا دکھائی نہیں دیتے، جو چھوٹے ہیں یا بڑے ہیں۔ بے شک وہ سب ہر وقت اپنے خالق کی تسبیح میں مصروف ہیں۔

—— O ——

دُرود و سلام اُس رُخِ روشن پر جو ہر وقت اپنے معشوق کے نُور سے چمکتا رہتا ہے، جو اپنی اُمّت کے لئے جمالِ سکون اور سراپا دعا ہیں۔

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے کے پیاروں کے لئے، سلامتی ہو اُن سب کے لئے جو دوسروں کے دلوں کے بارے میں حسّاس ہیں اور جانتے ہیں کہ دلوں کو توڑنا سب سے بڑا جرم ہے۔

کیا آپ اس دُنیا کی ایک بھی ایسی چیز دکھا سکتے ہیں جس کے بغیر اس دنیا کا وجود نہ رہتا؛ ایسے کئی لوگ ہو سکتے ہیں، جو کہتے ہوں کہ دُنیا سورج کی روشنی کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی، یا کچھ لوگ

Marfat.com

کہہ سکتے ہیں کہ ہوا کے بغیر بقا ممکن نہیں ہے ـــــ کچھ لوگ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایٹم (جوہر) نے اس دنیا کی تشکیل کی ہے، جن کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوگا۔

یہ سب کسی حد تک درست ہو سکتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ محبت ہی ہے جس کے بغیر دنیا کبھی وجود ہی میں نہیں آتی اور نہ ہی اس کے بغیر ایک اور دن کے لئے باقی رہ سکتی تھی۔ محبت وہ زبردست قوت ہے جو دلوں کو آپس میں جوڑے رکھتی ہے، جو ہر چیز کے ہونے کا باعث ہے اور اس دُنیا کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔

کیا آپ کسی ایسی دنیا کا تصور کر سکتے ہیں جس میں محبت نہ ہو؛ ایک ایسی جگہ جہاں کسی کو کسی کا خیال نہ ہو، جہاں کسی ماں کے دل میں اس کے بچے کے لئے محبت نہ ہو، یا کسی بہن کے دل میں اپنے بھائی کے لئے محبت نہ ہو، یا کسی باپ کے دل میں اس کے گھرانے کے لئے محبت نہ ہو۔ وہ ایک کتنی بے رنگ دُنیا ہوگی جس میں فقط خودغرضانہ مقاصد یا خواہشیں ہوں۔ وہ کتنی مایوس کُن صورتِ حال ہوگی، جب کوئی کسی کا احساس نہ کرے گا۔

کیا آپ کسی ایسی دنیا میں رہنے کا تصوّر کر سکتے ہیں؟

جب یہ کہا جاتا ہے کہ "محبت کے بغیر دُنیا نہیں"، تو اصل میں

Marfat.com

اس کا مطلب ہے کہ اِس کے بغیر تو دُنیا وجود میں ہی نہ آتی، کیوں کہ یہ دُنیا اللہ کی محبّت کا مظہر ہے اس کی مخلوق کے لئے۔ وہ خوبصورت نیلی چھت جو آپ سب کے سروں پر ہے، جو نقصان دِہ تابکاری اثارات کو زمین پر آنے سے روکتی ہے۔ یہ چمکتے نیلے سمندر نہ صرف آبِ حیات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں، بلکہ اس دنیا پر موجود تمام چیزوں کے لئے حیات بخش ہیں۔

صاف اور تازہ ہوا جو جسموں میں تازگی بھرتی ہے اور جو سب کے لئے صحت اور قوت کا باعث ہے، یہ بھی اللہ کی عطا کردہ ایک نعمت ہے۔ عالیشان پہاڑ، گرم سُورج ٹمٹماتے ستارے۔ مجھے بتائیے کہ ایسا حسُن آپ کو کسی اور جگہ نظر آسکتا ہے، جو سب کے لئے ہے اور بلا قیمت ہے۔ ایک ایسا حسُن جو محبّت کی زبان بولتا ہے۔ (سوال یہ ہے کہ) جب اللہ نے اپنی محبّت سب کو عطا کی ہوئی ہے، تو پھر انسانی دل میں اس کی کمی کیوں ہے؟ تو پھر خالق سے اتنی دُوری کیوں ہے؟ اور اپنے لئے بہترین کے حصول کی تمنّا کیوں ہے؟ آج کے دل تنگ ہیں۔ اللہ نے انہیں کشادہ بنایا تھا، مگر یہ آپ کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے تنگ ہو گئے ہیں۔ اصل میں دل انسانی بدن میں ایک بہت ہی حیرت انگیز انگ ہے، (عضو) ہے، اسے قوت اعلیٰ ترین ہستی

Marfat.com

کی پھونک سے ملتی ہے۔

جب ایک انسانی وجود ماں کے رحم میں داخل ہوتا ہے، تو وہ فقط خون کا ایک لوتھڑا اور بے جان ہڈیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اُس میں زندگی اُس وقت داخل ہوتی ہے جب اللہ اپنے فرشتے سے کہتا ہے کہ وہ اس ننھے سے وجود میں رُوح پھونکیں۔ جس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ایک حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ "آپ میں سے ہر ایک کو اُسکی تخلیق کے وقت، اپنی ماں کے شکم میں ایک قطرے کی صورت میں ۴۰ روز تک رکھا جاتا ہے، پھر وہ خون کا ایک لوتھڑا بن جاتا ہے، جیسا کہ وہ ہے۔ پھر وہ گوشت پوست میں بدل جاتا ہے جیسا کہ وہ ہے۔ پھر فرشتے کو اس کے پاس بھیجا جاتا ہے، جو اس میں روح پھونکتا ہے اور چار الفاظ میں (اُس کا مقدر) لکھا جاتا ہے۔ (یعنی) اُس کا رزق، اُس کی عمر، اس کا عمل اور آیا وہ خوش ہے یا ناخوش۔

اُس اللہ کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ میں سے ایک جنت والوں کی طرح عمل کرے گا، یہاں تک کہ وہ اُس کے فقط ایک ہاتھ کے فاصلے پر آتا ہے، پھر مقدر اس پر حاوی ہو جائے گا اور وہ اہل نار جیسا عمل کرے گا اور اس طرح اس

Marfat.com

میں داخل ہوگا۔ آپ میں سے ایک آگ (نار) والوں جیسے عمل کرے گا، یہاں تک کہ اُس کے اور (آگ) کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے گا، پھر مقدر اس پر حاوی ہوگا، وہ جنت والوں جیسا عمل کرے گا اور اُس میں داخل ہوگا۔"

اس حدیث میں بہت کچھ کہا گیا ہے، یہ آپ کو ایک انسان کی تخلیق کے بارے میں بتاتی ہے کہ کس طرح خون اور ہڈیوں کا ایک مجموعہ، ایک معقول اور سوچنے والا انسان بن جاتا ہے، جس کے پاس عقل، جذبات اور احساسات ہوتے ہیں۔ یہ یہی دل ہے جو ان سب کو ایک جسم میں لے آتا ہے۔ ایک بار جو سانس جسم کے اندر داخل ہوتی ہے، تو اُسے دل کی پہلی دھڑکن کا تجربہ ہوتا ہے، اور یہی پہلی دھڑکن زندگی کی علامت ہے۔ یہ سانس اس دھڑکن کو اس شخص کی پوری زندگی میں برقرار رکھتی ہے۔ اور جب زندگی کا آخری لمحہ ختم ہو جاتا ہے، تو اس کے ساتھ ہی یہ دھڑکن بھی رُک جاتی ہے، اور زندہ رکھنے والی یہ سانس جسم سے چلی جاتی ہے۔

اب چاہے آپ کچھ بھی کریں، اب چاہے آپ کتنی ہی جدید تکنیک اُس آخری دھڑکن کو واپس لانے کے لئے اُس جسم پر استعمال کریں، وہ مددگار نہیں ہوں گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جسم کتنا نازک ہے۔ یہ وہ ننھا سا لوتھڑا ہے جو اگر صحیح طور سے

Marfat.com

چلے، تو یہ پورے جسم کو صحیح رکھتا ہے، اور اگر کسی بھی وقت اس کی کارکردگی بگڑ جائے تو اس سے پورا جسم متاثر ہوتا ہے۔ انسان کے جسم کا مرکز دراصل دل ہے، اور اس کو صحت منداور بیماری سے پاک رکھنا اشد ضروری ہے۔

اس کا اطلاق دونوں، یعنی جسمانی اور روحانی دل پر ہوتا ہے۔ دونوں بہت اہم ہیں، لیکن یقیناً ایک کو دوسرے پر زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اگر کسی شخص کا جسمانی دل صحیح کام نہیں کر رہا ہے، تو اُس سے فقط اُس کی مادّی دُنیا متاثر ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی کا رُوحانی دل صحیح کام نہیں کر رہا ہو تو پھر اس کی دونوں دُنیاؤں کو خطرہ ہے، وہ اپنی دونوں دُنیاؤں سے محروم ہو جائے گا۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ دل کی اہمیت کتنی ہے۔ کیا (جسم کا) کوئی دوسرا حصّہ ہے جو اس قُدسی پھونک سے زندگی حاصل کرتا ہو، جو اگر درست حالت میں ہو تو پورا وجود درست حالت میں رہتا ہے۔ جس کے ذریعے ہم اپنی آخرت کی برکتیں حاصل کریں؟ تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنے جسم کے اس اہم عضو کو نظرانداز کریں، ہم اس کی دیکھ بھال نہ کریں۔ اور صرف اپنی دنیاوی خواہشات کے لئے استعمال کریں۔

ہم دلوں کے بارے میں کافی گفتگو کرتے آ رہے ہیں۔

Marfat.com

حقیقت میں ایسے کم ہوتا ہے کہ ہم اپنے کسی ارشادات میں عشق یا دل کی باتیں نہ کرتے ہوں۔ یہ اس لئے ہے کہ پوری دُنیا یا حقیقت میں تمام عالمین اسی جذبے کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ وہ مرکز ہے جس کے گرد ہر چیز گھومتی ہے۔ دل عشق کا ظرف (یا پیالہ) ہے۔ جب ایک بچّہ پیدا ہوتا ہے، تو اس کا دل پہلے سے اس نعمت سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی ہے، اس ظرف میں اطراف سے آنیوالے مختلف منفی جذبات اکھٹا ہونا شروع ہوتے ہیں۔

یہ دراصل اس دُنیا کا شور وغُل ہے جو آپ کے دل کی آواز کو دبانا ہے۔ وہ نرم آواز جو آپ کے دل کی گہرائیوں سے آتی ہے۔ اور جو دل میں اس وقت داخل ہوئی تھی جب قدسی پھُونک جسم میں داخل ہوئی تھی۔ یہ دراصل دل میں ایک دھیمی نال کی صورت میں رہتی ہے، ایک خاموش آواز کی صورت میں جو دل کو وہ توانائی بخشتی ہے جو اُسے اُس کی زندگی کے تمام ماہ وسالوں میں دھڑکتے رکھتی ہے۔ یہ خاموش آواز دراصل ذکر ہے، جو دل کی توانائی اور قوّت ہے۔

یہ ذکر آپ کے اللہ کے اسمائے حُسنیٰ ہیں، وہ مقدّس نام جو اس کی صفات بھی ہیں۔ آپ کا دل ان اسماء کی قوّت سے دھڑکتا ہے، یہ توانائی کا ذریعہ ہیں، زندگی کا ذریعہ، اُس حیات

Marfat.com

بخش سانس کا ذریعہ۔

اُن دلوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو مُلحدین کے پہلو میں ڈھڑکتے ہیں، وہ جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے؟ سوال یہ ہے کہ اگر اُن کے دل بھی "اللہ ھُو" کی تال پر دھڑکتے ہیں، تو پھر وہ اللہ کو کیوں نہیں مانتے؟ مجھے بتائیے کہ جب آپ سوتے ہیں تو کیا آپ کے ساتھ آپ کے حواس بھی سو جاتے ہیں؟ کیا آپ کے کان، آپ کی آنکھیں، آپ کی ناک، آپ کا لمس اور آپ کا ذائقہ بھی سو جاتے ہیں؟ آپ کہہ سکتے ہیں کہ جی ہاں، وہ جزوی طور پر ہمارے ساتھ سو جاتے ہیں کیوں کہ ہم (اس وقت) اُن حواس کو استعمال نہیں کرتے۔ حقیقت میں یہ درست نہیں ہے کیوں کہ تمام حواس اپنے اردگرد سے اشارات وصول کرنے کے اچھی طرح قابل ہیں۔ کان حسبِ معمول آواز کی لہروں کو وصول کرتے ہیں، آنکھیں اگر جُزوی طور کھلی ہوں تو روشنی کی شعائیں وصول کرتی ہیں۔ ہاتھ اور زبان بھی محسوس کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سُونگھنے کی حس بھی اچھی طرح جاگی ہوئی رہتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگرچہ جسم سو رہا ہے، مگر حواس پوری طرح کام کر رہے ہیں۔

بالکل اسی طرح لہو اب بھی رگوں میں دوڑ رہا ہے، جسم کے خلیے اب بھی نُمو پا رہے ہیں اور خستہ ہو رہے ہیں۔ یعنی جسم کے تمام عمل

Marfat.com

معمول کے مطابق چل رہے ہیں اور پھر بھی آدمی اس سے آگاہ نہیں ہے اس لئے کہ اس کا دماغ اِن اعمال کی آگاہی کو منقطع کرتا ہے۔ تو اس طرح آدمی اُس سے بے خبر رہتا ہے۔ ایک مُلحِد کے دل کے ساتھ دراصل یہی کچھ ہوتا ہے۔ دل کی دھڑکنوں کو توانائی اُن ہی اسمائے حُسنیٰ بالکل اسی طرح سے ملتی ہے جیسے دوسروں کو ملتی ہے۔ لیکن یہ آدمی اسمائے حُسنیٰ کی آگاہی سے خود کو محروم رکھتا ہے۔

وہ ایسا قصداً اور اراداتاً کرتا ہے کیوں کہ اُس کا پُورا وُجود اچھی طرح جانتا ہے کہ خدا ایک ہے، اللہ ایک ہے، لیکن اُس کے اطراف سے آنے والی آوازیں اور شیطانی وسوسے اس کو اِس دھڑکن کو سُننے سے قاصر رکھتے ہیں۔ اُس نام کو سُننے سے جو اِس دھڑکن کو تال بخشتا ہے۔ کیا آپ اُن سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ وہ اللہ کے وجود سے انکار کے لئے اتنے نظریات کیوں پیش کرتے ہیں، اتنی خواہش کیوں کرتے ہیں؟ اگر بالفرض، بقول اُن کے، خُدا کا وجود نہیں ہے، تو پھر اس کو ثابت کرنے کے لئے انہیں اتنی دِقّت کیوں پیش آتی ہے۔ صدیوں سے یہ دہریے سامنے آکر یہ کُفریہ نظریہ پیش کر رہے ہیں کہ یہ کائنات از خود وجود میں آئی ہے۔ یا خُدا کا وجود نہیں۔ (نعوذ باللہ) وہ ایک نظریہ پیش کرتے ہیں، اور کچھ عرصے بعد وہ خود

Marfat.com

اُس سے انکار کرتے ہیں اور اس کی جگہ دوسرا نظریہ لاتے ہیں۔ اگر وہ ابد تک بھی اپنی توانائیاں ان نظریات کو ثابت کرنے میں لگاتے ہیں، تو تب بھی اِن کو ثابت کرنے سے قاصر ہی رہیں گے۔ ایک جھوٹ، سچ کے سامنے کس طرح ٹھہر سکتا ہے۔ جب ایک جھوٹ ظاہر ہوتا ہے تو پھر اُن کو اُس کے دفاع میں ایک دوسرا جھوٹ گھڑنا پڑتا ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ وہ جھوٹ کے اس جال میں پھنسائے جائیں گے، اور اُن کے یہ جھوٹ دہکتی ہوئی زنجیریں اور بیڑیاں بن جائیں گے جو اُن کے ہاتھوں اور پیروں سے باندھ دیئے جائیں گے۔

یہ وہ وقت ہوگا جب صرف حق باقی رہے گا اور جھوٹی باتیں اپنے انجام کو جا پہنچیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ سب اُس تال کو نہیں سُن سکتے، اللہ کی اُس دھیمی آواز کو، جس سے دل میں دھڑکن پیدا ہوتی ہے، اور جس سے پورے جسم میں توانائی آجاتی ہے۔ کچھ لوگوں کو یہ سُنائی نہیں دیتی۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کو سُننا ہی نہیں چاہتے، وہ اپنی دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں: جھوٹ اور فریب کی دُنیا میں۔ اُن کے انکار سے وہ دھیمی آواز چلی نہیں جاتی، بلکہ کافر کے دل پر لگی مُہر اُسے دبا دیتی ہے اور ناقابلِ سماعت بنا دیتی ہے۔

Marfat.com

قدسی پھونک کا پھر بس ایک ہی کام رہ جاتا ہے، یعنی اُس مادّی جسم میں زندگی کو قائم رکھنا، تاکہ وہ شخص زندہ رہے۔ لیکن بدقسمتی سے اُس شخص کا رُوحانی وجُود سکڑنا شروع ہو جاتا ہے اور دھیرے دھیرے مرنا شروع ہوتا ہے۔ اُس رُوحانی وجود کی موت کا سبب یہ ہے کہ اُس دل کے ''ذکرِ اللہ'' کو دبائے رکھا گیا تھا۔ اس ذکر سے انکار آدمی کی رُوح کو کمزور اور بے کار بناتا ہے؛ اور وہ شخص شیطان کے ہاتھوں آسانی سے گروی ہو جاتا ہے۔ کتنی بدنصیبی اور اُس کا کتنا بُرا انجام۔

اپنے دل کے ذکر کو مضبوط رکھیں، اتنا مضبوط کہ زبان ہر وقت ذکرِ اللہ سے تر رہے، اور زبان کے ساتھ لہُو بھی جسم کے اندر رقص کرتا رہے، اور لہُو کے ساتھ جسم کا ایک ایک خلیہ بھی اُس خوبصورت دُھن میں لہراتا رہے۔ وہ دُھن جو دل کی گہرائی سے آتی ہے، وہ دُھن جو آہستگی سے ''اللہ، اللہ'' کہہ رہی ہے، پھر یہ کہتی ہے ''ھُواللہ، ھُواللہ'' پھر بڑی خاموشی سے ''ھُواللہ، اِلاَّ اللہُ اِلاَّ اللہ'' میں تبدیل ہوتا ہے اور وہ ''اِلاَّ اللہُ اِلاَّ اللہ'' پھر ''اللہ، اللہ'' میں تبدیل ہوتا ہے۔ یہ زندگی کی تال ہے۔ ''حیّ اللہ ھُو، حیّ اللہ ھُو'' کیا کوئی اس آواز سے انکار کر سکتا ہے، اس سنگیت سے، اس دُھن سے یا اس تال سے۔ پوری کائنات اس آواز سے جھوم رہی

Marfat.com

ہے۔ جنّت اور عرش اس آواز کی بازگشت سُنتے ہیں۔ اگر آپ ایک چھوٹے سے پرندے کو ہاتھ میں لیں، اور اپنی انگلی کو اُس کے سینے پر رکھیں، تو آپ کو اُس کی دھڑکن میں بھی آواز سُنائی دے گی۔

اے اُمّتِ محمدی! آپ بس اپنے کان کھول لیں اور غور سے سُنیں، کیا آپ کو یہ خوبصورت دُھن آسمانوں سے آتی سُنائی نہیں دے رہی؟ کیا آپ کو نظر نہیں آرہا ہے کہ تارے اس دُھن پر کیسے چمک رہے ہیں؟ کیا آپ اِس "اسم" کے آگے پہاڑوں کو سربسجود ہوتے نہیں دیکھ رہے ہیں؟ اُن کا ہر ایک ذرّہ مسلسل کہہ رہا ہے "اللہ باقی، اللہ باقی"۔ بس جائیے اور ساحل پر کھڑے ہو جائیے، کیا آپ کو نظر آرہا ہے کہ لہریں کس قدر مست ہیں، وہ آپ کی طرف کیوں اس زور سے لپک رہی ہیں اور پھر مایوسی میں لوٹتی ہیں۔

یہ اس لئے ہے کہ ان کا وجد کہتا ہے وہ یہاں ہے۔ وہ وجد چاہتا ہے کہ وہ لہر اُس تک پہنچ جائے۔ وہ وجد اُن لہروں کو اُس دلکش انداز میں ناچنے کو کہتا ہے۔ پوری کائنات کو ذکر اللہ کی یہ خوبصورت آواز اچھی طرح سُنائی دیتی ہے جس نے ایک ایک جگہ اور ایک ایک جاندار کو گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ سب اس آواز کو سُن سکتے ہیں سوائے چند بدبخت انسانوں کے جنہوں نے

Marfat.com

دُنیا کی آوازوں سے خود کو بہرا بنا رکھا ہے اور جو اس شور شرابے میں مطمئن جی رہے ہیں۔

اے اُمّتِ محمدی! عشق کی اس صدا کو سُننا شروع کریں! اللہ کی اس خوبصورت دُھن کو سُننا شروع کریں اور یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر ایک بار آپ نے اُسے سُن لیا تو آپ زندگی بھر کوئی اور آواز سُننا پسند نہیں کریں گے۔ اپنے ہاتھ اپنے سینے پر رکھیں، اپنی آنکھیں بند کریں اور پھر دھیرے سے اور نرمی سے کہنا شروع کریں۔ ''اللہ ھُو، اللہ ھُو''۔ اور جلد ہی آپ محسوس کریں گے کہ آپ کا دل یہی الفاظ دُہرا رہا ہے، اور پھر جلد ہی، چاہے آپ کی زبان ان خوبصورت الفاظ کو کہے یا نہ کہے، آپ کا دل ان کو ہر وقت دہراتا رہے گا۔

اور وہ کیوں ان کو دہراتا نہ رہے، آخر تو یہ اس کا دمِ حیات ہے، اس کو قوّت دینے والا، طاقت کا ذریعہ اور اُس کی رُوح کی غذا ہے۔ اس صدا کو مضبوط تر بنائیں اور زیادہ قابلِ سماعت بنائیں، اس کے حُسن میں ڈوب جائیں، اس کی لہر پر رقص کریں۔ اور اس میں شک نہیں کہ پوری کی پوری کائنات اس رقص و مستی میں آپ کے ساتھ ہوگی۔ بہت جلد آپ پائیں گے کہ آسمان، تارے، سورج اور چاند، پہاڑ اور تمام سمندر، درخت اور پرندے

Marfat.com

سب اسی دُھن میں جھوم رہے ہیں، اسی سنگیت پر، یہ یقیناً محبت کا سنگیت ہے۔

این خرقہ کہ من دارم در رہنِ شرابِ اولیٰ

یہ خرقہ جو میرے پاس ہے اُسے شراب کے گرد رکھ دینا بہتر ہے

وین دفترِ بے معنی غرقِ مے ناب اولیٰ

یہ بے معنی دفتر خالص شراب میں غرق کر دیا جائے تو اچھا ہے

چوں عمر تبہ کردم چندانکہ نگہ کردم!

میں نے جس قدر غور کیا یہی پتہ چلا کہ زندگی تباہ کر ڈالی

در کُنجِ خرا باتی افتادہ خراب اولیٰ

اس سے تو یہی بہتر تھا کہ کسی شراب خانہ میں مست و بے خود پڑا رہتا

من حالِ دل زاہد با خلق نخواہم گفت

میں زاہد کے دل کا حال لوگوں سے نہیں کہوں گا

کایں قصہ اگر گویم بہ چنگ و رباب اولیٰ

کیوں کہ یہ قصہ چنگ و رباب ہی سے بیان کرنا بہتر ہے

تا بے سروپا باشد اوضاع فلک زیں سال

جب تک زمانے کے حالات اسی طرح بے سروپا ہیں (قیامت تک)

در سر ہوسِ ساقی در دست شراب اولیٰ

سر میں ساقی کا سودا اور ہاتھ میں شراب کا پیالہ بہتر ہے

Marfat.com

از ہجو تو دلدارے دلبر نہ کنم آرے

بے شک میں تجھ ایسے دلدار سے دل نہ ہٹاؤں گا

گر تابِ کشم بارے زاں زُلف بتابِ اولیٰ

اگر مجھے کبھی کچھ رنج بھی پہنچے تو بہتر ہے کہ اس زُلف سے پہنچے

چوُں پیر شدی حافظ از میکدہ بیروں رَو

اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں حافظ، شراب خانے سے باہر جائیں

رِندی و ہوسناکی در عہدِ شباب اولیٰ

یہ رندی اور شوخی تو جوانی میں اچھی لگتی ہے

Marfat.com

حضرت ابُو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ

شروع اللہ وحدہٗ کے بابرکت نام سے، جس نے عالمین کو "لَا اِلٰہ اِلّا اللہ" کہنا سکھایا تاکہ یہ اُن کی بخشش کا ذریعہ بن سکے۔ وہ جس کی جلالت سارے سچے دلوں پر محیط ہے اور جس کی مغفرت سب کے لئے راہِ نجات ہے۔

درُود و سلام اُن عبد پر جن کو اللہ نے "محمدؐ رسول اللہ" کہا ہے اور جن کے نُور کو عالمین کی تخلیق کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔

سلام، رحمت، اور برکتیں ہوں آپ کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی ہو دلوں کی اس معصومیت پر جن دلوں کی نسبت اپنے ربّ سے ہے۔

سلامتی ہو اُن دلوں پر جن کا محور نُور سے بنا ہے، جو سکینت اور اطمینان کی جگہ ہے۔ سلامتی ہو اُن دلوں پر جو باوفا اور باوقار ہیں اور جو جب کچھ کہتے ہیں، اس پر قائم رہتے ہیں۔ سلامتی ہو اُن دلوں پر جو صادق اور صالحین ہیں اور جو دوست اور دوستی کے معنی بھی جانتے

Marfat.com

ہیں اور جو اس دوستی کو آخری سانس تک سچی اور پاک رکھنا جانتے ہیں۔

سلامتی ہو اُس دل پر جسے صدّیق اور عتیق کہا گیا تھا اور جو اپنے محبوب دوست کے یارِ غار تھے۔ سلامتی ہو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین دوست حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ پر، جو بے شک ایک سچے دوست ہونے کی بہترین مثال ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب تھے جن کا نام عبداللہ بن ابی قحافہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تعیم بن مرّہ ، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے جا ملتا ہے۔ یہ بات بھی بہت مشہور ہے کہ اُن کا نام عتیق (آزادہ کردہ) تھا۔ جہنّم کی آگ سے نجات یافتہ ہونے کے باعث آپ رضی اللہ عنہ کو صدّیق بھی کہا جاتا تھا۔ (یعنی حق کی گواہی دینے والا) اس لئے کہ انہوں نے رسالت کی بِلا تاخیر تصدیق کی ، اور حق کے ساتھ ثابت قدم رہے، اپنے دوست کے سفرِ معراج کے سچے ہونے کی گواہی دی اور مُنکرین کے سوالات کے جواب دیئے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کرنا، اپنے بال بچّوں کو چھوڑ دینا، اور گھر میں، اور پورے سفر میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رہنا، بدر میں حدیبیہ کے دن آپ کی جان نثاری اور آپ

Marfat.com

کا اس وقت رونا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:
"بے شک اللہ نے اپنے اس بندے کو اس دنیا اور دوسری دنیا کو پسند کرنے کا اختیار دے رکھا ہے"۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن آپ کا ثابت قدم رہنا اور لوگوں کے سامنے خطبہ دینا اور اُن کو تسلّی دینا، پھر بیعت کے لئے رضا مندی اور پھر سچے مومنین کی فلاح کے لئے خلافت کی ذمہ داری اُٹھانا۔ اس کے بعد بڑی ہوشیاری سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی فوج کو شام بھیجنا، پھر جھوٹے نبیوں کی سرکوبی کے لئے آپ کا اُٹھ کھڑے ہونا، پھر فتوحات کے لئے شام کی طرف فوجیں روانہ کرنا اور آخر کار اپنی زندگی کے آخری ایام میں سچے مومنین کی قیادت کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کرنا۔ غرض آپ رضی اللہ عنہ، یعنی حق پر گواہی دینے والے، کے کارنامے آپ کے فضائل و مناقب کا شمار کیسے ہو سکتا ہے۔ بیشک آپؓ صادق اور سب سے زیادہ باوفا تھے۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ پاک کے دو سال چند ماہ بعد میں پیدا ہوئے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی جائے ولادت مکہ تھی، جس سے آپ تجارت کے علاوہ کبھی دُور نہیں رہے۔ آپ اپنے قبیلے میں نہایت مالدار تھے، اور ان سب میں کامل فیاض، بامروّت اور کشادہ دل تھے۔ امام

Marfat.com

نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ دورِ جہالت میں قریش کے سرداروں میں سے ایک تھے۔ اور معاملات میں انہیں مشاورت دینے والوں میں سے محبوب اور دانا تر تھے۔ اور پھر جب سچے ایمان کا وقت آیا تو آپ نے اس کو باقی تمام چیزوں پر ترجیح دی۔ اور اس میں کامل تابعداری سے داخل ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ دورِ جہالت میں سب سے زیادہ پرہیز گار تھے۔

ابنِ عساکر حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”خدا کی قسم! حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کبھی اشعار نہیں سُنائے۔ نہ دورِ جہالت میں نہ اسلام میں۔ اور بے شک آپ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دورِ جہالت میں شراب سے اجتناب فرماتے تھے“۔ ابنِ سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ”ایک شخص نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ”مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتائیے“ آپ نے جواب دیا کہ ”آپ رضی اللہ عنہ ایک نہایت خوبرو انسان تھے، نازک بدن، نرم رُخسار، خمیدہ قامت، آنکھیں قدرے دھنسی ہوئی اور پیشانی اُبھری ہوئی، اور آپ کے ہاتھوں کی پُشت پر زیادہ گوشت نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا دل ایک ایسا دل تھا جو سچ اور جھوٹ میں فوراً فرق کر سکتا تھا“

Marfat.com

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ ”میں نے جب بھی کسی سے بات کی اسلام کے بارے میں، تو سب نے میری باتوں کو جھٹلایا سوائے ابو قحافہ کے بیٹے کے، اور بے شک میں نے جب بھی کوئی بات کی، انہوں نے فوراً ہی مانی اور اُس پر ثابت قدم رہے۔“

روایت ہے کہ کسی نے میمون بن مہران سے پوچھا ”کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے؟“ انہوں نے جواب دیا کہ ”خدا کی قسم! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو اس وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مان لیا تھا، جب آپ سے راہب بحیرہ نے ملاقات کی تھی۔“

ابنِ حجر کا کہنا ہے کہ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیری کے درخت کے نیچے لیٹے ہوئے تھے، جب کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بحیرہ سے باتیں کر رہے تھے۔ بحیرہ نے ان سے پوچھا کہ ”درخت کے نیچے لیٹے ہوئے صاحب کون ہیں؟“ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ”وہ حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔“ اس پر بحیرہ نے کہا کہ ”پھر خدا کی قسم! یہی وہ پیغمبر

Marfat.com

ہیں کیوں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے دور سے آج تک اُس درخت کے سائے میں کسی نے پناہ نہیں لی ہے۔" یہ بات حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ذہن میں سما گئی اور یہی وجہ بنی آپؓ کے فوری اسلام لانے کی۔

حضرت میمون بن مہران رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کہا جاتا ہے کہ بچوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مردوں میں اسلام قبول کرنے میں سب سے پہلے شخص تھے۔ اور خواتین میں حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔"

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم ترین صدیق یعنی دوست تھے جو اسلام قبول کرنے کے وقت سے لے کر آخر تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، اور انہوں نے خود کو کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ نہیں رکھا، چاہے سفر میں یا گھر میں قیام کے دوران سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حج پر جانے وقت یا جہاد میں شریک ہونے کے لئے۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات میں ساتھ رہے اور ہجرت میں بھی آپ اُن کے ہمراہ اور یارِ غار رہے۔ سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۴۰ میں ارشادِ الٰہی ہے کہ "ربؓ نے

Marfat.com

انہیں کہا، صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرمانے لگے کہ غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔ شاندار تھیں خدمات اس بہترین دوست کی حتیٰ کہ جنگوں کے دوران بھی آپ رضی اللہ عنہ اُحد اور حُنین کے دن بھی ثابت قدم تھے، جب لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔

بزاز اپنے "مسند" میں بیان کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے: "مجھے بتائیے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے"؟ لوگوں نے کہا "آپ ہیں"۔ انہوں نے فرمایا "بیشک میں تو صرف اس سے لڑتا ہوں جو شجاعت اور بہادری میں میرے ہم پلّہ ہے"۔ پھر پوچھا "مجھے بتائیے کہ لوگوں میں بہادر ترین کون ہے"؟ لوگوں نے جواب دیا "ہم نہیں جانتے کہ وہ کون ہے"۔ اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا "ابوبکر رضی اللہ عنہ کیوں کہ بیشک بدر والے دن ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج کی گرمی سے بچانے کے لئے سائبان بنایا تھا، اور ہم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کون ٹھہرے گا تاکہ کفّار اُن پر اچانک حملہ نہ کر دیں، پھر اللہ کی قسم، ہم میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں بڑھا، سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جو تلوار سونت کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے، اور جب بھی مشرکین

Marfat.com

میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھتا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُس کے لئے ہمیشہ تیار رہتے، اس لئے وہ سب سے بہادر ترین ہیں"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مزید فرمایا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے نرغے میں دیکھا۔ اس میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دھمکا رہا تھا اور ایک آپ کو زور سے جھنجوڑتے ہوئے کہہ رہا تھا: "آپ ہی ہیں جنہوں نے خداؤں کو ایک خدا بنا دیا"۔ اس موقع پر یا خدا ہم میں سے کوئی آگے نہیں بڑھا، سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے۔ انہوں نے ایک کو مار بھگایا اور دوسرے کو دھمکی دیتے ہوئے کہا: "تمہیں خدا کی مار، کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے"۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنا خرقہ، جو آپ پہنے ہوئے تھے اُسے اوپر اٹھایا اور اس قدر روئے کہ آپ کی داڑھی مبارک بھیگ گئی۔ اور فرمایا: "اللہ کو حاضر ناظر جان کر بتائیے کہ کیا مومن آلِ فرعون بہتر تھے یا ابوبکر رضی اللہ عنہ"، لوگ خاموش رہے۔ اور آپ نے فرمایا: "کیا آپ لوگ میرے سوال کا جواب نہیں دیں گے؟ اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک گھنٹہ، آلِ فرعون کے مومن کے ایک ہزار گھنٹوں سے بہتر ہے، کیوں کہ اُس شخص نے

Marfat.com

اپنا ایمان چھپایا تھا، اور یہ، یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے ایمان کا برملا اظہار کرتے تھے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا تو وہ ۳۸ لوگ تھے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُر زور التجا کی کہ دین کا کھلے عام اعلان فرمائیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ابو بکر! (رضی اللہ عنہ) ہم تو ابھی چند ہی نفوس ہیں"۔ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ اُس وقت تک اصرار کرتے رہے، جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کا کھلے عام اعلان نہ فرمایا۔ پھر تمام مسلمان مسجد میں جمع ہوئے، ہر آدمی اپنے قبیلے میں سے۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اُٹھے اور لوگوں کے سامنے وعظ کرنے لگے۔ اس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو بلانے والے پہلے شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے۔

پھر کفار، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے، اور انہیں بُری طرح زد و کوب کیا۔ اس طرح اسلام کو سب کے سامنے ظاہر کیا گیا، اور یہ شروعات تھی سچے دین کے خلاف قریش کی مذاہمت کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، یعنی صدیقِ رسولِ خُدا، ایک کشادہ دل کے مالک تھے۔

Marfat.com

ایثارِ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے نظر آتا ہے جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے "رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کو عطیات دینے کا حکم دیا، یعنی ہر ایک اپنی جائیداد کے تناسب سے عطیہ دے۔ تو میں نے سوچا کہ اگر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بازی لے جانا ہے تو اس کا موقع آج ہے۔ اور میں اپنی جائیداد کا آدھا حصہ اٹھا لایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ میں اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آیا ہوں؟ تو میں نے عرض کی "اتنا، کہ جتنا یہاں ہے"۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا پورا اثاثہ اٹھا لائے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ "میں اُن کے لئے اللہ اور اُس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں"۔ تب میں نے خود سے کہا کہ "میں اُن سے کبھی کسی چیز میں بازی نہیں لے جاسکتا"۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جس دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا تو ان کے گھر میں چالیس ہزار درہم تھے۔ اور جب وہ مدینہ کی طرف ہجرت کے لئے روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے گھر میں پانچ ہزار درہم سے زیادہ نہ تھے، باقی ساری رقم آپ غلاموں کو آزاد کرانے اور اسلام کی مدد کے لئے

Marfat.com

خرچ کر چکے تھے۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سات ایسے غلاموں کو خرید کر آزادی دلائی، جن پر اللہ کی خاطر بڑے مظالم ڈھائے گئے تھے۔ صدیقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) میں حکمت و بصیرت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اور اسی طرح آپ کا فہمِ قرآن بے مثال تھا کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تمام صحابہ کے سامنے امام مقرر فرمایا تھا۔ اور ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ "امامت اس شخص کو کرنی چاہیئے جس کا فہمِ قرآن بہترین ہو۔"

آپ رضی اللہ عنہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی تھے، اور سنّتِ رسولِ پاک کو بھی اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے۔ جب کوئی تنازعہ (مسئلہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا جاتا، تو آپ اس کا حل قرآن کے ذریعے تلاش کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اگر اُس سے نہ ملتا تو پھر اُس کا حل حدیثوں میں تلاش کرتے، اگر کبھی مسئلے سے متعلق کوئی حدیث نہ ملتی تو آپ مسلمانوں کو جمع کرتے اور اُن سے کہتے "کیا کسی کو اس مسئلے کے بارے میں کوئی حدیث معلوم ہے؟" اگر کسی کو ایسی کسی حدیث کا

Marfat.com

علم ہوتا، تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ "اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہم میں سے ایسے لوگوں کو سلامت رکھا ہے جو اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو یاد رکھتے ہیں۔ اور اگر کسی کو بھی ایسی حدیث یاد نہ ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ سب سے اکابر صحابہ کو جمع کرتے اور ان کے فیصلے پر عمل کرتے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عرب، بالخصوص قریش کے شجرہ نویسی کے ایک معتبر عالم بھی تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنے کا منصوبہ بنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مشورہ لیا، جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حزید رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے پیش کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ "تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ "جو کچھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہیں گے، میری رائے وہی ہے۔" اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ آسمانوں میں اس بات کو ناگوار سمجھتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خطا کریں۔"

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اُن صحابہ کرام میں سے ایک تھے جنہوں نے قرآن کو حفظ کیا تھا۔ اور آپ ان صحابہ میں بھی شامل تھے جنہوں نے آپ کے دورِ خلافت میں قرآن کی تدوین کی۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں اس قدر محبت اور اسرار بھرا ہوا تھا، تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اُن کے بہترین دوست اُن کے رسولِ اعلیٰ و ارفع کے دلِ اطہر میں اس سے کمتر جذبہ ہو۔

جو کچھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دوست کے متعلق کہا ہے، اُس سے یہ محبت دیکھی جا سکتی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کون سے صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ محبوب تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ "حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ" پھر پوچھا گیا کہ اُن کے بعد کون سے صحابی۔ تو انہوں نے کہا: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ" اس کے بعد پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد اور کون؟ اور انہوں نے کہا: "ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ"

روایت ہے کہ ایک حدیث میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ: "یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے

Marfat.com

سوائے جنّت کے تمام اوّلین و آخرین اُدھیروں کے سردار ہوں گے۔" ایک مرتبہ کسی نے حضرت حسن بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح میں کوئی شعر کہا ہے؟ اس پر انہوں نے یہ اشعار سُنائے۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد

طاف العدو بہ زاد صعود الجبلا

ترجمہ: آپ غارِ بزرگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس وقت ہم نشین و رفیق رہے ہیں جب کہ دشمن پہاڑ پر چڑھتے ہوئے اس غار کے اِرد گرد پھر رہے تھے۔

وکان حبّ رسول اللہ قد علموا

من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

ترجمہ: سب لوگ جانتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق و محبوب ہیں اور پیغمبروں کے علاوہ جہاں سے کوئی شخص آپ کا ہم رُتبہ نہیں۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ چراغ نُور تھے جس نے اپنی روشنی اللہ کے نُور سے لی ہوئی تھی، یعنی اُن سے لی ہوئی تھی، جو

Marfat.com

مصباح الظلم، نوُرالھدیٰ، تمام عالمین کے خیرالوریٰ ہیں۔ تو یہ ظاہری بات ہے کہ اس صدیق (رضی اللہ عنہ) کی روشنی وہی ہدایت کی روشنی ہے، جو دنیا کے خاتمے تک چمکتی رہے گی۔ آئیے ہم اپنے آپ کو اس نوُر میں کسی حد تک ڈبوئیں۔ یعنی صدیقِ رسول ﷺ کے کچھ کلمات کو سمجھ کر۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے:

۱۔ جو شخص اللہ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے، پھر اس کو طلبِ دنیا کی فرصت نہیں ملتی۔ اور انسانوں سے اُس کو وحشت ہوتی ہے۔

۲۔ مرضِ وفات میں لوگ عیادت کو آئے اور کہنے لگے "اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کسی طبیب کو آپ کے لئے بلایا جائے"۔ تو فرمایا کہ "طبیب تو مجھے دیکھ چکا ہے"۔ لوگوں نے پوچھا: "پھر طبیب نے کیا کہا؟" فرمایا، اُس نے کہا: "بے شک میں جو چاہتا ہوں، کر دیتا ہوں"۔

۳۔ ایک مرتبہ ایک شکار آپ کے سامنے لایا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ "جب کوئی شکار مارا جاتا ہے، یا کوئی درخت کاٹا جاتا ہے، تو اس کا سبب یہی ہوتا ہے کہ، اُس نے اللہ کی تسبیح ضائع کر دی"۔

اُن کے اقوال کو سمجھنے کی کوشش کریں، ایک ایسے شخص کی

Marfat.com

بصیرت کے موتی، جو اہلِ دانش میں سب سے بہترین تھے۔ اللہ کے محبوب کے محبوب پر سلام، اُن کے خلیفہ پر، اُن کے دوست پر سلام۔

قیصرِ پاک خلافت کے رُکنِ رکیں
شاہِ قوسین کے نائبِ اوّلین!
یارِ غار، شہنشاہِ دُنیا و دیں
اصدق الصادقین، سید المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

دادا پیر حضرت شاہ انعام الرحمٰن قدوسی رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے، جو رب العظیم ہے، وہ واحد ذات جو تمام عالمین کا حاکم ہے۔ وہ جس نے دنیا کو پڑھنا سکھایا، اور بے شک اس کے پاس بہترین علم ہے۔

درود و سلام اللہ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، وہ جو اگرچہ اُمّی تھے لیکن دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔ اور یہ علم ہر اُس شخص کو دیتے ہوئے نہیں ہچکچاتے، جو اُسے سنبھال سکتا ہو۔ وہ جو معلّم اور کامل تھے، وہ جن کا اُستاد وہ ہے جس نے تمام علم کو جنم دیا ہے۔

—— o ——

سلام، رحمت اور برکتیں ہوں آپ سب پر اور آپ کے پیاروں پر، سلامتی اُن سب پر جو یہاں علم کے حصول کے لئے آتے ہیں اور کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتے۔

"علم" بہترین الفاظ میں سے ایک ہے۔ علم کا مطلب کسی چیز کا جمع کرنا اور لاعلمی کا مطلب جہالت ہے۔ علم روشنی

Marfat.com

اور لاعلمی تاریکی ہے۔ علم طاقت ہے جب کہ لاعلمی کمزوری ہے۔ علم اُس نے دیا ہے جس نے علم کو جنم دیا۔ جب کہ لاعلمی وہ راہ ہے جو شیطان نے دکھائی ہے۔ جس علم کے بارے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں وہ سچا علم ہے، حق کے بارے میں جانکاری ہے۔ جب کہ لاعلمی جہالت ہے، یعنی جاہل رہنا، اور سچا علم حاصل نہیں کرنا۔

کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ "میں نے مکمل علم حاصل کر لیا ہے"۔ آپ کو جانکاری ہوسکتی ہے مگر ہر چیز کا کامل علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ اگرچہ جب آپ علم حاصل کر رہے ہیں، اُس کی طرف جانے والے راستے کی آسانی کا دارومدار آپ کی نیّت پر ہوگا۔ اگر آپ علم اللہ کی رضا کی خاطر حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو اللہ بھی اپنا علم آپ کو عطا کرے گا اور اس کو جذب کرنے کی صلاحیت کو بڑھاتا ہے۔ لیکن اگر آپ علم اس لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں، کہ دنیا میں آپ کی توقیر بڑھے، تو پھر اس کا صلہ آپ کو دنیا ہی دے سکتی ہے۔ آپ کے اللہ کی طرف سے اس کا کوئی انعام نہیں ہوگا۔

اس قسم کا علم دل کی کئی بیماریوں کا باعث بن سکتا ہے اور آپ کو گمراہ کر سکتا ہے۔ (اس لئے) جب بھی آپ کوئی علم حاصل کریں، اُسے فقط اللہ کی خاطر حاصل کریں۔ آپ کے تمام ارادوں کا

Marfat.com

محور فقط اُس کی ذات ہونا چاہیئے۔ وہ علم جسے شیطان آلودہ کرے اور جس سے تکبر، حسد اور دوسروں کے لئے بُرے ارادے پیدا کرے، وہ تو بس جہالت کی طرح ہے۔ اس قسم کا علم لاعلم ہونے کے برابر ہے، کیوں کہ یہ کسی کو فائدہ نہیں دیتا۔

تو ہر وقت اپنی نیتوں میں محتاط رہیئے اور تمام اچھائیوں کو ہمیشہ منجانب اللہ جانیں۔ اس دنیا میں ایک آدمی کو کئی معلّمین ملتے ہیں۔ ایک آدمی کی پہلی معلمہ اس کی ماں ہے۔ ماں کی گود ایک بچّے کی پہلی درس گاہ ہے۔ جو کچھ بھی ایک ماں اپنے بچّے کو سکھاتی ہے، چاہے جانے بوجھے یا انجانے سے، وہ اس بچّے کے ذہن پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو جاتا ہے، وہ اس بچّے کی فطرت کا حصّہ بن جاتا ہے۔

اگر ماں مہربان اور نرم دل ہے، تو بچّے کے اخلاق میں نرمی آجاتی ہے۔ لیکن اگر وہ سخت اور بد مزاج ہے، تو پھر بد قسمتی سے بچّہ بھی اسی طرح ہو جاتا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ اُس بچّے کا کیا ہو گا جس کی ماں تو مہربان ہے، لیکن اس کے اِرد گِرد کے باقی لوگ مغرور اور پُرتشدّد ہوں؛ یقیناً ایسا بچّہ کچھ بُری عادتیں اپنا لیتا ہو گا، مگر اس میں وہ نرمی اور مہربانی ہمیشہ رہے گی جو اُسے ماں سے ملی تھیں۔ ہمیشہ یاد رکھیئے کہ ماں سے ملنے والے پہلے اسباق آسانی سے

Marfat.com

بھلائے نہیں جا سکتے اور وہ زندگی بھر ساتھ رہتے ہیں۔

ایک شخص اسکول سے بھی تعلیم حاصل کرتا ہے اور شاہراہِ حیات پر اُسے مختلف دیگر اُستاد بھی مل جاتے ہیں۔ استاد کی حیثیت ہمیشہ والدین کی طرح ہوتی ہے اور وہ اسی قسم کے احترام کا مستحق ہے، جو والدین کو دیا جاتا ہے۔ اُستاد کا کردار بھی نہایت اہم ہے۔ وہی حقیقت میں قوموں کو بناتا بگاڑتا ہے۔ اگر وہ اپنے کام میں مخلص ہے اور اگر وہ اللہ کی راہ پر چلنے والا ہے، تو پھر وہ اللہ کا بہترین کارکن ہے۔ یہ بس اُس کسان کی طرح ہے جو بڑی احتیاط سے بیج بوتا ہے اور شفقت سے اس کی آبیاری کرتا ہے اور مستقبل کی کھیتی کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔ لیکن ایک اسکول یا کالج کا اُستاد فقط کچھ عرصے کے لئے رہتا ہے، بچّے کے امتحان پاس کرنے تک، اس کے بعد اُستاد کا اُس سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ اور شاید وہ اس کی آئندہ زندگی میں اثر انداز نہ ہو۔

لیکن اللہ نے ایک خاص الخاص استاد، ایک خاص الخاص رہنما اُن لوگوں کو فراہم کیا ہے جو راہِ طریقت پر چلنے والے ہیں۔ یہ شخص کوئی عام آدمی کی طرح نہیں ہے۔ کیونکہ اُسے اللہ نے اپنے خاص کام کے لئے چُنا ہے۔ اسے مُرشد بننے کے لئے چُنا گیا ہے۔ آج ہمارے دادا پیر کا دن ہے۔ حضرت شاہ انعام الرّحمٰن

Marfat.com

قدوسی، قادری چشتی، صابری، نظامی رحمتہ اللہ علیہ کا دن ہے۔
آپ رحمتہ اللہ علیہ سہروردی اور نقشبندی بھی تھے۔ مرشدین وہ ہستیاں ہیں جنہیں نہایت خاص کام کے لیئے چنا جاتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ یہ سخت ترین کام ہے جس کا موازنہ کسی اور کام سے نہیں کیا جا سکتا ہے۔

آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو دوسروں کے لئے کام کرنے پر رضامند ہیں۔ فرض کیجئے کہ آپ کسی لمبے سفر پر ہیں اور کوئی شخص آ کر آپ سے کہے کہ اس کا سامان اٹھائیں، پھر آپ سے کہے کہ اُسے راستہ دکھائیں۔ پھر وہ اپنی تمام مشکلات اور پریشانیوں کا بوجھ آپ پر ڈالتا رہے۔ اور آپ کو یہ معلوم ہے کہ وہ شخص پورے سفر میں آپ کے ساتھ رہے گا، تو پھر آپ ایسے شخص کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں گے؟ خاص طور پر جب وہ آپ کا مشورہ بھی نہ سنتا ہو، جس کی وجہ سے وہ مزید مشکلات کا شکار ہوتا ہے۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ کچھ دیر بعد آپ اُس سے کہیں کہ آپ کا پیچھا چھوڑ دے، یا آپ اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیں۔

آخر آپ کے اپنے بھی مسائل ہیں، آپ دوسروں کی مشکلات کا بوجھ کیوں اُٹھائیں؟ آپ کو اپنی دنیاوی زندگی میں اس طرح کی بے غرضی اور شفقت شاید ہی نظر آئے۔ اب آپ کو اندازہ ہوا کہ مرشد

Marfat.com

کیا ہے ؛ یہ وہ ہستی ہیں جو اپنی زندگی دوسروں کی نذر کرتے ہیں۔ راضی خوشی آپ کی مشکلات کا بوجھ لے کر اپنے کاندھوں پر اور اپنی پیٹھ پر لاد لیتے ہیں۔ وہ زندگی بھر آپ کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے رہتے ہیں حتیٰ کہ اُس کے بعد تک بھی۔

یہ وہ رہبر ہیں جو مخلص اور کامل محبّت ہیں۔ یہ وہ زمین ہیں جو دوسروں کی تمام غلاظتوں کو قبول کرتی ہے اور جواباً مٹھاس اور اچھائی سے دیتی ہے۔ یہ تھے آپ کے دادا پیر حضرت شاہ انعام الرّحمٰن قدوسی رحمتہ اللہ علیہ" سب کے لئے ہمیشہ دست بہ دُعا اور اُن سب کے لئے رہبری کرنا جنہوں نے آپ کا دامن تھامے ہوئے تھا۔

آپ کے دل میں یہ خیال آسکتا ہے کہ کوئی شخص دوسروں کے لئے اتنا کیوں کرتا ہے، اس جذبے کے کیا محرکات ہیں ؛ ہوسکتا ہے کچھ لوگ کہیں کہ مُرشد اس طرح اپنے مرتبے کے باعث کرتے ہیں، کیوں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اُن کی ذمہ داری ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ ایک مُرشد کے ہر قسم کے اچھے جذبات کا اظہار اُن کا ہر کام اپنے اللہ کو راضی کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اُن کی اپنی ذاتِ کامل (فنا) مکمل ختم ہوتی ہے۔ کیوں کہ یہی اللہ کا طریقہ ہے۔ جب ہم کہتے ہیں "مُرشد" تو اس لفظ سے مُراد مُرشد کامل

Marfat.com

ہے، وہ ہستی جسے اللہ نے چُنا ہے، اور جن کی رسائی روحانی دُنیا تک ہے۔ ایک مُرشد کامل وہ ہے جن کی آنکھیں سات آسمانوں سے آگے بھی دیکھ سکتی ہیں اور زمین کے سات پردوں کے اندر بھی۔ وہ دلوں کے اندر تک داخل ہو کر سُن سکتے ہیں کہ اندر کیا پوشیدہ ہے جو باقی دنیا کو نظر نہیں آتا۔ یہ انعام ہے اللہ کا بہترین لوگوں کے لئے۔

جب اللہ نے ایسے شخص کو اس قدر نوازا ہے، تو پھر اُن کو دُنیا کی فکر کیوں ہو؟ جب اُن کی نگاہوں نے باغِ جنّت کے رنگ دیکھ لئے ہیں، تو دنیا کی کون سی دلکشیاں ان کے دل کو گرفتار کر سکتی ہیں؟ جب انہوں نے حُور و ملائک کے دھیمے نغمے سُنے، یعنی ذکر اللہ کا رَس، تو پھر ان نغموں سے بھرے کان دُنیا کا شور و غُل کس طرح جذب کر سکیں گے۔ مرشد کامل ایک نعمت ہیں جو دُنیا کو عطا ہوئی ہے، تاکہ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیں اور دوسری دنیا کے خوبصورت رنگوں اور سُروں کا لطف اُٹھائیں جو ہر ایک کو آرام و آہستگی سے اللہ کے جمال کی طرف لے جا سکیں جو یہ سیکھا سکیں کہ محبّت کیسے کی جائے، اور یقیناً محبّت کا سبق سیکھانا اُن کا خاص کام ہے۔

آپ ایک مُرشد کو کیسے پہچانیں گے کہ وہ کامل ہیں اور

Marfat.com

اللہ کے محبوب ہیں؛ ایسے کئی لوگ ہو سکتے ہیں جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن وہ اب بھی دنیا دار ہیں۔ مرشدِ کامل خالص محبّت ہیں، سب کے لئے خالص محبّت، جوان اور بوڑھے، مرد اور خواتین کے لئے، انسانوں کے لئے، حیوانوں کے لئے اللہ کی تمام مخلوقات کے لئے۔ جب آپ مرشد کی صُحبت میں بیٹھتے ہیں تو آپ اُن کے اطراف ایک شدید احساس پائیں گے، پُراسراریت کا ایک احساس، لیکن ساتھ ساتھ شدید مسرّت کا ایک احساس بھی ہوگا۔

وہ اللہ کی تجلّی میں مسلسل لپٹے رہتے ہیں اور وہ تجلّی دوسروں کے دلوں کو راحت پہنچاتی ہے۔ وہ تجلّی جلالی بھی ہو سکتی ہے اور جمالی بھی۔ اس کا دارو مدار اس پر ہے کہ اللہ نے انہیں کس طرح نوازا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ تجلّیات دلوں کو راحت پہنچاتی ہیں۔

آپ مرشد کی ٹھنڈک کو بارش کے نرم اور خوبصورت قطروں اور ہوا کے نرم جھونکوں سے موازنہ کر سکتے ہیں جو سب کے لئے باعثِ خوشی ہے، اور مرشد کے جلال کو ایک بھڑکتے شعلے سے تشبیہ دے سکتے ہیں، تاکہ دل کے اندر موجود ناپاکیوں اور دنیا کی آلائشوں کو جلایا جا سکے۔ ایک مُرشد کبھی کوئی کام اپنے لئے نہیں کر سکتا۔ وہ یہ کیسے کر سکتے ہیں جب کہ اصل میں ان کا اپنا کوئی وجود نہیں

Marfat.com

جب کہ انہوں نے خود کو فنا کر لیا ہے مکمل طور پر اور اُن کے لئے فقط "اُس" کی ذات یا "اُس" کا وجود باقی ہے۔ وہ تمام جہانوں کا مالک ہے، اُن تمام چیزوں کا مالک جو کبھی بھی پیدا کی گئی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا کے بہترین مُعلّم ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین اُستادوں کو تعلیم دی ہے۔ اور بے شک حضرت علی کرم اللہ وجہہ بابِ مدینۃ العلم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبیب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: "میں نے اپنے رب کو اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھا۔" میں نے کہا: "بے شک یہ تُو ہے، یہ تُو ہے، یہ تُو ہی ہے جو ہر چیز پر محیط ہے۔ یہاں تک کہ کوئی جگہ نہ رہے۔ جب تُو وہاں موجود نہ ہو۔ یہاں وہاں کا کوئی وجود ہی نہیں۔ بس جہاں جب تُو ہوتا ہے تیرے تعلق سے کوئی "کہاں" ہے ہی نہیں۔ کیونکہ "کہاں" سے جانیں کہ تُو ہے کہاں۔ نہ ہی کوئی تصوّر ہی تیرا تصوّر کر سکتا ہے کیونکہ تصوّر بھی کیسے جانے کہ تُو کہاں ہے، تیرا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اس لئے جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ تُو ہے۔ اور میری فنا میں میری اپنے فنا کی فنا ہے۔ اور میں نے اپنی فنا میں آپ کو پا لیا۔"

یہ ہوتا ہے ایک مُرشد! ایک ذات! پیار کے مہاساگر

Marfat.com

میں مکمل ڈوبی ہوئی، خود اپنی ذات سے بے خبر، کیوں کہ اُس ذات کو بہت پہلے اللہ کے حوالے کیا جا چکا تھا۔ جو وہ واحد ذات ہے جو تمام ذاتوں کا تنہا مالک ہے۔ حضرت شاہ محمد افضل رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے " درویشوں کے پاس انسان، اللہ کی طرف جانے کے لئے کہہ دے گا کہ اپنے آپ کو " فنا" کرنا ہے، اپنی ہستی مٹانا ہے۔ درویش کہتا ہے " مٹا دیا" وہ کہتا ہے " میں بناتا ہوں"۔ پھر وہ اپنے مُرید کو ایک نئے سانچے میں ڈھالتا ہے، اُس کی ایک نئی تصویر بناتا ہے۔ اس عمل کے دوران مرید کی دُنیا ٹوٹتی ہے، بنتی ہے۔ (درویش) اُسے خود نہیں پتہ کہ لوگ بیٹھے ہیں تو اُسے سکون ملتا ہے۔ لوگوں کا دل نہیں کرتا اُٹھنے کو، لوگوں کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ یہ کیا بات ہے"

یہ ہے طریقہ کہ کس طرح ایک مُرشد لطیف انداز میں مُرید پہ کام کرتے ہیں۔ بڑی خاموشی سے دلوں کا تجزیہ کیا جاتا ہے۔ پھر انہیں ناپا جاتا ہے، پھر انہیں رگڑا اور دھویا جاتا ہے، پھر اُن میں نُور بھرا جاتا ہے۔ کچھ مریدوں کے معاملے میں اس میں چند لمحے لگتے ہیں، کچھ میں تھوڑا وقت لگتا ہے، لیکن کسی کو بھی پیاسا یا نامراد نہیں چھوڑا جاتا۔ اللہ کے عاشق کی موجودگی دنیا کے لئے ایک نعمت ہے۔ جب وہ یہاں ہوتے ہیں تو اُن کا وجود باعث برکت

Marfat.com

ہے، جو بھی اُن کے قریب آتا ہے، اُسے عطا کیا جاتا ہے اور جب وہ دنیا سے پردہ فرماتے ہیں، تو تب بھی وہ ہر ایک کے لئے رحمت ہیں۔

ایسے ہی تھے آپ کے پیارے دادا پیر، نرم دل اور عطا کرنے والے، ہر ایک کو نیند سے جگانے والے، اپنے کام میں ہر وقت مستعد، اُن کے لئے واحد حکم تو بس حکمِ الٰہی تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ دہلی میں حکومتِ ہند کے ملازم تھے۔ ایک مرتبہ ایک انگریز آفیسر نے آکر پوچھا: "انعام الرحمٰن کہاں ہیں"؟ آفیسر کو بتایا گیا کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نماز پڑھنے گئے ہیں۔ اُن دنوں مسلمان سرکاری ملازمین کو نماز کے لئے وقت دیا جاتا تھا۔ لیکن آفیسر نے حکم دیا کہ انہیں فوراً مسجد سے بلا لیا جائے۔ اللہ کا عاشق کسی ایسے شخص کا حکم کیسے مانتا جب وہ حکم کسی انسان کے (بنیادی) حق کا احترام نہیں کرتا۔ جو عبادت گاہ کی حُرمت کا لحاظ نہیں رکھتا، اللہ والے، اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ وہ بھوک غُربت اور مشکلات سے خوف نہیں کھاتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دادا پیر نے جواب دیا:

"جس کے دربار میں مَیں بیٹھا ہوں، اُس کے آگے تیری حیثیت مکھی کی بھی نہیں ہے۔ ہم نہیں

Marfat.com

آرہے ہیں۔ ایک یہ، دوسرا اُس سے کہو کہ ہم
نے نوکری چھوڑ دی ہے، ہم آپ کو استعفیٰ
دے دیں گے''۔

حضرت شاہ انعام الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ایک دیانت دار، راست باز اور باوقار انسان تھے۔ آپ کی پوری زندگی دوسروں کی بھلائی اور اُمتِ محمدی کے لئے دعا کرتے گزری۔ آپ رحمۃ اللہ اپنے اصولوں اور اقدار کی پاسداری کرنے والے انسان تھے۔ آپ ایک نہایت ہی حساس دل رکھنے والے بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت موجود تھے جب اس قوم کو پارہ پارہ کیا جارہا تھا۔ آپ نے اس دور کی سختیاں جھیلیں اور تمام مسلمانوں کی مشکلات کا مشاہدہ فرمایا تھا۔ بے شک آپ اللہ کے حضور سر بہ سجود رہا کرتے تھے، متواتر ذکرِ الٰہی میں رہتے اور تمام مسلمانوں کے لئے دست بہ دُعا رہتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کی مضبوطی اور آپ کی فطرت میں عاجزی نے آپ کو اپنے رب کا محبوب بنالیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ وہ شجرِ سایہ دار تھے کہ جنہوں نے صرف اپنے وقت کے لوگوں کو چھاؤں فراہم کیا، بلکہ کئی ایسے پودے بھی پیدا کئے جو اپنے اپنے وقتوں کے تناور درخت بن گئے۔ اُن کی شفقت

Marfat.com

سے سبق سیکھئے۔ اُن کی قوت کو جذب کیجئے، اور ان کی باتوں کو ہر ایک تک پہنچائیے۔ کیوں کہ ہر مرشدِ کامل کی باتیں حق ہوتی ہیں۔ اور ایسا بھلا کیوں نہ ہو؟ کیا وہ اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عکس نہیں ہیں؛ مومن کی یہی تعریف مولائے کائنات نے بتائی ہے۔ اور بے شک یہی تعریف ایک مُرشدِ کامل کی بھی ہے، آپ کے دادا پیر کی۔

"علم مومن کا دوست، عقل اُس کی وزیر، صبر
اُس کی سپاہ اور اعمال اُس کا مُنتظم ہے۔"

آمین!

Marfat.com

۲۰ مئی ۲۰۱۱ء (۱۷۰)

حضرت سلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ

شروع اللہ کے بابرکت نام سے کیوں کہ" اور وہی پیدا فرمانے والا، سب کچھ جاننے والا ہے، اس کا حکم، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ فرماتا ہے اس کو "ہو جا" پس وہ ہو جاتی ہے۔ پس وہ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اُسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔" (سورۂ یٰسین)

درود و سلام رحمۃ اللعالمین پر، اللہ کے محبوبِ خاص پر، اُن کے حسن و جمال پر، اُن ذاتِ واحد پر جو سب سے مہربان ترین اور نرم ترین ہیں۔

— ○ —

سلام، رحمت اور برکتیں آپ سب کے لئے اور آپ کے پیاروں کے لئے۔ سلامتی اُن عباد کے لئے جن کی نسبت اللہ سے ہے اور جو ہمہ وقت حالتِ تسلیم میں ہیں۔

ایک بہت بڑا سمندر ہے، اتنا وسیع اور گہرا کہ اُس کی

Marfat.com

آخری حد، کنارے اور تہہ نہیں ہیں ۔ یہ سمندر معرفتِ الٰہی کا سمندر ہے ، اپنے اللہ کو جاننے کا ، اس کے علم کا ، اُس کی محبت اور عشق کا سمندر، اس میں شک نہیں کہ یہ سمندر گہرا اور وسیع ہے اور یہ ان تمام لوگوں کے لئے موجود ہے جو اُس کا بننا چاہتے ہیں جو عظیم تر اور بے انتہا جلالت والا ہے یہ عشق کا یہ سمندر ازل سے موجود تھا اور ابد تک باقی رہے گا، اور جو اس سمندر میں ایک بار اُتر تا ہے، تو پھر کبھی بھی وہ اُس سے باہر نہیں آسکتا ، ایسے لوگوں کی نظر میں کسی اور چیز کی کوئی اہمیت نہیں رہتی ۔ اُن کی دُنیا ، اُن کا مال ، آل ، اُن کی خواہشات سب بے معنی بن جاتی ہیں ۔ اُن کے لئے تو بس ایک ہی ذات باقی رہتی ہے ، وہ جو ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا ۔

وہ واحد ذات جس نے محبت کے اس سمندر کو پیدا کیا ، عرفان کے اس سمندر کو ، ذاتِ ھُو کے سمندر کو ۔ وہی واحد حق ہے ، جو ہمیشہ سے تھا اور جو ہمیشہ رہے گا ۔ یہ سمندر سب کے لئے ہے ۔ یہ آپ میں سے ہر ایک کے لئے موجود ہے ۔ یہ مفت ہے ، آپ کو وہاں جانے کے لئے کوئی قیمت نہیں دینی ہے ۔ یہ کثرت میں ہے چاہے اس میں کتنے ہی لوگ داخل ہوں اُس میں ہمیشہ مزید سمانے کی گنجائش ہوگی ۔ یہ سکینت اور راحت کا سرچشمہ ہے ۔ اس میں ایک بہت بڑا خزانہ ہے جو اُن لوگوں

Marfat.com

کے لئے موجود ہے جو واقعی اُس کو پانا چاہتے ہیں، جو خود کو اس کے لئے وقف کرتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہی سب سے زیادہ خوش نصیب ہیں۔

آیئے آج ایسے عاشق کی بات کرتے ہیں جن کا تعلق اس سمندر سے تھا۔ یہ وہ ہستی تھی جنہوں نے ہزاروں، بلکہ اس سے زیادہ لوگوں کو اُس میں کھینچا، اور آج تک جو بھی اُن کی تحریروں کو دل سے پڑھتے ہیں، اُسے وہی کشش، اُسی قوت سے عشق کے گہرے سمندر میں کھینچتی ہے۔ جمالِ کائنات کی طاقت ور لہر اُسے گھیرتی ہے اور اُسے جلالت کے اُس عظیم الشان سمندر کی گہرائیوں میں لے جاتی ہے۔ یہ خوبصورت عاشق حضرت سلطان باہُو رحمتہ اللہ علیہ ہیں، جن کا اصل نام باہو اور سلطان العارفین آپ کا لقب تھا۔

اگر آپ اللہ کے صفاتی نام "وھاب" کو اُلٹا پڑھیں، تو وہ باہُو پڑھا جائے گا۔ یہ نام آپ کی والدہ بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا نے رکھا تھا جو خود بھی اپنے وقت کی ولیہ تھیں۔ حضرت سلطان باہُو رحمتہ اللہ علیہ سنہ ۱۶۳۱ عیسوی بمطابق (سنہ ۱۰۲۹ ہجری) میں قہرگان نامی گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد "بازید محمد" شاہجہان بادشاہ کے دربار میں منصب دار تھے اور قہرگان کا گاؤں

Marfat.com

انہیں بادشاہ سے وفاداری کے عوض عطا ہوا تھا۔ اگرچہ آپ کے والد کا تعلق اس مشہور بادشاہ کے دربار سے تھا، مگر پھر بھی آپ کی طبیعت درویشانہ اور فقیرانہ تھی۔

جس طرح اکثر ولیوں کے ساتھ ہوتا ہے، یعنی اُن کے سر وں سے باپ کا سایہ کم عمری میں اُٹھ جاتا ہے، وہی حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ابتدائی تعلیم آپ کی والدہ محترمہ بی بی راستی رحمتہ اللہ علیہا نے آپ کو دی۔ اس کے بعد آپ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت حبیب اللہ زکریا رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر اپنی روحانی تربیت کے لئے گئے۔ پھر وہاں سے آپ رحمتہ اللہ علیہ دہلی حضرت شاہ عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں تشریف لے گئے جہاں آپ نے اپنے تمام رُوحانی مقامات و منازل طے کئے۔

یہ ابھی آپ کے لڑکپن کا زمانہ تھا، کہ ایک دن آپ کو قصبہ ''شور کوٹ'' کے قریب ایک نہایت حسین اور باوقار سوار نظر آیا۔ جو نُور میں گھرا ہوا تھا۔ (چاروں طرف نُور ہی نُور تھا) وہ سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے قریب آئے اور ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے انہیں اپنے پیچھے بیٹھنے کو کہا۔ پہلے تو حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ گھبرائے، لیکن کچھ دیر بعد آپؒ نے ہمت کر کے سوار سے پوچھ

Marfat.com

ہی لیا کہ وہ کون ہیں اور انہیں کہاں لیئے جا رہے ہیں۔ سوار نے انہیں اُن کی زبان میں جواب دیا کہ اُن کا نام "علی کرم اللہ وجہہ" ہے اور وہ حضرت سلطان باہوؒ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر لے جا رہے ہیں۔ اور وہ اُن کی مجلسِ پاک میں جا رہے ہیں۔

جس وقت وہ اس نُورانی مقام میں داخل ہوئے تو، حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے ان پر توجّہ دی اور پھر تشریف لے گئے۔ آخر میں وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف اہلِ بیت رہ گئے۔ کچھ دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں بازو ولی اللہ کی طرف پھیلاتے ہوئے فرمایا: "میرے ہاتھ تھام لے۔" اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ان کی بیعت لی۔

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ نے بعد ازاں یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: "جوں ہی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُبارک ہاتھوں کو تھاما، تو میرے درجات اور مقامات کے درمیان کوئی پردہ نہ رہا۔ دُور اور نزدیک کی تمام چیزیں صاف

Marfat.com

دکھائی دے رہی تھیں۔ لوحِ محفوظ کے تمام پردے اٹھا دیئے گئے۔ میرا اوّل، آخر، ظاہر، باطن سب ایک ہو گیا۔ جس وقت یہ سب کچھ ہو گیا، تو سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا: "تم میرے فرزند ہو۔" اس کے بعد میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھا۔ اور اُن کی قدم بوسی کی اور اُن کی غلامی کے حلقے اپنے کانوں میں پہن لئے۔

اس کے بعد حضرت سید العالمین، نورِ مجسمین صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے: "اللہ کی مخلوق سے محبت کرو، کیوں کہ تمہارا مرتبہ لمحہ بہ لمحہ بڑھے گا، اور اسی رفتار سے بڑھتا ہی جائے گا، ابدالآباد تک، کیوں کہ یہی حکمِ سروری اور سرمدی ہے۔" اس کے بعد آقائے نامدار، مالکِ کون و مکاں، محبوبِ ربِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے محبوبِ سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا، جنہوں نے مجھ پر توجہ کی اور مجھے حکم دیا کہ "جاؤ اور تمام مخلوق کی فلاح کی باتیں کرو۔"

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ "جو کچھ میں نے دیکھا، وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھا، جو میرے سر میں موجود ہے، میں نے جو کچھ سنا وہ میں نے اپنے اِن

Marfat.com

ظاہری کانوں سے سُنا اور میں اُس مجلسِ پاک میں اپنے اس (خاکی) جسم کے ساتھ موجود تھا۔" حضرت سُلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ شریعت کے سخت پابند تھے، اور اپنی پوری زندگی میں نہ فقط انہوں نے کبھی کوئی فرض چھوڑا، بلکہ کوئی ایک بھی مُستحب ترک نہ کیا۔ جب کبھی آپ رحمتہ اللہ علیہ کا استغراقِ مراقبہ ہفتوں تک طول پکڑتا، تو اس سے نکلنے کے بعد آپ اپنی تمام قضا نمازیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ:" وہ لوگ جو اپنے ربّ کے نام کی صدا پانچ وقت سُننے کے باوجود اُس کے دربار میں حاضر نہیں ہوتے، ان کی محبّت کی حقیقت کیا ہے، جس کا وہ صرف زبانی دعویٰ کرتے ہیں۔"

حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ عربی اور فارسی کے بہت بڑے عالم تھے، اور نثر اور نظم دونوں پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی ۱۴۰ کتابیں فارسی زبان میں ہیں اور تقریباً ۲۰۰ رباعیات پنجابی زبان کی ہیں جو "سہ حرفی" کی صورت میں لکھی گئی ہیں۔ اور آپ کا یہ سہ حرفی کلام پنجابی زبان کی قدیم ترین شاعری میں شمار ہوتا ہے۔ تو اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ پنجابی کی "سہ حرفی" کلام کے بانی تھے۔ آپ کے کلام کی انفرادیت یہ ہے کہ آپ کی تمام سہ حرفی کلام ایک ایک حرف سے شروع ہوتے

Marfat.com

ہیں جو اُس کے وزن میں شامل ہوتا ہے، جیسے کہ: ؎

الف، اللہ چنبے دی بُوٹی

ب، بسم اللہ اِسم اللہ دا

آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کلام کی منفرد خوبی یہ ہے کہ آپ کے تمام اشعار لفظ "ھُو" پر ختم ہوتے ہیں۔ "ھُو" اللہ کا صفاتی نام ہے جس کے معنی ہیں کہ اللہ ہر شے کا خالق اور مالک ہے۔ حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے مرشد کا تصور ایک متاثر کن انداز میں پیش کیا ہے۔ آپ اُس کی مثال شراب کے ایک ایسے جام سے دیتے ہیں جو نہ صرف بھرا ہوا ہے، بلکہ اس شرابِ عشق سے چھلک رہا ہے۔

آپ کی شاعری کا تمام تر محور عشق ہے، مومن کی زندگی کا وہ خوبصورت رنگ، جو اُسے عاشق اور معشوق کے درمیان کا لطیف فرق سکھاتا ہے۔ جو اُسے دل کی لطافتیں سکھاتا ہے۔

عاشق ہوویں تے عشق کماویں
دل رکھیں وانگ پہاڑاں ھُو!
لکھ لکھ بدیاں تے ہزار الاہمے
کر جانیں باغ بہاراں ھُو!

حضرت سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

کی اتباع میں ۶۳ سال کی عمر میں، پہلی جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ ہجری کو دنیا سے پردہ فرمایا۔ یہ وہ وقت تھا جب عاشق نے "اُس" کے سمندر میں ایسا غوطہ لگایا کہ واپس نہ نکلے۔ لیکن اُس سمندر کی لہریں اُس "ھُو" کو بہاتی رہیں گی جو اس عاشق کے دل میں موجود تھا، جو ابد تک باقی رہے گا۔ حضرت سلطان باھو رحمتہ اللہ علیہ ایک سچے عاشق، ایک باصفا عارف اور ایک کامل مُرشد تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی تعلیمات میں تصوّف کا بہت گہرا رنگ ہے جو تمام سالکین کے دلوں پر ایک دیرپا اثر چھوڑتا ہے۔ اپنی مشہور کتاب "مفتاح العارفین" میں آپ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"جاننا چاہیئے کہ نگاہِ خداوندی، ظاہری تقویٰ اور عبادت پر نہیں، بلکہ دل پر ہے۔ اس لئے دل سے پرہیزگاری اور اطاعت کرنی چاہیے، کیوں کہ دل ہی اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہے۔ جس کے حواس ظاہری بند اور باطنی کھلے نہ ہوں، اور اُس کے دل سے خصائلِ بد اور عادات دُور نہ ہوں، اور محبتِ الٰہی، اسمِ اللہ ذات کے تصوّر سے عارف باللہ کی نظر کی گرمی سے خنّاس اور وسوسے جل نہ جائیں، محال ہے کہ وہ معرفتِ الٰہی کا دعویٰ کرے اور کہے کہ میں فنافی اللہ ہوں۔ زندگی معارفِ الٰہی اور بندگی کے لئے ہے، کیونکہ بے معرفت زندگی سراسر شرمندگی ہے۔"

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

"ہم نے جنّ و انس کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں، یعنی مجھے پہچانیں"۔

جب تک وہ حرص و ہوس کو نہیں چھوڑے گا، تب تک ہوا پر قدم نہیں رکھ سکتا۔

نیرا گر ہوائے بہشت آرزو است
مرد در پے، آرزوئے ہوا!

ترجمہ: (اگر تجھ کو جنّت کی آرزو و خواہش ہے، تو اس خواہش کے پیچھے مت جا، کہ یہ نفسانی خواہش ہے۔)

- "جاننا چاہیئے کہ ذکرِ الٰہی دل کو اس طرح پاک کر دیتا ہے، جس طرح پانی ناپاک اور غلیظ کپڑے کو"۔
- جس شخص کا وجود ذکرِ الٰہی اور کلمہ طیّبہ کے ذکر سے پاک ہے، اُسے محاسبے کا کیا ڈر ہے"۔
- "جاننا چاہیئے کہ ماسوائے مُرشد ہم کسی مقام پر نہیں پہنچ سکتے"۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈھو، اور اس کے راستے میں کوشش کرو، شاید کہ تم فلاح پا جاؤ"۔

Marfat.com

لائق ارشادِ مرشد وہ ہے کہ اگر طالب سے چھوٹا یا بڑا گناہ سرزد ہو جائے، تو اُسی دمِ باطن میں غوطہ لگا کر مجلسِ محمدیؐ میں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کے گناہ بخشوائے ۔ یا یوں جانیئے کہ مرشدِ کامل آفتاب کی مثل ہے اور طالب ذرّہ کی مانند۔ نہ آفتاب ذرّے سے جُدا ہوتا ہے، اور نہ ہی ذرّہ آفتاب سے جُدا ہوتا ہے۔"

مَردِ مُرشدِ مے برد در ہر مقام
مُرشدِ نامرد طالب زرتمام

ترجمہ : (پیرِ کامل تجھ کو ہر مقام پر پہنچا دے گا، ناقص پیر دولت کا طلبگار ہوگا۔ جو مُرشد اندھیرے میں ہے، اُس کا طالب بھی اندھیرے میں ہوتا ہے اور طلب میں خراب ہوتا ہے۔)

۱۔ جے تُوں چاہیں وحدت ربّ دی، مَل مُرشد دیاں تلیاں ہُو
۲۔ مُرشد لطفوں کرے نظارا، گُل تھیون سب کلیاں ہُو!
۳۔ انہاں گلاں وچوں ہک لالہ ہوسی گُل نازک گُل پھلیاں ہُو
۴۔ دو ہیں جہانیں مُٹھے باہُو، جہاں سنگ کیتا دو ولیاں ہُو

ترجمہ : (اے راہِ حق کے طالب! اگر تُو وحدتِ الٰہی کا حصول چاہتا ہے، تو اپنے مُرشد کی خدمت و اطاعت گزاری کر اور اُس کی پابوسی کر۔ مرشد ایک لطف بھری نگاہ سے دیکھ لے، تو

Marfat.com

کلیاں کھل کر پھول بن جاتی ہیں، اُن پھولوں میں سب سے نمایاں گُلِ لالہ ہوتا ہے، جو عشقِ الٰہی کے باعثِ کھلا ہوتا ہے۔

اے باہُو! وہ لوگ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہیں جنہوں نے اللہ والوں کی محبت اختیار کی۔)

حضرت سلطان باہُو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یاد رکھئے کہ جس وقت رُوحِ اعظم وجود میں آئی اور کہا "یا اللہ"! تو اللہ کا نام لیتے ہی ذکرِ الٰہی سے دل میں جان آئی اور وہ نُور سے بھی بھر گیا، اور اللہ کی جانب کامل متوجہ ہوا، اور اللہ نے ارشاد فرمایا" اور اس میں میں نے اپنی رُوح پھونکی" اور پھر کہا" اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا، تو اللہ اُس کے لئے کافی ہے"۔

اُس نے اُسے اپنا رفیق بنایا۔ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، لیکن پھر بھی اسمِ ذات اللہ کی انتہا تک رسائی نہیں ہوگی۔ آپ کو تو اسمِ اللہ اور ذکرِ الٰہی کی اہمیت کا علم ہی نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "شب و روز اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیغ زنی کرنے سے بہتر ہے"۔ یاد رکھیے کہ اسمِ اللہ، ذکرِ اللہ ہے، اور عزم ہے، اور اسے سوائے اُس سے قرار نہیں ملتا جو پاک ہے، اور صاحبِ عظمت ہے۔ ایک حدیث شریف میں مروی ہے کہ "اسمِ الٰہی ایک پاک چیز ہے جو ماسوائے

Marfat.com

پاک مکان کے کہیں قرار نہیں پکڑتی"۔ وہ شخص جو اپنی زبان سے اخلاص کے ساتھ اسم اللہ تواتر سے کہتا ہے اور اس کی تصدیق دل سے بھی کرتا رہتا ہے، تو اس کی زبان اور دل اس اسم کے ساتھ حرکت کرنے لگتے ہیں۔ اس کے دل سے خوف کی دہشت اور گمراہی کا اندھیرا دُور کیا جاتا ہے اور (وہاں) سُورج کی طرح روشنی جلوہ گر ہوتی ہے ۔ جب صاحبِ قلب اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے، تو اُسے اتنا ثواب ملتا ہے کہ اگر آپ تمام زمین، آسمانوں، پتّوں اور صحراؤں کو کاغذ بنائیں، اور اس زمین کے تمام درختوں اور گھاس کو قلم بنائیں، اور دریا سیاہی بن جائیں، اور پھر تمام جِنّ و اِنس اور ملائک اور ۱۸۰۰۰ قسم کی مخلوقات اُسے لکھنا شروع کر دیں، دن رات، تب بھی وہ اُسے لکھ نہ پائیں گے۔

ہر چہ خوانی از اسم اللہ خواں
اسم اللہ با تو ماند جاوداں

ترجمہ : (اگر تو پڑھنا چاہے تو اللہ کے نام کا ورد کر، ہمیشہ تیرے ساتھ اللہ کا نام ہی رہے گا۔)

اسم اللہ بہ بُوَد از سیم و زر
روز و شب با اسم اللہ خوش نگر

ترجمہ : (اللہ کا نام سونے چاندی سے بہتر ہے، دن رات اللہ

Marfat.com

کے نام پر خوش نظر رکھ)۔

اسم اللہ ذات، تلقین بالیقین اور یقین بالتلقین ہے۔ تلقین سے توکل حاصل ہوتا ہے، اور یقین سے یقانیت حق۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی، میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیا، ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ہو!
جیوے مرشد کامل باہو جیں ایہہ بوٹی لائی ہو

(ترجمہ: (الف اللہ! یعنی اسم ذات، چنبیلی کا وہ پودا ہے، جو میرے مرشد نے اپنی باطنی توجہ سے میرے دل میں لگایا ہے۔ مرشد کی ہدایت کے مطابق میں نے دن رات نفی اثبات، یعنی لاالہ الا اللہ کا ورد کیا ہے، اس طرح اس پودے کی ایک ایک رگ اور ایک ایک رستے کو نفی اثبات کا پانی ملا ہے جب اس پودے میں پھول آئے، تو اس نے میرے سارے وجود میں خوشبو کی لہر دوڑا دی۔ اے باہو! میرا وہ مرشد کامل جیتا رہے جس نے میرے دل میں یہ پودا لگایا تھا۔)

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ یہ جانتے تھے کہ قلبی کیفیت ایک انسان کے خیر اور شر کی اصل وجہ ہوتی ہے، ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: "اسم اللہ ذات اور ذکر الٰہی

Marfat.com

کے ذریعے دل میں دس خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اِن دس خوبیوں کے بغیر اگر کوئی زندگی بھر ریاضت کرے، تو تب بھی وہ کبھی بھی اپنے نفس پر غالب نہیں ہوگا۔ قلب کی پہلی خوبی یہ ہے کہ وہ ذکرِ اللہ سے سورج کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور اس کی ذات میں کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔

دوسری خوبی یہ ہے کہ قلب ایک دریا کی طرح صاف و شفاف ہو جاتا ہے۔ یعنی کوئی دھول اُسے دھندلا نہیں کر سکتی۔ تیسری خوبی یہ ہے کہ قلب آتشِ عشق سے بھر جاتا ہے اور سوائے اللہ کے یہ آگ ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ چوتھی خوبی یہ ہے کہ قلب آبِ حیات کا سرچشمہ بن جاتا ہے، جس سے وہ ابدی زندگی پاتا ہے۔ اُس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور اُس کا نفس موت کو گلے لگا لیتا ہے۔ اسے "خضرِ قلب" کہتے ہیں۔ پانچویں خوبی یہ ہے کہ قلب بخشش کی ایک کان بن جاتا ہے اور اس کی وجہ سے اُس کے ظاہر و باطن ہر وقت اُس کے محبوب کی عبادت میں رہتے ہیں۔ چھٹی خوبی یہ ہے کہ قلب ایک طلسماتی قوّت بن جاتا ہے جس کے ذریعے آپ کو خزانے بغیر محنت کے مل جاتے ہیں۔ ساتویں خوبی یہ ہے کہ قلب پوری حقیقت کو دیکھتا ہے، بالکل ایک آئینے کی طرح۔

Marfat.com

آٹھویں خوبی یہ ہے کہ قلب ایک چراغ کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور اُس کی وجہ سے جسم ایسا روشن ہوتا ہے جیسے کہ چراغ۔ نویں خوبی یہ ہے کہ قلب کی مُردہ گھاس بارانِ رحمت سے دوبارہ سرسبز ہو جاتی ہے۔ دسویں خوبی یہ ہے کہ قلب قُربِ الٰہی کا وسیلہ بن جاتا ہے۔ اور اُس کا اللہ ہر وقت اس کی آنکھوں کے آگے رہتا ہے۔ ایسے قلب کو منظورِ حق اور حضورِ الٰہی کہا جاتا ہے۔

اس قسم کے قلب کو نفس یا شیطان یاد نہیں رکھتے۔ یہ ہر وقت فقط ذاتِ حق اور ہر وقت ذاتِ ھُو میں مستغرق رہتا ہے۔

الف اندر ھُو تے باہر ھُو، ایہہ دم ھُو دے نال جلیندا ھُو
ھُو داغ محبت والا، ہر دم پیا سڑیندا ھُو!
جتھے ھُو کرے رُشنائی چھوڑ اندھیرا دیندا ھُو
میں قربان تنہاں توں باھُو جیہڑا ھُو نوں صحیح کریندا ھُو

ترجمہ: (میرے اندر بھی اسمِ ذاتِ ھُو ہے اور باہر بھی ھُو ہے میری زندگی کا رشتہ اسی ھُو کے باعث قائم ہے۔ اس ھُو نے مجھے جو داغِ محبت دیا ہے، وہ ہر وقت مجھے ایک سوز اور تپش سے دوچار رکھتا ہے۔ جہاں پر بھی ھُو کے ذکر کی روشنی پھیلتی ہے۔ وہاں سے ہر قسم کے اندھیرے دُور ہو جاتے ہیں' اے باھُو! میں اُن لوگوں کے قربان جاؤں جنہوں نے ھُو کا صحیح عرفان حاصل کر لیا ہے''۔)

Marfat.com

QUAID-I-AZAM CAMPUS LA

کرتی ہے۔ وہ سب [illegible] وہ
جانتے ہیں کہ یہی حق ہے، یہی سچ ہے۔ ھُوکے سمندر میں کودنے
سے مت ہچکچائیں۔ وہ گہرا اور پُراسرار سمندر جو آپ سب کو اپنی
طرف بُلا رہا ہے، تو پھر آپ مزاحمت کیوں کر رہے ہیں۔ آپ کو کون
سی چیز روک رہی ہے۔ بس آگے بڑھیں اور اُس میں ڈوب
جائیں۔ کیوں کہ آپ کی ذات کی یہ موت آپ کو اصلی حیات
بخشے گی۔ ابدی زندگی، وہ زندگی جس کو ھُو کے دم سے، ابدی
ذکرِ ھُو سے سرفراز کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبّت اور اپنے عشق میں ہمیشہ غرق
رکھیں۔

آمین

Marfat.com

صدائے ارض و سماء

زیرِ سرپرستی:

عاشقِ رسولؐ، شاہِ شاہاں، خواجۂ خواجگان، قطب العالم،

فقیرِ بے بدل، فقیرِ بے مثال، فقیرِ محمدیؐ، فقیرِ فانی فی اللہ باقی باللہ

حضرت خواجہ شاہ محمدؐ افضل

قادری چشتی (صابری نظامی) قلندری

المعروف افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com